#

Done

طبقات کبیر 1945

سلسلۂ نصابات علمیۂ جامعۂ عثمانیہ
نشان (۳۳۷)

طبقات کبیر

طبقۂ اولیٰ تابعینِ اہلِ مدینہ

(جزو ثامن)

اشاعت سنہ ۱۳۲۱ھ

مصنفہ
محمد بن سعد کاتب الواقدی
مترجمہ
مولانا عبد اللہ عمادی صاحب
(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

سنہ ۱۳۶۴ھ م سنہ ۱۳۵۴ف م سنہ ۱۹۴۵ء
مطبوعہ
دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

نشان (۳۳۷)

طبقات کبیر

طبقۂ اولیٰ تابعین اہل مدینہ

(جزو ثامن)

اشاعت سنہ ۱۳۲۱ھ

مصنفہ

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبد اللہ عمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

۱۳۶۴ھ م ۱۳۵۴ف م ۱۹۴۵ء

مطبوعہ

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد

جزو ثامن

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جزو ثامن

طبقۂ اولیٰ تابعین اہل مدینہ

عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع

روایت ہے کہ ایک قافلہ میں لوگوں نے شب بسر کرنے کے بعد جب صبح کو روانگی کی ٹھیرائی تو آپ بھی ساتھ چلے وہ حالت میری نظر میں ہے کہ آپ اپنے اونٹ کو چھڑی سے مار رہے تھے اور آپ کی ران کھل گئی تھی سفیان بن عُیینہ نے سعید بن عبدالرحمٰن بن یربوع کو اسی طرح کہا مگر یہ اُن کے نسب میں وہم و غلطی ہے، وہ تو عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع المخزومی تھے۔

عبدالرحمٰن بن الحارث

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ۔
اُن کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں،
عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس سال کے تھے، اُن کے والد حارث کی وفات سنہ ۱۸ھ میں عمواس ملک شام کے طاعون میں ہوئی، اُن کی بیوی فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ سے جو عبدالرحمٰن ابن الحارث کی والدہ تھیں عمرؓ بن الخطاب نے نکاح کر لیا،
عبدالرحمٰن عمرؓ کی پرورش میں تھے، کہا کرتے تھے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے بہتر (یتیم کا) پرورش کرنے والا نہیں دیکھا، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے، مدینے میں اُن کا بہت بڑا مکان تھا عبدالرحمٰن بن الحارث کی وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔
وہ شریف سخی اور بامروت آدمی تھے، جنگ جمل میں عائشہؓ کے ساتھ تھے عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ مجھے بصرے جانے سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا اس سے زیادہ پسند تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے دس لڑکے ہوتے جن میں سے ہر لڑکا عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے مثل ہوتا۔
ابی بکر بن عثمان المخزومی سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا نام ابراہیم تھا، جب عمرؓ بن الخطاب نے اپنی ولایت کے زمانے میں یہ ارادہ کیا کہ جن لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر ہیں اُن کے نام بدل دیں تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے، انھوں نے اُن کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا یہی نام آج تک باقی رہا۔ ۲
پھر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے یہاں محمد اکبر پیدا ہوئے

جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، انھیں سے اُن کی کنیت تھی، اور ابو بکر جن کو زاہب قریش کہا جاتا ہے، عمرو عثمان و عکرمہ و خالد، محمد اصغر۔ اور حنتمہ جنکے یہاں عبد اللہ بن الزبیر بن العوام سے اولاد ہوئی اور ام حجین وام حکیم وسودہ ورملہ، ان سب کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی تھیں۔

عیاش بن عبد الرحمٰن عبد اللہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ابو سلمہ جو بچپن ہی میں بغیر پس ماندہ چھوڑے مر گئے، حارث جو بغیر پس ماندہ چھوڑے مر گئے، اسماء، عائشہ جن سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کیا، ام سعید و ام کلثوم وام الزبیر ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں، ام الحسن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

مغیرہ بن عبد الرحمٰن وعوفاء وزینب وریطہ جن کے یہاں عبد اللہ بن الزبیر سے اولاد ہوئی، عبد اللہ بن الزبیر نے ان سے اُن کی بہن (حنتمہ کی وفات) کے بعد نکاح کیا تھا، اور فاطمہ وحفصہ، ان سب کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مُرہ تھیں۔

ولید بن عبد الرحمٰن، ابو سعید اور ام سلمہ جن سے سعید بن العاص بن سعید بن العاص نے نکاح کیا، اور قریبہ ان سب کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبد اللہ بن الحصین ذی الغصہ (غصے والے) بن یزید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن ربیعہ بن الحارث بن کعب تھیں۔

سلمہ بن عبد الرحمٰن وعبید اللہ وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

زینب بنت عبد الرحمٰن، کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام مریم تھا، ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبد الرحمٰن بن الاسود

ابن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ، ان کی والدہ امیہ

بنت نوفل بن اُہَیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں۔
عبدالرحمٰن بن الاسود کے یہاں محمد و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔
عبداللہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ۳
عمر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
عبدالرحمٰن بن الاسود نے ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، مدینے میں چھلنی اور تلوار والوں کے پاس اُن کا مکان تھا۔

صُبیحہ بن الحارث

ابن جُبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مرہ، اُن کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن حبتَر خزاعہ میں سے تھیں۔
صبیحہ بن الحارث کی اولاد میں اَخنَش، معبد، عبداللہ اکبر، ایک بیٹی زُبیبہ اور ام عمر کبریٰ تھیں، ان کی والدہ عاتکہ بنت یعمر بن خالد بن معروف بن صخر بن المقنباس بن حَنتَبہ تھیں۔
عبدالرحمٰن، عبداللہ اصغر جن کی کنیت ابوالفضل تھی، ام عمرو صغریٰ، ان کی والدہ امنہ بنت عمرو بن عبدالعزیٰ بن حصنین بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔
عبداللہ، ام صالح، ام جمیل و ام عبید، ان سب کی والدہ زینب بنت وہب ابن ابی التوائم ہُذیل میں سے تھیں۔
جبیبہ بنت صبیحہ جن سے کلب بن عوف کے معبد ابن عروہ نے نکاح کیا اور اُن سے ان کے یہاں اولاد ہوئی۔
صُبیحہ کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے، مدینے

میں پنجرے والوں کے پاس اُن کا مکان تھا۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ کی اولاد میں محمد و موسیٰ تھے، ان کی والدہ بنت راشد آل ابی التوائم کے ہذیل میں سے تھیں، روایت ہے کہ وہ ام علی بنت ہلال بن عمرو بن عامر تھیں جو ہذیل پھر بنی حُطیط میں سے تھیں۔

صخر بن عبدالرحمٰن، اُن کی والدہ ام یحییٰ بنت جُبیر بن عمرو بن ابی فائد خزاعہ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے صبیحہ تمھارا عمرے کو جی چاہتا ہے، میں نے کہا جی ہاں انھوں نے کہا کہ اپنی سواری قریب لاؤ، میں اسے قریب لایا تو ہم دونوں عمرے کے لئے روانہ ہوئے، صبیحہ نے اس سفر میں اُن کے کچھ افعال بیان کئے۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جنھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور اُن سے حدیث سن کر یاد رکھی وہ عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے، شاید وہ اور اُن کے والد صبیحہ دونوں مل کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اور دونوں نے اُن سے حکایت کی۔

عبدالرحمٰن ثقہ (جن کی روایت حدیث معتبر ہے) اور قلیل الحدیث تھے (جنھوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں)۔

نیار بن مُکرم الاَسلمی

اُن چار اصحاب میں سے تھے جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو دفن کیا، نماز جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر میں اُترے۔ نیار نے ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق سے (حدیث) سنی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ ۴

عبداللہ بن عامر

ابن ربیعہ بن مالک بن عامر بن ربیعہ بن حُجیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ بن رُفیدہ

ابن عَنَنز بن وائل بن قاسط بن ہِنْب بن افصٰی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار جو عمرؓ بن الخطاب کے والد الخطاب بن نُفَیل کے حلیف تھے۔

عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ یا چھ سال کے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں آئے، میں چھوٹا بچہ تھا کھیلتا ہوا نکلا تو والدہ نے کہا کہ اے عبداللہ ادھر آؤ میں تمھیں کچھ دونگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے انھیں کیا دینے کا ارادہ کیا ہے، عرض کی ایک کھجور دینے کا ارادہ ہے فرمایا کہ اگر تم (ایسا) نہ کروگی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جائے گا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی صغر سنی کی وجہ سے عبداللہ بن عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلام یاد رکھا ہو، انھوں نے ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ سے یاد رکھا اور ان لوگوں سے اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے دو خلفاء یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کو پایا جو غلام کو افتراء (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانے میں بجائے اسّی کے) پر چالیس تازیانے مارتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ وعمرؓ اور ان دونوں کے بعد کے خلفاء کو غلام کی تہمت زنا میں چالیس تازیانے مارتے ہوئے پایا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن عامر کی وفات ۸۵ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں مدینے میں ہوئی، وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابو جعفر الانصاری

نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ابی جعفر الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ صدیق کو دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی (خضاب کی سرخی سے) مثل ببول کی چنگاری کے تھی۔

۵

ابو سہل الساعدی

ہم سے اُن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی سہل الساعدی سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوبکرؓ صدیق کے پیچھے نماز پڑھی، اُنھوں نے اُن کی قرأت کا طریقہ بیان کیا۔

اسلم

مولائے عمرؓ بن الخطاب، کنیت ابوزید تھی۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے مجھے سنہ ۱۲ھ میں خریدا، اُسی سال اشعث بن قیس کو گرفتار کرکے لایا گیا تھا ان کا پابزنجیر ہونا اور ابوبکرؓ صدیق سے گفتگو کرنا میری نظروں میں ہے، وہ کہتے تھے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ، اپنی جنگ کے لئے مجھے آگے کردیجئے اور اپنی بہن سے میرا نکاح کردیجئے، ابوبکرؓ رحمۃ اللہ نے یہ استدعا قبول کرلی ان پر احسان کیا (کہ آزاد کردیا) اور اپنی بہن ام فروہ بنت قحافہ سے نکاح کردیا، اُن کے یہاں اُن سے محمد بن الاشعث پیدا ہوئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اسلم نے ابوبکرؓ صدیق سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انھوں نے اُن کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اسی نے مجھے بہت سے مقامات

میں اُتارا، اسلم نے عمرؓ و عثمانؓ وغیرہما سے بھی روایت کی ہے۔

اُسامہ بن زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہم لوگ اشعریوں کی قوم میں سے ہیں لیکن ہم لوگ عمرؓ بن الخطاب کے احسان کا انکار نہیں کر سکتے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیّب سے کہا کہ مجھے بتائیے کہ اسلم مولائے عمرؓ بن الخطاب کن لوگوں میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ بجاوہ کے حبشی تھے، عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے والد کو بھی کہتے سنا کہ اسلم حبشی بجاوی تھے۔

زید بن اسلم سے خود اُن کی روایت کی ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اسلم مولائے عمرؓ کی کنیت ابو زید تھی، اسلم مولائے عمرؓ کی وفات مدینے میں عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

ہنّی مولائے عمرؓ بن الخطاب

۶ عمرو بن عمیر بن ہنّی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابو بکرؓ صدیق زمین کے اندارے (بڑے اور بہت پانی کے کنوئیں) کے سوا اور کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُس کی حفاظت کرتے دیکھا ہے، وہ اُسکی اُن گھوڑوں کے لئے حفاظت کرتے تھے جن پر (سوار ہو کے) جہاد کیا جاتا تھا، زکوۃ کے اونٹ جو دُبلے لئے جاتے تھے انھیں ربذہ اور اُس کے مضافات میں چرنے کے لئے بھیجدیتے تھے، اُن کے لئے وہ کسی چیز کی حفاظت نہ کرتے تھے، کنویں والوں کو حکم تھا کہ جو اُن کے پاس آکر پانی پیئے۔ اور چرائے اُس کو نہ روکیں۔

پھر جب عمرؓ بن الخطاب ہوئے اور لوگوں کی کثرت ہوئی اور اُنھوں نے شام و عراق و مصر لشکر بھیجے تو ربذہ کی حفاظت کی اور مجھے اُس کی حفاظت پر عامل بنایا۔

مالک الدار

مولائے عمرؓ بن الخطاب، وہ لوگ جُبلان حِمیر کی طرف منسوب تھے۔ مالک الدار نے ابوبکرؓ و عمرؓ رحمہما اللہ سے روایت کی، اُن سے ابوصالح السمان (گھی والے) نے روایت کی مشہور آدمی تھے۔

ابوقرہ

مولائے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی، ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابی قرہ مولائے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے کچھ تقسیم کی میرے لئے بھی ویسا ہی حصہ لگایا جیسا کہ میرے آقا کے لئے۔

محمد بن اسماعیل نے ابن ابی ذئب سے روایت کی کہ ابوقرہ کے آقا بنی حضرمہ کے ایک شخص تھے جو اُن کے علاوہ تھے جنہوں نے اُن کو آزاد کیا تھا۔

زبید بن الصلت

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد بن الحارث الولادہ

ابن عمرو بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مُرتع بن معاویہ بن کندہ، اور وہ (کندہ) کندی بن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ بن اُدد بن زید بن یشجب ابن عریب بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حارث کا نام الولادہ محض اُن کی کثرت اولاد کی وجہ سے ہوا، حجر کا نام القرد رکھا گیا، القرد اُن کی زبان میں سخی اور بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں حارث الولادہ حجر بن عمرو آکل المرار (درخت تلخ کھانے والے) کے بھائی تھے۔

ملوک اربعہ (چاروں بادشاہ)۔ مخوس و مشرح و جمد و ابضعہ فرزندان معدی کرب بن ولیعہ تھے، بطور وفد کے اشعث بن قیس کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے پھر اپنے شہروں کو واپس گئے اور مرتد ہو گئے یوم النجیر میں قتل کئے گئے، وہ لوگ ملوک (بادشاہ) اسی وجہ سے کہلائے کہ ان میں سے ہر شخص کی ایک ایک وادی (دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان) تھا اور وہ اُس کی ہر چیز کا مالک تھا۔

کثیر و زبید و عبد الرحمٰن فرزندان صلت نے مدینے کی جانب ہجرت کی وہیں سکونت اختیار کرلی، قریش کے بنی جمح بن عمرو سے معاہدہ حلف کرلیا، اُن لوگوں کا دیوان و دعوت (دفتر وظیفہ و فوج میں نام) انھیں لوگوں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جب امیر المومنین المہدی کا زمانہ ہوا تو انھوں نے ان لوگوں کو بنی جمح سے نکال کر حلفائے عباس بن عبد المطلب میں داخل کیا، آج اُن کی دعوت اُن کے ساتھ ہے اور اُن کے عیال اب تک بنی جمح میں ہیں۔

زبید بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق کو کہتے سنا کہ اگر میں کسی چور کو گرفتار کرتا تو میں یہ پسند کرتا کہ اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبید بن الصلت نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور وہ قلیل الحدیث تھے۔ اُن کے بھائی۔

کثیر بن الصلت

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد بن الحارث الولادہ۔

نافع سے مروی ہے کہ کثیر بن الصلت کا نام قلیل تھا، عمرؓ بن الخطاب نے کثیر رکھا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ کثیر بن الصلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے کنیت ابو عبد اللہ تھی، انھوں نے عمرؓ و عثمانؓ و زید بن ثابت وغیرہم سے روایت کی ہے، خود اپنی ذات سے بزرگ اور نیک حال تھے، مدینے کی عیدگاہ میں اُن کا بہت بڑا مکان تھا، اُن کے پہلے عیدین کی عیدگاہ اُسی (مکان) کے پاس تھی، وہ (مکان) بطحا الوادی کے راستے میں تھا جو وسط مدینہ میں تھی،

کثیر بن الصلت کی اولاد میں محمد بن عبد اللہ بن کثیر تھے جو سخی اور با مروت اور فقیہ تھے، حسن بن زید بن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب کو جب ابو جعفر نے والی مدینہ بنایا تو انھوں نے ان کو قاضی بنایا، پھر جب مہدی والی خلافت ہوئے تو انھوں نے عبد الصمد بن علی کو مدینے سے معزول کر دیا اور محمد بن عبد اللہ بن کثیر بن الصلت کو اُس کا والی بنا دیا۔

ان دونوں کے بھائی۔

عبد الرحمٰن بن الصلت

عبد الرحمٰن بن الصلت برادر کثیر بن الصلت سے اُن کے کچھ افعال مروی ہیں، راوی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ انھوں نے کسی اور سے بھی کوئی حدیث روایت کی ہے۔

عاصم بن عمرؓ بن الخطاب

ابن نُفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب

اُن کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن قیس تھیں، اور وہ ابو الافلح بن عصمہ ابن مالک بن امتہ بن ضُبیعہ بن زید تھے جو انصار بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے عاصم کی والدہ کا نام بدل دیا، ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آنحضرت نے فرمایا، نہیں بلکہ جمیلہ۔

ایوب سے مروی ہے.............

عبید اللہ بن عمرؓ بن الخطاب

..............الحیرۃ اور وہ سعد بن ابی وقاص کے دودھ شریک بھائی تھے مدینے میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

عبید اللہ نے کہا کہ میں نے انھیں تلوار ماری، جب انھوں نے تلوار کی آہٹ پائی تو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سختی پیدا کر لی، عبید اللہ چلے گئے اور ابو لولوٗ کی لڑکی کو جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی قتل کر دیا۔

عبید اللہ نے اُس روز یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینے کے (غلام) قیدیوں کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑیں گے، مہاجرین اولین جمع ہوئے عبید اللہ کا یہ ارادہ سخت گراں گزرا ان پر سختی کی اور قیدیوں کے قتل سے روکا۔

عبید اللہ نے کہا کہ واللہ میں اُن کو اور دوسروں کو بھی ضرور ضرور قتل کروں گا، دوسروں سے اُن کی مراد بعض مہاجرین تھے عمرو بن العاص خوشامد کرتے رہے یہاں تک کہ اُن سے تلوار لے لی۔

اُن کے پاس سعد آئے، دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا سر پکڑ کر باہم پیشانی پچھاڑنے لگا مگر لوگ حائل ہو گئے۔

پھر عثمانؓ آئے، ابھی لوگوں نے اُن سے بیعت نہیں کی تھی، انھوں نے عبید اللہ بن عمر کا سر پکڑ لیا اور عبید اللہ بن عمرؓ نے اُن کا سر پکڑ لیا، دونوں میں

پیچ بچاؤ کر دیا گیا، اُس روز زمین لوگوں پر تاریک ہوگئی اور سب اس واقعے سے بہت غمگین ہوئے عبیداللہ نے جُفَینہ و ہرمزان اور دختر ابی لؤلؤہ کو قتل کر دیا تو لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ انھیں سزا نہ دی جائے۔

ابی وَجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اُس روز عبیداللہ 9
کو اس حالت میں دیکھا کہ عثمانؓ اور وہ ایک دوسرے کی پیشانی پکڑ رہے تھے عثمانؓ کہتے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو نماز پڑھتا تھا تو نے ایک چھوٹی بچی کو اور ایک اور شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں تھا قتل کیا، حق کو تیرے چھوڑنے کی گنجائش نہیں، پھر مجھے عثمانؓ سے تعجب ہوا کہ جس وقت وہ والی ہوئے انھیں کیونکر چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص نے اس معاملے میں مداخلت کر کے انھیں اپنی رائے سے پھیر دیا۔

عمران بن مَنّاخ سے مروی ہے کہ جب عبیداللہ بن عمرؓ نے ہرمزان اور دختر ابولؤلؤہ کو قتل کیا تو سعد بن ابی وقاص عبیداللہ بن عمرؓ کی پیشانی پکڑ کے کھینچنے لگے، سعد اُن کی پیشانی پکڑ کے گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ:

لا اسد الا انت تنہت واحدا ۞ وغالت اسود الارض عنك الغوائل

سوائے تمھارے شیر نہیں ہیں کہ تم تنہا ڈکارتے ہو (جتنا بہت سے شیر ملکے ڈکارتے ہیں) روئے زمین کے شیروں نے تمھاری جانب سے مفاسد ہٹا دیے۔

یہ شعر کلاب بن علاط برادر حجاج بن علاط کا ہے عبیداللہ نے کہا کہ:

تعلم انی لحم ما لا تسیغہ ۞ فکل من خشاش الارض ما کنت آکلا

تم جانتے ہو کہ میں اُس چیز کا گوشت ہوں جو تمھارے حلق سے نہیں اُتر سکتا۔ لہٰذا تم جب تک کھا سکو زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے رہو۔

پھر عمرو بن العاص آئے، عبیداللہ سے گفتگو شروع کی اور خوشامد کر کے ان سے تلوار لے لی، وہ قید خانے میں قید کر لیے گئے، جب عثمانؓ والی ہوئے اُن کو رہا کر دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اُس روز عبید اللہ ایک خنجر درندے کی شکل میں تھے، جو عجمیوں کو تلوار سے رد کرتے تھے یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیئے گئے میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمانؓ والی ہو گئے انھیں قتل کر دیں گے، اس لئے کہ میں نے وہ سب دیکھا تھا جو اُنھوں نے اُن کے ساتھ کیا تھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ اور سعد سب سے زیادہ اُن پر سخت تھے۔

مطلب بن عبید اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ علیؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ جس وقت تم نے ابولولوہ کی لڑکی کو قتل کیا تو اُس کا کیا گناہ تھا، عثمانؓ نے علیؓ سے مشورہ کیا تو علیؓ کی رائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحابؓ کی رائے انکے قتل کی ہوئی، لیکن عمرو بن العاص نے عثمانؓ سے اتنی بحث کی کہ انھوں نے اُن کو چھوڑ دیا، علیؓ کہا کرتے تھے کہ اگر میں عبید اللہ بن عمرؓ پر قادر ہوتا اور مجھے سلطنت ملتی تو میں ضرور اُن سے قصاص لیتا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ علیؓ کی رائے تھی کہ اگر عبید اللہ بن عمرؓ پر قادر ہوں تو انھیں قتل کر دیں۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے مہاجرین
10 وانصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں رخنہ ڈالا، مہاجرین وانصار متفق ہو کر عثمان کو اُن کے قتل پر جرأت دلاتے تھے، اکثر لوگوں نے کہا کہ اللہ ہرمزان اور جفینہ کو دور کرے کہ عبید اللہ کو اُن کے والد کے پیچھے بھیج دینا چاہتے ہیں، اس قول کی کثرت ہو گئی، عمرو بن العاص نے کہا کہ یا امیر المومنینؓ یہ امر (قتل) اس کے قبل ہوا کہ آپ کو لوگوں پر سلطنت حاصل ہو، لہٰذا آپ اُن سے درگذر کیجئے، عمرو بن العاص کے کلام سے لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو لوگوں نے دونوں (مقتولین جفینہ وہرمزان) کے خوں بہا پر اتفاق کیا اور اس پر بھی متفق ہوئے کہ عبید اللہ بن عمرؓ کو ان دونوں کے بدلے قتل نہ کیا جائے، دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عمرؓ نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

جب علیؓ بن ابی طالب سے بیعت کی گئی تو انھوں نے عبید اللہ بن عمرؓ کے قتل کا ارادہ کیا، وہ بھاگ کے معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس چلے گئے انھیں کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں مقتول ہوئے۔

یزید بن یزید بن جابر کہتے تھے کہ معاویہؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو بلایا اور کہا کہ علیؓ جس حالت میں ہیں تم دیکھتے ہو کہ بکر بن وائل ان کی مہمان واری کرتے ہیں، کیا تمھاری رائے ہے کہ تم الشہباء جاؤ انھوں نے کہا ہاں، عبید اللہ اپنے خیمے میں واپس آئے اور ہتھیار پہنے، سوچا تو خوف ہوا کہ معاویہؓ کے ساتھ اپنے حال پر قتل کر دیے جائیں گے۔

ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نے کہا کہ میرے باپ آپ پر قربان ہوں معاویہؓ صرف موت کیلئے آپ کو آگے کرتے ہیں، اگر آپ کو فتح ہوئی تو وہ والی ہو جائینگے اور اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو انھیں آپ سے اور آپ کے ذکر سے فرصت مل جائے گی، لہٰذا میرا کہنا مانیے اور عذر کر دیجیے، انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے، تم نے جو کچھ کہا میں سمجھ گیا بحریہ بنت ہانی ان کی بیوی نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ تمھیں عجلت کرتے دیکھتی ہوں انھوں نے کہا کہ مجھے امیرؓ نے حکم دیا ہے کہ الشہباء جاؤں، کہنے لگیں، واللہ وہ مثل اس صندوق کے ہے جو کوئی اس کو اٹھاتا ہے وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ہے، تم قتل کر دیے جاؤ گے اور جو شخص (یہ) چاہتا ہے وہ معاویہؓ ہیں، انھوں نے کہا کہ خاموش رہو، واللہ میں آج تمھاری قوم میں بہت کشت و خون کروں گا۔

بیوی نے کہا کہ (میری قوم کا کوئی) مقتول ہو گا، معاویہؓ نے تمھیں فریب دیا ہے اور تمھیں خود تمھیں سے دھوکا دیا ہے، ان پر تمھارا ہونا گراں ہے عمرو بن العاص نے اور انھوں نے آج سے پہلے اس کے متعلق تمھارے بارے میں فیصلہ کر لیا تھا، اگر تم علیؓ کے ساتھ ہوتے یا اپنے گھر میں بیٹھتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا تمھارے بھائی نے یہی کیا ہے، حالانکہ وہ تم سے بہتر ہیں، انھوں نے کہا، خاموش رہو، بات کرتے اور مسکراتے جاتے تھے، کہنے لگے کہ تم اپنی قوم کے قیدیوں کو اسی خیمے کے گرد دیکھو گی۔

بیوی نے پھر کہا، واللہ مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے

قوم کے پاس جاؤں گی کہ تمھارا جسم مانگ کر اُسے دفن کروں، تمھیں فریب دیا گیا ہے، تم ایسی قوم سے بچھڑ گئے ہو جو موٹی گردن والے ہیں، ان میں ایسا سرکش بھی ہے کہ لوگ اُسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلاکت کی طرف دیکھتے ہوں، وہ اگر لوگوں کو کھانا پینا ترک کرنے کا حکم دے تو لوگ اُسے نہ چکھیں، انھوں نے کہا کہ ملامت کو کم کرو کیونکہ ہمارے نزدیک تمھاری بات نہیں مانی جائے گی۔

11 پھر عبید اللہ معاویہؓ کے پاس گئے، معاویہؓ نے الشہباء کو اُن کے ماتحت کر دیا، وہ بارہ ہزار تھے اور آٹھ ہزار اہل شام کو بھی اُن کے ماتحت کیا، ان میں ذوالکلاع مع قبیلۂ حمیر کے تھے۔

ان لوگوں نے جنگ کی ٹھان لی اور ارادہ کیا کہ علیؓ تک پہنچ جائیں جب انھیں قبیلۂ ربیعہ نے دیکھا تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور نیزہ بازی شروع کر دی چاروں طرف سے گھیر کے اُن پر جھپٹے اور ایسا شدید قتال کیا کہ سوائے نیزوں اور تلواروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا عبید اللہ قتل کر دیے گئے اور ذوالکلاع بھی مارے گئے، جس نے عبید اللہ کو قتل کیا وہ زیاد بن خصفہ التیمی تھا۔

معاویہؓ نے عبید اللہ کی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنی قوم میں جا کر ان لوگوں سے عبید اللہ بن عمرؓ کی لاش کے بارے میں گفتگو کرتیں تو بہتر ہوتا، وہ سوار ہو کے ان کے پاس گئیں، ہمراہ وہ بھی تھا جو اُنھیں پناہ دے۔

وہ اُن لوگوں کے پاس آئیں اور اپنا نسب بیان کیا، لوگوں نے کہا کہ ہم نے پہچان لیا، تمھیں مرحبا، بتاؤ کیا کام ہے، انھوں نے کہا کہ یہ لاش جسے تم لوگوں نے قتل کیا ہے اُسے لے جانے کی اجازت دو۔

بکر بن وائل کے نوجوان کھڑے ہوئے لاش کو خچر پر رکھ کے باندھ دیا، بیوی نے لشکر معاویہؓ کا رُخ کیا، معاویہؓ نے لاش کو ایک تابوت میں رکھا قبر کھودی اور اُن پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا، پھر رونے لگے، کہتے تھے کہ ابن فاروقؓ قتل کر دیا گیا، زندگی و موت میں وہ تمھارے خلیفہ کا فرماں بردار رہا لہٰذا اُس کے لئے دعائے رحمت کرو اگرچہ اللہ نے اُس پر رحمت کی تھی اور اُسے خیر کی توفیق دی تھی۔

بجریہ بھی ان پر رو رہی تھیں، معاویہؓ نے جو کچھ کہا تھا جب انھیں معلوم ہوا تو کہنے لگیں کہ تمھیں تو ہو کہ اُن کے لڑکوں کو یتیم کرنے اور اُن کی جان لینے میں عجلت کی، اُن پر بعد کے امر عظیم کا پورا خوف تھا، معاویہؓ کو معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص سے کہا کہ دیکھتے نہیں یہ عورت کیا کہتی ہے، اور جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔

عمرو نے کہا کہ واللہ تم پر تعجب ہے تم نہیں چاہتے کہ لوگ کچھ کہیں۔ واللہ لوگوں نے تو ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے جو ہم سے اور تم سے بہتر تھے، تو وہ لوگ تمھارے بارے میں نہ کہیں گے۔ اے شخص اگر اُس سے چشم پوشی (وصبر) نہ کرو گے جو تم دیکھتے ہو تو تم خود اپنی طرف سے غم میں رہو گے۔ معاویہؓ نے کہا کہ واللہ یہی رائے مجھے اپنے والد سے میراث میں ملی ہے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عمرؓ کے قتل میں ہم سے اختلاف کیا گیا ہے، کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انھیں قبیلۂ ربیعہ نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ ہمدان کے کسی شخص نے قتل کیا، کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انھیں عمار بن یاسر نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ بنی حنیفہ کے کسی شخص نے قتل کیا۔

ابی الحسن سعد مولائے حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے کہ میں جنگ صفین کی رات کو حسنؓ بن علیؓ کے ہمراہ نکلا ہمدان کے پچاس آدمی ساتھ تھے اور چاہتے تھے کہ علیؑ سے جا ملیں، وہ دن ایسا تھا کہ فریقین کے درمیان بہت شر ہوا تھا۔

ہم لوگ ہمدان کے ایک کالے آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام مذکور تھا، اُس نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑی ایک مقتول کے پاؤں سے باندھی تھی، حسنؓ بن علیؓ اُس کے پاس ٹھیر گئے، سلام کیا اور کہا کہ تم کون ہو، اُس نے کہا، میں ہمدان کا آدمی ہوں، پوچھا تم یہاں کیا کرتے ہو، اس نے کہا کہ اول شب میں نے اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا، میں اُن کی واپسی کا منتظر ہوں، اُنھوں نے کہا کہ یہ مقتول کون ہے، اس نے کہا، مجھے اُس کے سوا کچھ نہیں معلوم کہ ۱۲ یہ ہم پر بہت سخت تھا، ہمیں سخت شکست دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں طیب بن الطیب ہوں، جب تلوار مارتا تھا تو کہتا تھا کہ میں ابن الفاروقؓ ہوں، اللہ نے اُسے میرے ہاتھ سے قتل کیا۔

حسنؓ اُترے کے اُس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عبیداللہ بن عمرؓ تھے، اُن کے ہتھیار اُس شخص کے آگے تھے وہ اُسے علیؓ کے پاس لائے، علیؓ نے اُن کا سامان اُسے دیدیا اور اُس کی چار ہزار درہم قیمت لگا کے (اُسے دیدی)۔

ابی رزین سے مروی ہے کہ میں صفین میں اپنے مولیٰ کے ہمراہ تھا، چہارم شب گزر جانے کے بعد میں نے علیؓ کو گشت کرتے دیکھا، لوگوں کو حکم دیتے تھے اور منع کرتے تھے لوگوں نے جمعہ کی صبح کی تو مقابلہ کیا اور شدید قتال کیا عمار بن یاسر اور عبیداللہ بن عمرؓ نے بھی مقابلہ کیا، عبیداللہ نے کہا کہ میں طیب بن الطیب ہوں، عمار بن یاسر نے جواب دیا کہ تم خبیث بن الطیب ہو۔ پھر عمار نے انھیں قتل کردیا، اور کہا کہ انھیں حضرمیوں میں سے کسی نے قتل کیا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا، مجھے دوسری سند اور دوسرے راوی سے معلوم ہوا کہ عبیداللہ بن عمرؓ نے اُس روز عمار کا کان کاٹ ڈالا، لیکن ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عمار کا کان جنگ یمامہ میں کاٹا گیا۔

محمد بن ربیعہ

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

کنیت ابوحمزہ تھی، ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن ربیعہ کے یہاں حمزہ پیدا ہوئے، انھیں سے ان کی کنیت تھی، ان کے علاوہ قاسم و حمید و عبداللہ اکبر تھے کہ وہی عائذ اللہ تھے۔

عائذ اللہ کی والدہ جویریہ اُس ابوعزہ شاعر کی بیٹی تھیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہادری کے ساتھ غزوۂ اُحد میں قتل کیا، ابوعزہ کا نام عمرو بن عبداللہ ابن عمیر بن اُہیب بن حذافہ بن جُمح تھا۔

ایک بیٹے عبداللہ تھے اور ایک جعفر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، علاوہ ان کے حارث وعثمان وام کلثوم وام عبداللہ تھیں، ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

علی ومحمد، ام ولد سے تھے، ام عبداللہ اور ایک دوسری بیٹی بھی ام ولد سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمد بن ربیعہ دس سال سے زائد تھے ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے، البتہ عمرؓ بن الخطاب سے ملے تھے اور ان سے روایت کی ہے۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے انھیں عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا کہ

۱۴ بال لمبے تھے، یہ ذوالحلیفہ میں ہوا، محمد نے کہا کہ میں اپنی اونٹنی پر تھا اور ذی الحجہ میں حج کا ارادہ کر رہا تھا، مجھے انھوں نے حکم دیا کہ سر کے بال کتروا دوں میں نے تعمیل کی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبدالرحمٰن الاعرج (لنگڑے) محمد بن ربیعہ بن الحارث کے آزاد غلام تھے۔

عبداللہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی اُن کی والدہ ضُرَیبہ بنت سعید بن القَشَب تھیں، قشب کا نام جُندُب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مِحضَنَث بن صعب بن مُبَشّر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے، ضریبہ کی والدہ حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں جو سعدؓ بن ابی وقاص کی خالہ تھیں، سعد کی والدہ حَمْنَہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عبداللہ بن نافل کی اولاد .... (معلوم نہ ہو سکی)۔

عبداللہ بن نوفل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

ابی الغیث سے مروی ہے کہ سنہ ۴۲ھ میں جب پہلی مرتبہ مروان بن الحکم معاویہؓ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوا تو اُس نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو مدینے کا قاضی بنایا، میں نے ابوہریرہؓ کو کہتے سنا کہ یہ پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ عبداللہ ابن نوفل بن الحارث مروان بن الحکم کی جانب سے مدینے کے پہلے قاضی تھے۔ حالانکہ اُن کے اہل بیت اُن کے یا اور کسی بنی ہاشم کے قاضی مدینہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اُن کے اہل بیت نے کہا کہ اُن کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ وہ معاویہؓ کے بعد بھی زمانۂ دراز تک زندہ رہے۔ اور سنہ ۸۴ھ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اُن کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن نوفل و سعید بن نوفل
۱۴ و مغیرہ بن نوفل سب قُرّائے قریش میں سے تھے اور جب سورج نکلتا تھا تو صبح ہی
کو جمعہ کی نماز کے لئے چلے جاتے تھے، اس سے وہ اُس ساعت کو چاہتے
تھے جس میں (مغفرت کی) امید کی جاتی ہے۔ عبیداللہ بن نوفل سو گئے تو انھیں
(بیدار کرنے کے لئے) جھنجوڑا گیا (یا اُن کی پیٹھ میں دھکا دیا گیا) اور کہا گیا
کہ یہی وہ ساعت ہے جس کو تم چاہتے ہو، انھوں نے سر اٹھایا (اور اس طرح مسجد
کی طرف بھاگے) کہ وہ مثل اُس ابر کے تھے جو آسمان پر چڑھتا ہے، یہ اس وقت
ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ ضُربیہ بنت سعید بن القشب تھیں، قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مخضب بن صعب ابن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔

مغیرہ کے یہاں ابوسفیان پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، اُن کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک اور عبدالواحد، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں،

سعید ولوط واسحاق وصالح وربیعہ وعبدالرحمٰن مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ وعون بھی ام ولد سے تھے۔

امامہ وام المغیرہ، ان دونوں کی والدہ بنت ہمام بن مُطرِب بنی عقیل میں سے تھیں۔

علی بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ کعب نے مغیرہ بن نوفل کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ قیامت میں میری شفاعت کرنا، اُنھوں نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا کہ میں کیا ہوں، میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں، اُنھوں نے پھر اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے خوب زور سے پکڑ لیا، اور کہا کہ آل محمدؐ کا کوئی مومن ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو، پھر کہا کہ اسے (یعنی شفاعت کو) اس کے (یعنی حدیث کے) بدلے یاد رکھنا۔

عبدالملک بن المغیرہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کعب الاحبار نے میرا ہاتھ پکڑا، زور سے دبایا اور کہا کہ میں اسے تمھارے پاس چھپاتا ہوں تاکہ تم اُسے قیامت میں یاد کرو، اُنھوں نے کہا کہ میں اُس میں سے کیا یاد کروں گا، اُنھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری

جان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن درجہ بدرجہ اپنے قرابت داروں سے شفاعت شروع کریں گے۔

سعید بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم اُن کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں جن کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعصب بن مبشر بن دہمان تھا، ازدیں سے تھے۔

سعید بن نوفل کے یہاں اسحاق اکبر و حنظلہ اور ولید و سلیمان و اشعث و
15 ام سعید جن کا نام امتہ تھا پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام الولید بنت ابی خزشہ ابن الحارث بن مالک بن المسیب خزاعہ کے بنی حُبشیّہ میں سے تھیں۔

اسحاق اصغر و یعقوب و ام عبداللہ و ام اسحاق، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رُقیّہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

سعید بن نوفل فقیہ و عابد تھے۔

عبداللہ بن الحارث

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے تو ان کی والدہ
ہند بنت ابی سفیان جن کی بہن ام حبیبہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تھیں انھیں لائیں، رسول اللہ صلی علیہ وسلم ام حبیبہؓ کے پاس گئے تو
پوچھا کہ اے ام حبیبہؓ یہ کیا ہے، انھوں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا
اور میری بہن کا بیٹا ہے، یہ حارث بن نوفل بن الحارث
ابن عبد المطلب اور ہند بنت ابی سفیان بن حرب کا بیٹا ہے، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُن کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔

عبد اللہ بن الحارث کی اولاد میں عبد اللہ بن عبد اللہ و محمد بن عبد اللہ تھے ان دونوں
کی والدہ خالدہ بنت مُعَتِّب بن ابی لہب بن عبد المطلب تھیں، خالدہ کی والدہ
عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب تھیں، عاتکہ کی والدہ ام عمرو
بنت المُقَوَّم بن عبد المطلب تھیں۔

اسحاق بن عبد اللہ و عبید اللہ بن عبد اللہ، عبید اللہ الارُجوان تھے،
فضل بن عبد اللہ اور ام الحکم بنت عبد اللہ، جن کے یہاں محمد بن علیؓ بن عبد اللہؓ
بن عباس بن عبد المطلب سے یحییٰ و محمد کہ لا ولد مر گئے اور عالیہ فرزندان محمد بن علی پیدا
ہوئے، ام الحکم کے والد کی والدہ عبد اللہ کی بیٹی تھیں، اور زینب بنت عبد اللہ
وام سعید بنت عبد اللہ وام جعفر، ان سب کی والدہ ام عبد اللہ بنت العباس بن ربیعہ
ابن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، ان کی والدہ بنت محمد بن صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد
ابن عبد اللہ بن عمرؓ بن مخزوم تھیں۔

عون بن عبد اللہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، ضریبہ بنت عبد اللہ بھی
ام ولد سے تھیں، خالدہ بنت عبد اللہ بھی ام ولد سے تھیں، اور ام عمرو وہند دختران
عبد اللہ بھی ام ولد سے تھیں۔

عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ وہ زمانۂ عثمانؓ میں کے پر امیر تھے۔

عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میرے والد نے عثمانؓ کی 16
امارت میں نکاح کیا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی دعوت کی

صفوان بن امیہ آئے جو بہت بوڑھے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ وعمدہ (طریقہ) ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن الحارثؓ کی کنیت ابو محمد تھی، انھوں نے الجابیہ میں عمرؓ بن الخطاب سے خطبہ سنا ہے۔ اور عثمانؓ بن عفان و اُبی بن کعب و حذیفہ ابن الیمان و عبداللہ بن عباس اور اپنے والد حارث بن نوفل سے بھی (حدیث) سنی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث اپنے والد کے ساتھ بصرے منتقل ہوگئے تھے، وہاں انھوں نے مکان بنا لیا تھا، ان کا لقب بَبَّہ تھا، جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ ابن زیاد بصرے سے نکل گیا اور لوگوں نے آپس میں آمد و رفت کی اور قبائل و عشائر نے باہم بلایا تو اُن سب نے اپنے معاملے میں اتفاق کر کے عبداللہ بن الحارث بن نوفل کو اپنی نماز اور اپنے مال غنیمت کا والی بنا دیا، اس کے متعلق عبداللہ بن الزبیر کو لکھ دیا کہ ہم لوگ اُن سے راضی ہو گئے ہیں، عبداللہ بن الزبیر نے انھیں بصرے پر برقرار رکھا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل منبر پر چڑھے، اور لوگوں سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت لی، یہاں تک کہ انھیں غنودگی آگئی، مگر وہ لوگوں سے بیعت لیتے رہے حالانکہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے سو رہے تھے، سُحَیم بن وَثیل الیربوعی نے شعر کہا:

بایعت ایقاظا واوفیت بیعتی　　وَبَبَّۃُ قد بایعتہ ونائم

میں نے بیدار لوگوں سے بیعت کی اور میں نے اپنی بیعت کو پورا کر دیا۔ اور ببّہ سے میں نے اس حالت میں بیعت کی کہ وہ سو رہے تھے۔

عبداللہ بن الحارث ایک سال تک بصرے کے عامل رہے، پھر معزول کر دیے گئے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی عامل ہوئے اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل عُمان چلے گئے جہاں ان کی وفات ہوگئی۔

سلیمان بن ابی حَثمہ

ابن حذیفہ غانم بن عامر (بن عبداللہ) بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب اُن کی

والدہ شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صدار بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ کے یہاں ابوبکر و عکرمہ و محمد پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عثمان بن سلیمان، ان کی والدہ بہمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حزّان ابن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین بن فہم تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے، عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں بالغ تھے، عمرؓ نے انھیں عورتوں کی امامت کا حکم دیا تھا اور انھوں نے عمرؓ سے (حدیث) سنی ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے زمانے میں 17
سلیمان بن ابی حثمہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتے تھے۔

ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سلیمان بن ابی حثمہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو تراویح پڑھائیں۔

عمر بن عبداللہ العنسی سے مروی ہے کہ ابی بن کعب اور تمیم الداری دونوں نبی علیہ السلام کی مسجد میں تراویح کے لئے کھڑے ہو کر مردوں کو نماز پڑھاتے تھے، اور سلیمان بن ابی حثمہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے جب عثمانؓ بن عفان ہوئے تو عورتیں اور مرد ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حثمہ پر جمع ہو گئے، عورتوں کو حکم دیتے، وہ رک جاتیں یہاں تک کہ مرد گزر جاتے، پھر انھیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ربیعہ بن عبداللہ

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ سُمیّہ

بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ربیعہ بن عبد اللہ کے یہاں عبد اللہ و ام جمیل ایک ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عبد الرحمن و عثمان و ہارون و عیسیٰ و موسیٰ و یحییٰ و صالح مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر کو کہتے سنا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو زینب بنت جحش کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

اُن کے بھائی۔

منکدر بن عبد اللہ

ابن الہدیر بن عبد العزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ تمیمہ بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عویج ابن عدی بن کعب تھیں۔

منکدر بن عبد اللہ کے یہاں عبید اللہ اور ام عبید اللہ پیدا ہوئیں، ان دونوں ۱۸
کی والدہ سعدہ بنت عبید اللہ عبد اللہ بن شہاب بنی زہرہ میں سے تھیں۔

محمد بن المنکدر رقیہ اور عمر و ابوبکر و ام یحییٰ مختلف ام ولد سے تھیں۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ منکدر بن عبد اللہ عائشہؓ کے پاس گئے، انھوں نے پوچھا کہ تمھارے اولاد ہے؟ عرض کی نہیں، عائشہؓ نے کہا کہ اگر میرے پاس دس ہزار درم ہوتے تو میں وہ سب تمھیں ہبہ کر دیتی شام ہوتے ہوتے معاویہؓ نے ان کے پاس

مال بھیجا عائشہ رضؓ نے کہا کہ میں کس قدر جلد مبتلا ہو گئی منکدر کو دس ہزار درم بھیج دیے اُنھوں نے اُسی سے ایک لونڈی خریدی وہی محمد و عمر و ابوبکر کی ماں تھیں (یعنی ام ولد تھیں)۔

عبداللہ بن عَیَّاش

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ اسماء بنت سلامہ بن مُخَرِّبہ بن جندل بن اُبیر بن نَہْشَل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش کے یہاں حارث اور امۃ اللہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ہند بنت مطرف بن سلامہ بن مخربہ بن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش ملک حبشہ میں پیدا ہوئے، ہمیں معلوم نہیں کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے، البتہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، مدینے میں اُن کا ایک مکان تھا۔

حارث بن عبداللہ

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام عبدالجبار بنت عبداللہ بن عامر بن کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عبدالعزیز و عبدالملک و عبدالرحمٰن و ام حکیم و حنتمہ، ان سب کی والدہ حنتمہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

محمد و عمر و سعد و ابو بکر و ام فروہ و قریبہ و اُبَیّہ و اسماء، ان سب کی والدہ عائشہ بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندہ میں سے تھیں۔

عیاش بن الحارث ایک ام ولد سے تھے، اور عمر ایک ام ولد سے۔

ام داؤد و ام الحارث، ان دونوں کی والدہ ام ابان بنت قیس بن عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان الحارثی تھیں۔

ام محمد و امۃ الرحمٰن، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن و عبداللہ اکبر، ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت صفوان

19 ابن امیہ بن خلف الجمحی تھیں۔

عبداللہ بن الزبیر نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا عامل بنایا تھا، بہت تیز بولنے والے آدمی تھے، بصرے کے پیمانے پر نظر پڑی تو کہا کہ یہ بڑا پیمانہ بہت اچھا ہے (قباع صالح ہے) لوگوں نے اُن کا لقب القُباع (احمق) رکھ دیا۔ واعظ اور پارسا تھے، رنگ میں سیاہی تھی اس لئے کہ اُن کی والدہ ایک حبشی عیسائی تھیں، وہ مر گئیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کے پاس آئے ساتھ بغرض تعزیت اور لوگ بھی آئے مگر سب کنارے رہے، اُن کے دین والے لوگ آئے اور اُن کا انتظام کیا، اُن لوگوں کی بہت بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور وہ سب علیحدہ تھے۔

حارث بن عبداللہ کے بارے میں ابوالاسود الدؤلی نے (اشعار ذیل میں) عبداللہ بن الزبیر سے کہا ہے:

امیر المومنین ابا بکر + ارحنا من قباع بنی المغیرہ

اے ابوبکرؓ، اے امیر المومنین . ہمیں قبیلۂ بنی مغیرہ کے قباع سے نجات دلائیے

حمدناہ ولمناہ فاعیا + علینا ما یمر لنا مریرہ

ہم انھیں اچھا بھی سمجھے اور قابل ملامت بھی . اُن کے معاملے نے تو ہمیں عاجز و حیران کر دیا

سوی ان الفتی نکح اکول ❁ وسهاك مخاطبة كثيره

یہ اور بات ہے کہ وہ جوان ہیں، خوب نکاح کرتے ہیں۔ خوب کھاتے ہیں، اور تیز بولنے والے ہیں جن کا کلام بہت ہے

کانّا حين جئناه اطفنا ❁ بضبعان تورط فی خطیره

جس وقت ہم لوگ اُن کے پاس آتے ہیں تو گویا۔ ایک ایسے بجّو کے قریب آتے ہیں جو گھر میں گھس آیا ہو

عبد اللہ بن الزبیر نے انہیں بصرے سے معزول کر دیا، اُن کی ولایت ایک سال رہی، اُن کے بجائے مصعب بن الزبیر کو عامل بنایا وہ بصرے آئے مختار بن ابی عبید کے مقابلے کے لئے جانے کی تیاری کی۔

سعید بن العاص

ابن سعید ابی اُحیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اُن کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن عبد اللہ بن قیس بن عبد وُد بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی تھیں، کلثوم کی والدہ ام حبیب بنت العاص بن امیہ ابن عبد شمس تھیں۔

سعید بن العاص کے یہاں عثمان اکبر پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے، محمد و عمر پیدا ہوئے، عبد اللہ اکبر اور حکم دونوں لاولد مر گئے، ان سب کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبد اللہ بن سعید کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھیں۔

یحیی بن سعید اور ایوب۔ جو لاولد مر گئے، ان دونوں کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جُعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے تھیں۔

ابان بن سعید اور خالد اور زبیر جو دونوں لا ولد مر گئے، ان سب کی والدہ جویریہ بنت سفیان بن عُویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

عثمان اصغر بن سعید و داؤد و سلیمان و معاویہ و آمنہ، ان سب کی والدہ ۳۰
ام عمرو بنت عثمانؓ بن عفان تھیں، ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

سلیمان اصغر بن سعید، ان کی والدہ ام سلمہ بنت حبیب بن بجیر بن عامر ابن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

سعید بن سعید، ان کی والدہ مریم بنت عثمانؓ بن عفان تھیں مریم کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص قبیلۂ کلب سے تھیں۔

عنبسہ بن سعید ایک ام ولد سے تھے۔

عُتبہ بن سعید اور مریم، دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابراہیم بن سعید، ان کی والدہ بنت سلمہ بن قیس بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب تھیں۔

جریر بن سعید و ام سعید بنت سعید، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں،

رملہ بنت سعید و ام عثمان بنت سعید و امیمہ بنت سعید، ان سب لڑکیوں کی والدہ امیمہ بنت عامر بن عمرو بن ذُبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکُر بجیلہ میں سے تھیں اور بجیلہ ابی اراکہ .... کی بہن تھیں اور وہ الرواع بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

حفصہ بنت سعید اور عائشہ کبریٰ و ام عمرؓ و ام یحییٰ ۔ و فاختہ و ام حبیب کبریٰ ام حبیب صغریٰ و ام کلثوم و سارہ و ام داؤد و ام سلیمان و ام ابراہیم و حمیدہ، یہ سب لڑکیاں مختلف ام ولد سے تھیں۔

عائشہ صغریٰ بنت سعید ان کی والدہ ام حبیب بنت بجر عامر بن مالک بن جعفر ابن کلاب تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو سعید نو یا قریب نو سال کے تھے، یہ اس لیے کہ اُن کے والد عاص بن سعید بن العاص بن امیہ جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے۔

عمرؓ بن الخطاب نے سعید بن العاص سے کہا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمھیں بے رخی کرتے دیکھتا ہوں گویا تمھارا گمان یہ ہے کہ میں نے ہی تمھارے والد کو قتل کیا ہے، میں نے اسے قتل نہیں کیا اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا اور اگر میں اُسے قتل کرتا تو میں ایک مشرک کے قتل سے عذر نہ کرتا، میں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

سعید بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اگر آپ ہی قتل کرتے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تھا، عمرؓ کو اس بات نے اُن سے خوش کر دیا۔

عمرو بن سعید یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعید ابن العاص عمرؓ کے پاس آکر البلاط والے مکان اور اپنے چچاؤں کی زمین کے قطعات میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے زیادہ کرنے کو کہا، عمرؓ نے کہا کہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھنا سویرے آنا اور مجھے اپنی حاجت یاد دلانا۔

انھوں نے کہا کہ میں نے یہی کیا، جب وہ واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میری وہ حاجت جس کے متعلق آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اُسے آپ کو یاد دلاؤں، وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ اپنے مکان کی طرف چلو میں اس کے پاس پہنچا، اُنھوں نے میرے لئے زمین میں اضافہ کر دیا اور اپنے پاؤں سے نشان کر دیا۔

عرض کی، یا امیر المومنینؓ اور زیادہ دیجیے، کیونکہ میرے متعلقین اولاد بہت بڑھ گئی ہے، فرمایا تمھیں یہ کافی ہے، یہ بات اپنے ہی تک پوشیدہ رکھنا کہ میرے بعد وہ شخص والی امر ہوگا جو تمھارے ساتھ صلۂ رحم (سلوک) کرے گا۔ اور تمھاری حاجت پوری کرے گا۔ ۴۱

میں خلافت عمرؓ بن الخطاب میں ٹھیرا رہا یہاں تک کہ عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے۔

انھوں نے خلافت کو شوریٰ ورضامندی سے حاصل کیا، میرے ساتھ صلۂ رحم کیا اور احسان کیا، میری حاجت پوری کی اور اپنی امانت میں شریک کیا۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن العاص عثمانؓ بن عفان کی قرابت کی وجہ سے انھیں کے نواح میں رہے، جب عثمانؓ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفے سے معزول کر دیا تو سعید بن العاص کو بلا کر انھیں عامل بنایا، کوفے میں آئے تو اُس وقت ایک نوجوان نازپرور وہ ناتجربہ کار تھے، انھوں نے کہا کہ میں منبر پر تاوقتیکہ وہ خوب پاک صاف نہ کیا جائے نہ چڑھوں گا۔

حکم ہوتے ہی منبر دھویا گیا، سعید بن العاص اُس پر چڑھے، اہل کوفہ کو خطبہ سنایا، جس میں اُن لوگوں کو قصور وار بنایا، نااتفاقی اور اختلاف کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ بستی قریش کے بچوں کا باغ ہے۔

لوگوں نے عثمانؓ سے اُن کی شکایت کی، انھوں نے کہا کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر سے ذرا سی بھی سختی دیکھتا ہے تو وہ ہم سے خواہش کرتا ہے کہ ہم اُسے معزول کر دیں۔

سعید بن العاص مدینے وفد کے طور پر عثمانؓ کے پاس آئے بڑے بڑے مہاجرین وانصار کے پاس تحفے اور چادریں بھیجیں، علیؓ بن ابی طالب کو بھی بھیجا جو کچھ انھیں بھیجا تھا وہ انھوں نے قبول کیا اور کہا کہ بنی امیہ نے مجھے میراث محمد علیہ السلام میں کسی قدر فوقیت دی ہے، واللہ اگر میں زندہ رہا تو اس کی وجہ سے اُن لوگوں کو اس طرح کھرچوں گا جس طرح قصاب گندے (یعنی قیمہ کوٹنے کی لکڑی) سے میلے گوشت کو کھرچتا ہے۔

سعید بن العاص کوفے واپس آئے اور وہاں کے باشندوں کو سخت نقصانات پہنچائے، چند مہینے کم پانچ سال تک عامل رہے۔

ایک مرتبہ انھوں نے کوفے میں کہا کہ تم میں سے کس نے چاند دیکھا ہے؟ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے، قوم نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے، سعید بن العاص نے اُن سے پوچھا کیا ساری قوم میں سے صرف تم نے اپنی اس کانی آنکھ سے دیکھا ہے، ہاشم نے کہا کہ تم مجھے میری آنکھ سے عیب لگاتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں گئی ہے، اُن کی آنکھ یرموک میں چوٹ

لگی تھی۔

ہاشم نے اپنے مکان میں بغیر روزے کے صبح کی اور اپنے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرایا، سعید بن العاص کو معلوم ہوا تو ان کو بلا بھیجا، مارا اور اُن کا مکان جلا دیا۔ ام الحکم بنت عتبہ بن ابی وقاص جو مہاجرات میں سے تھیں اور نافع بن ابی وقاص کوفے سے روانہ ہوئے، مدینے آئے اور سعید نے ہاشم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اُسے سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا، سعد عثمانؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، عثمانؓ نے کہا کہ ہاشم کے بدلے سعید تمہارے لئے ہیں، تم اُنھیں مارنے کے عوض میں مار دو، سعید کا مکان ہاشم کے مکان کے بدلے تمہارے لئے ہے، لہذا اُسے جلا دو جیسا کہ اُنھوں نے ان کا مکان جلا دیا۔

عمر بن سعد جو اُس زمانے میں بچے تھے دوڑتے ہوئے گئے اور سعد کے مکان میں جو مدینے میں تھا آگ لگادی، یہ خبر عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو اُنھوں نے سعد بن ابی وقاص کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے باز رہنے کی درخواست کی جس سے وہ باز آگئے۔

مالک بن الحارث الاشتر، یزید بن مکفف، ثابت بن قیس، کمیل بن زیاد النخعی اور زید و صعصعہ فرزندان صوحان العبدی اور حارث بن عبد اللہ الاعور، جندب ابن زہیر الازدی، ابو زینب الازدی اور اصغر بن قیس الحارثی نے کوفے سے عثمانؓ کی جانب کو ہج کیا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

سعید بھی بطور وفد عثمانؓ کے پاس آئے، اُن لوگوں کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ پھر عثمانؓ نے سعید کو معزول کرنے سے انکار کیا، اور اپنے عمل پر واپس جانے کا حکم دیا۔

اشتر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسی شب کو روانہ ہوا، دس رات میں کوفے چلا گیا اور قبضہ کر لیا، منبر پر چڑھ کر کہا کہ یہ سعید بن العاص تمہارے پاس آیا ہے جو گمان کرتا ہے کہ یہ بستی قریش کے لڑکوں کا باغ ہے، حالانکہ یہ بستی تم لوگوں کے سروں کے گرنے کا مقام ہے، تمھارے نیزوں کا مرکز ہے اور تمھاری

اور تمھارے باپ دادا کی غنیمت ہے، جو شخص اپنے اوپر اللہ کا حق سمجھتا ہے وہ الجرعہ تک اُٹھ کر جائے۔

لوگ روانہ ہوئے، الجرعہ میں جو کوفے اور حیرہ کے درمیان تھا، لشکر قایم کیا، سعید بن العاص آئے، العذیب میں اُترے،

اشتر نے یزید بن قیس الارحبی اور عبداللہ بن کنانہ العبدی کو بلایا، دونوں بڑے جنگجو تھے، اُن کو پانچ پانچ سو سواروں پر امیر بنایا اور کہا کہ تم کو سعید بن العاص کے پاس جانا ہے، تم اُسے نکال دو اور اُس کے صاحب (عثمانؓ) سے ملا دو، اگر وہ انکار کرے تو اُس کی گردن مار کے اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں سعید کے پاس گئے اُن سے کہا کہ اپنے صاحب (عثمانؓ) کی جانب کوچ کرو، اُنھوں نے کہا کہ میرے اونٹ پیاسے ہیں چند روز اُنھیں چارہ دوں گا، ہم مصر میں آئیں گے، اپنی ضروریات خریدیں گے توشہ لیں گے، پھر میں کوچ کروں گا، اُن دونوں نے کہا کہ نہیں، واللہ ایک ساعت بھی نہیں، تمھیں ضرور ضرور کوچ کرنا ہوگا یا ہم لوگ تمھاری گردن ماردیں گے۔

جب اُنھوں نے ان دونوں کا اصرار دیکھا تو عثمانؓ سے ملنے کے لئے کوچ کیا، اور وہ دونوں اشتر کے پاس آئے اور اُسے خبر دی، اشتر اپنی چھاؤنی سے کوفے واپس گیا، منبر پر چڑھا اللہ کی حمد وثنا بیان کی، اور کہا کہ اے اہل کوفہ واللہ مجھے تمھارے اور اللہ ہی کے لئے غصہ آیا، ہم نے اس شخص (سعید) کو اُس کے صاحب (عثمانؓ) سے ملا دیا، میں نے ابو موسیٰ الاشعری کو تمھاری نماز اور تمھاری سرحد کا اور حذیفہ بن الیمان کو تمھاری غنیمت پر والی بنایا ہے۔

وہ اُترا اور کہا کہ اے ابو موسیٰ تم منبر پر چڑھو، ابو موسیٰ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تم لوگ آؤ، امیر المومنین عثمانؓ کے لئے بیعت کرو اور اپنی گردنوں میں اُنھیں کی بیعت کی تجدید کرو۔

لوگوں نے اُن کی یہ بات قبول کرلی، اُنھوں نے اُن کی ولایت قبول کرلی اور اُن لوگوں کی گردنوں میں عثمانؓ کی بیعت کی تجدید کی، اُنھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ عثمانؓ کو لکھ دیا، عثمانؓ کو اس سے تعجب ہوا اور وہ مسرور ہوئے

اہل کوفہ کے شاعر عتبہ بن الوعل التغلبی نے کہا کہ -

تصدق علینا ابن عفان واحتسب ÷ وامر علینا الاشعری لیالیا

(اے عثمانؓ بن عفان ہمارے ساتھ نیکی کرو اور احسان کرو اور ہم پر چند راتوں کیلئے الاشعری کو امیر بنا دو)۔

عثمانؓ نے کہا، ہاں۔ اگر میں زندہ رہا تو مہینوں اور برسوں کے لئے انھیں امیر بناتا ہوں۔

جو کچھ کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص کے ساتھ کیا تو جس وقت عثمانؓ پر جرأت کی گئی ہے تو یہ سب سے پہلی کمزوری تھی جو اُن میں آگئی۔

کوفے پر ابوموسیٰ عثمانؓ کی طرف سے والی رہے، یہاں تک کہ عثمانؓ شہید
۳۴ کر دیے گئے، سعید بن العاص جس وقت کوفے سے واپس آئے تو مدینے ہی میں رہے، یہاں تک کہ لوگ عثمانؓ کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کا محاصرہ کرلیا، سعید مکان میں برابر اُن لوگوں کے ہمراہ عثمانؓ کے ساتھ رہے جو اُن کے ہمراہ تھے، وہ اُن سے جدا نہ ہوئے اور اُن کے لئے قتال کرتے رہے۔

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ سعید بن العاص عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنینؓ کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکیں گے، ہم لوگوں کو کھایا جارہا ہے، یہ وہ قوم ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہم پر تیر اندازی کی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہمیں پتھر مارے ہیں۔ اور ان میں وہ بھی ہے جو اپنی تلوار نیام سے باہر کئے ہوئے ہے، لہٰذا ہمیں آپ حکم دیجئے۔

عثمانؓ نے کہا کہ واللہ میں اُن لوگوں کا قتال نہیں چاہتا، اگر میں ان کا قتال چاہتا تو مجھے امید تھی کہ اُن سے محفوظ ہو جاتا، لیکن میں اُنھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اور انھیں بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو اُن لوگوں کو ہمارے پاس لائے ہیں، عنقریب ہم لوگ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے، رہا قتال تو میں واللہ تمھیں قتال کا حکم نہیں دوں گا۔

سعید نے کہا کہ واللہ ہم کسی کو کبھی آپ سے نہ پوچھیں گے، انھوں نے

نکل کر قتال کیا یہاں تک کہ اُن کا سر پھٹ گیا۔
مصعب بن محمد بن عبد اللہ بن ابی امیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے اُس روز سعید بن العاص کو قتال کرتے دیکھا تھا کہ اُس روز انھیں ایک شخص نے ایک ایسی تلوار ماری جس نے دماغ کو زخمی کر دیا، میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ جب جنگ کا شور سنتے تھے تو اُن پر بیہوشی طاری ہو جاتی،
لوگوں نے بیان کیا کہ مکے سے جب طلحہ و زبیر و عائشہ رضؓ بصرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو اُن کے ہمراہ سعید بن العاص اور مروان بن الحکم اور عبد الرحمٰن بن عتاب بن اسید اور مغیرہ بن شعبہ بھی تھے، جب یہ لوگ مرالظہران میں اُترے جس کو ذات عرق کہا جاتا ہے تو سعید بن العاص کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا۔
امابعد، عثمانؓ دنیا میں پسندیدہ ہو کے زندہ رہے اور اُس سے گئے تو اُن کی کمی محسوس کی جارہی ہے، اُنھوں نے نیکی و شہادت کی وفات پائی، اللہ اُن کے حسنات کو بڑھائے اور اُن کے سیئات کو گھٹائے، اُن کے درجات کو ان انبیاء و شہداء و صدیقین و صالحین کے ساتھ بلند کرے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور رفاقت کے لئے یہی لوگ اچھے ہیں۔
اے لوگو، تمھارا دعویٰ ہے کہ تم لوگ خون عثمانؓ کے انتقام کے لئے نکلے ہو، اگر تم لوگ یہی چاہتے ہو تو قاتلین عثمانؓ انھیں سواریوں کے آگے اور پیچھے ہیں لہٰذا اپنی تلواروں سے اُن پر ٹوٹ پڑو، ورنہ اپنے اپنے گھر واپس جاؤ اور مخلوق کی رضامندی میں اپنے آپ کو قتل نہ کرو لوگ قیامت میں کچھ بھی تمھارے کام نہ آسکیں گے۔
مروان بن الحکم نے کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے ہم اُن کے بعض کو بعض سے ماریں گے، اُن میں سے جو قتل کر دیا جائے گا اس میں کامیابی ہو جائے گی، اور اُس سے فرصت مل جائے گی اور جو بچنے والا بچ جائے گا تو ہم اُسے اُس حالت میں تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے قتل کی وجہ سے سست

وکمزور ہو گائے

مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ رائے تو وہی مناسب ہے جو سعید بن العاص نے سوچی ہے، جو قبیلۂ ہوازن کا ہو اور میرے ساتھ ہونا چاہے تو وہ ایسا کرے، اُن میں سے کچھ لوگ اُن کے ساتھ ہو گئے۔

مغیرہ بن شعبہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ طائف میں اُترے اور وہیں رہے تا آں کہ جنگ جمل وصفین کا وقت گذر گیا۔

سعید بن العاص مع اُن لوگوں کے جنھوں نے اُن کی پیروی کی روانہ ہوئے
مکے میں اترے، اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین کا وقت گذر گیا ۲۴

طلحہ وزبیر وعائشہؓ اور اُن کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید ومروان بن الحکم اور قریش وغیرہ میں سے اُن کے متبعین بصرے روانہ ہو گئے، جنگ جمل میں شریک ہوئے جب معاویہؓ والی خلافت ہوئے تو مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا پھر انھیں معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی بنایا، حسنؓ بن علیؓ کی وفات ان کی اسی ولایت میں سنہ ۵۰ھ میں مدینے میں ہوئی، اُن پر سعید بن العاص نے نماز پڑھی۔

مروان بن الحکم

ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام عثمان یعنی آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں، آمنہ کی والدہ صعبہ بنت ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھیں۔

مروان بن الحکم کے یہاں تیرہ بیٹا بیٹی پیدا ہوئے، عبدالملک کہ انہیں سے اُن کی کنیت تھی، اور معاویہؓ وام عمرو، ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہؓ

ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور ام عثمان، ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت زبان ابن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب قبیلۂ کلب کی تھیں۔

بشر بن مروان اور عبدالرحمٰن جو لاولد مر گیا، ان دونوں کی والدہ قُطَیَّہ بنت بشر بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ابان بن مروان و عبیداللہ و عبداللہ کہ لاولد مر گیا اور ایوب و عثمان و داؤد و رملہ، ان سب کی والدہ ام ابان بنت عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ تھیں، ام ابان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبدمناف ابن قصی تھیں۔

عمرو بن مروان و ام عمرو، ان کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد بن مروان اور اُن کی والدہ زینب ام ولد تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے، اپنے والد کے ساتھ مدینے ہی میں رہے یہاں تک کہ اُن کے والد حکم بن ابی العاص کی وفات مدینے میں عثمانؓ بن عفان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمانؓ بن عفان کے ساتھ رہے، اُن کے کاتب تھے۔

اُن کے لئے عثمانؓ نے مالوں کا حکم دیا، اس بارے میں اپنے صلۂ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی و احسان کی تاویل کرتے، لوگ عثمانؓ کے اُنھیں مقرب بنانے اور اُن کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے اور خیال کرتے کہ اُن امور کا اکثر حصہ جو عثمانؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۲۵
مروان کا ہے، یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمانؓ کی۔

عثمانؓ جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے۔ اور اُنھیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے، مروان اُنھیں اُن کے اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ

کرتے، لوگ اُن کے بارے میں جو کچھ گفتگو کرتے اور اُن کی وجہ سے جو دھمکی دیتے وہ سب انھیں پہنچاتے تھے، اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے اُن سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

عثمان رضی کریم وسلیم وحبیب تھے، وہ اُن باتوں میں سے بعض میں اُن کی تصدیق کرتے اور بعض کا اُن سے انکار کر دیتے، مروان اُن کے سامنے اصحاب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے، وہ انھیں اس سے روکتے اور ڈانٹتے۔

جب عثمان رض محصور ہو گئے تو مروان ان کے لئے سخت قتال کر رہے تھے اسی زمانے میں عائشہ رض نے حج کا ارادہ کیا، مروان وزید بن ثابت وعبدالرحمن ابن عتاب بن اُسید بن ابی العیص اُن کے پاس آئے اور سب نے عرض کی کہ اے ام المومنین رض اگر آپ قیام کریں تو خوب ہوتا۔ کیونکہ امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتی ہیں محصور ہیں آپ کا قیام اُن چیزوں میں سے ہے جس سے اللہ اُن کے پاس سے (محاصرے کو) دور کر دے گا۔

عائشہ رض نے کہا کہ میں اپنی سواری پر بیٹھ چکی اور اپنے راحت و آرام کو ترک کر دیا ہیں قیام کرنے پر قادر نہیں ہوں اُن لوگوں نے پھر اسی بات کو دُہرایا اور انھوں نے جو جواب دیا تھا اُسی کا اعادہ کیا، مروان یہ کہتے ہوئے اُٹھے۔

وحرق قیس علی البلاد ۞ حتیٰ اذا ما استعرت اجذما

(اور قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب وہ بھڑک جائے گی تو اُسے گل کرے گا)۔

عائشہ رض نے کہا کہ اے اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے، اگر تمھارے اور تمھارے ان ساتھی کے جن کے معاملے نے تمھیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی (بندھی) ہو اور تم دونوں سمندر میں ڈوبتے ہو تب بھی مجھے یکے جانا پسند ہے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان سخت قتال کر رہے

تھے، اُس روز اُن کے ٹخنے میں ایسی تلوار لگی جس سے یہ گمان ہوتا کہ وہ اُس زخم سے مر جائیں گے۔

ابی حفصہ مولائے مروان سے مروی ہے کہ اس روز مروان بن الحکم رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ کون مجھ سے قتال کرے گا۔ مقابلے پر عروہ ابن شییم بن البیاع اللیثی آیا، لیثی نے گدی پر تلوار ماری جس سے مروان اپنے منہ کے بل گر پڑا، عبُید بن رفاعہ بن رافع الزرقی اٹھ کر جو چھری ان کے پاس تھی وہ لے کے اس کے پاس گئے کہ اس کا سر کاٹ دیں ان کی رضاعی ماں فاطمہ الثقفیہ جو ابراہیم بن العربی حاکم یمامیہ کی دادی تھیں اٹھ کر گئیں اور کہا کہ اگر تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو قتل تو کر چکے، اب گوشت کاٹ کے کیا کرو گے، عبید بن رفاعہ ٹھہر گئے اور چھوڑ دیا۔

عیاش بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جو اُس روز ابن البیاع کے پاس موجود تھا، ابن البیاع مروان بن الحکم سے قتال کر رہا تھا، اس کی قبا میری نظر میں ہے جس کے دامن اُس نے کمربند کے نیچے کر لئے تھے اور قبا کے نیچے زرہ تھی اُس نے مروان کی گدی پر ایک ضرب ماری جس نے اُس کی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور وہ اوندھے منہ گر پڑا، لوگوں نے یہ قصد کیا کہ اُس کا کام تمام کر دیں، کہا گیا کہ کیا تم لوگ ۲۶
گوشت کاٹو گے۔ تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

عبید بن رُفاعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے یوم الدار (قتل عثمانؓ) کے بعد والد نے جو مروان بن الحکم کا ذکر کر رہے تھے کہا کہ اے اللہ کے بندو، میں نے اُس کے ٹخنے پر ایسی تلوار ماری کہ میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ وہ مر گیا، لیکن ایک عورت نے مجھے غیرت دلائی اور کہا کہ تم اُس کا گوشت کاٹ کے کیا کرو گے، مجھے غیرت آئی اور چھوڑ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان کو ایسی تلوار ماری گئی جس نے اُن کے دونوں کان کاٹ دیئے، ایک شخص آیا جو چاہتا تھا کہ اُن کا کام تمام کر دے، اُس کی ماں نے اُس سے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم میت کے جسم کا مثلہ

(قطع اعضا) کر دو گے؟ اُس نے انھیں چھوڑ دیا۔

لوگوں نے کہا کہ جب عثمانؓ شہید ہو گئے اور طلحہ و زبیرؓ و عائشہؓ خون عثمانؓ کے انتقام کی طلب میں بصرے گئیں تو مروان بن الحکم اُن لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس روز بھی اُس نے سخت قتال کیا، جب اُس نے لوگوں کو بھاگتے اور طلحہ بن عبید اللہ کو کھڑے دیکھا تو کہا واللہ، عثمانؓ کے خون کا ذمہ دار یہی ہے بھی سب سے زیادہ اُن پر سخت تھا، میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کروں گا۔ ایک تیر نکال کے مارا اور قتل کر ڈالا۔

مروان نے اتنا قتال کیا کہ اُسے بحالت زخم اُٹھا کے عنزہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچایا گیا، اُن لوگوں نے اُس کا علاج کیا اور اس کی نگرانی کی مروان کے متعلقین اُن لوگوں کا اس امر پر برابر شکریہ ادا کرتے رہے۔

اصحاب جمل بھاگ گئے، مروان چھپ گیا اس کے لئے علیؓ بن ابی طالب سے امان لی گئی، انھوں نے امان دے دی مروان نے کہا کہ مجھے اس وقت تک قرار نہ آئے گا جب تک کہ میں اُن سے بیعت نہ کروں وہ اُن کے پاس آیا اور بیعت کی۔

اس کے بعد مروان بن الحکم مدینے چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہؓ بن ابی سفیان والی خلافت ہوئے سنہ ۴۲ھ میں انھوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنا دیا، پھر اُسے معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی بنا دیا، انھیں بھی معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو والی بنایا، وہ اس کی وفات تک مدینے کے والی رہے، مروان اُس زمانے میں مدینے سے معزول تھا۔

یزید نے ولید بن عتبہ کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو والی مدینہ بنایا، ایام حرہ میں اہل مدینہ نے حملہ کیا تو انھوں نے عثمان بن محمد اور بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا۔ اور اُن لوگوں کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا، انھیں میں مروان بن الحکم بھی تھا۔

انھوں نے اُن لوگوں سے قسمیں لیں کہ وہ اہل مدینہ کے پاس واپس نہ آئیں گے اور اگر قادر ہو سکے تو اُس لشکر کو واپس کرانے پر قادر ہوں گے

جو مسلم بن عقبہ المری کے ہمراہ اہل مدینہ کی جانب روانہ کیا گیا ہے۔

یہ لوگ مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے اُسے سلام کیا، وہ ان لوگوں سے مدینہ و اہل مدینہ کو دریافت کرنے لگا، مروان اُسے خبر دینے لگا اور اُسے لوگوں کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔

مسلم نے اُس سے کہا کہ تم لوگوں کی کیا رائے ہے، امیر المومنینؓ کے پاس جاتے ہو یا میرے ساتھ چلتے ہو، ان لوگوں نے کہا کہ ہم امیر المومنین کے
پاس جاتے ہیں، البتہ مروان نے کہا کہ میں تو تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔ ۲۷

مروان اس کے ساتھ معین و مددگار بن کے واپس ہوا اور اہل مدینہ پر فتح پائی لوگ قتل کئے گئے، مدینہ تین مرتبہ لوٹا گیا، مسلم بن عقبہ نے یہ واقعہ یزید کو لکھا، مروان بن الحکم کا شکریہ لکھا، اپنے ساتھ اُس کی مدد، اس کی خیر خواہی اور اُس کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

مروان یزید بن معاویہؓ کے پاس شام میں آیا یزید نے اُس کا شکریہ ادا کیا، اپنا مقرب بنایا اور نزدیکان صحبت میں سے کیا، مروان یزید بن معاویہؓ کی وفات تک شام میں رہا۔

یزید نے اپنے بعد اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد نامزد کیا تھا، لوگوں نے اُس سے بیعت کر لی اور اُس کے پاس تمام آفاق سے بیعت کی خبر آگئی سوائے اُس اختلاف کے جو ابن الزبیر اور اہل مکہ کی طرف سے ہوا۔

معاویہ بن یزید تین مہینے اور کہا جاتا ہے کہ چالیس رات والی رہے وہ برابر گھر ہی میں رہے لوگوں کے پاس نہ آسکے کیونکہ علیل تھے، دمشق میں ضحاک بن قیس الفہری کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے، جب معاویہ بن یزید سخت علیل ہوئے تو اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو ولی عہد اور خلیفہ بنا دیتے تو بہتر ہوتا۔

معاویہ نے کہا کہ واللہ مجھے اس خلافت نے زندگی میں کوئی نفع نہ دیا جو میں اُسے مرنے کے بعد بھی اپنی گردن میں ڈالوں، اگر وہ خیر ہوتی تو آل ابی سفیان نے اُس سے بہت سی خیر اس طرح جمع کر لی ہوتی کہ بنی امیہ اُس کی

حلاوت نہ لے جاتے اور میں اُس کی تلخی کو اپنی گردن میں نہ ڈالتا، واللہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی اس کی بازپرس نہ کرے گا (کہ تم نے کسی کو ولی عہد یا خلیفہ کیوں نہیں بنایا)۔

جب میں مرجاؤں تو ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مجھ پر نماز پڑھیں اور ضحاک بن قیس لوگوں کو (پنجگانہ) نماز پڑھائیں۔ یہاں تک کہ لوگ اپنے لئے کسی کو خلیفہ منتخب کریں اور کوئی شخص خلافت کو قائم کرے۔

جب اُن کی وفات ہوئی تو ولید نے اُن پر نماز پڑھی، لوگوں کی حکومت کو ضحاک بن قیس نے قائم کیا،

معاویہ بن یزید دفن کردیے گئے تو مروان بن الحکم اُن کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم نے کس کو دفن کیا، لوگوں نے کہا کہ معاویہ بن یزید کو اُس نے کہا کہ یہ ابو لیلیٰ ہیں، ازنم الفزاری نے کہا۔

انی اری فتناً تغلی مراجلها ❊ فالملک بعد ابی لیلیٰ لمن غلبا

(میں دیکھتا ہوں کہ فتنوں کی دیگیں اُبلتی ہیں - ابو لیلیٰ کے بعد سلطنت اُسکی ہوگی جو غالب آئیگا)

شام میں لوگوں میں اختلاف ہوا، امرائے لشکر میں سے سب سے پہلے جس نے مخالفت کی اور ابن الزبیر کو دعوت دی وہ نعمان بن بشیر تھے جو حمص میں تھے اور زفر بن الحارث تو قنسرین میں تھے، دمشق میں خفیہ طور پر ضحاک بن قیس نے دعوت دی، پھر اُنھوں نے لوگوں کو ابن الزبیر کی بیعت کی علانیہ دعوت دی، سب نے اُن کی یہ دعوت قبول کرلی اور ان کی بیعت کرلی۔

ابن الزبیر کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے ضحاک بن قیس کو شام کی عہدہ داری کے لئے لکھدیا، ضحاک بن قیس نے اُن امرائے لشکر کو لکھا جنھوں نے ابن الزبیر کی بیعت کی طرف دعوت دی تھی، وہ اُن کے پاس آئے۔

مروان نے یہ دیکھا تو وہ ابن الزبیر کے ارادے سے نکلے روانہ ہوا کہ اُن سے بیعت کرے اور اُن سے بنی امیہ کے لئے امان لے لے اس کے ساتھ عمرو بن سعید بن العاص بھی روانہ ہوا، یہ لوگ اذرعات میں تھے جواب

شہر البثنیہ ہے کہ عراق سے آتا ہوا عبید اللہ بن زیاد ملا، اُس نے مروان سے کہا کہ کہاں کا قصد ہے اُس نے اپنا ارادہ بیان کیا، عبید اللہ نے کہا سبحان اللہ کیا تم اپنے لئے اس بات پر راضی ہو گئے تم ابی خبیب سے بیعت کرو گے حالانکہ بنی عبد مناف کے سردار ہو؟ واللہ تم اُن سے زیادہ خلافت کے مستحق ہو۔

مروان نے اُس سے کہا، پھر کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ واپس چلو اور اپنی بیعت کی طرف دعوت دو، میں قریش اور اُن کے موالی کا تمھارے لئے ذمہ دار ہوں، ان میں سے کوئی تمھاری مخالفت نہ کرے گا، عمرو بن سعید نے کہا کہ عبید اللہ نے سچ کہا، بیشک تم ۲۸
قریش کی جڑ، اُن کے شیخ اور اُن کے سردار ہو، لوگ صرف اس لڑکے خالد بن یزید بن معاویہ کی طرف نظر کریں گے تو تم اُس کی ماں سے نکاح کرلو، وہ تمھاری تربیت میں ہو جائے گا، اور اپنی طرف دعوت دو، میں تم سے اہل یمن کا ذمہ دار ہوں وہ لوگ میری مخالفت نہ کریں گے عبید اللہ کو وہ لوگ مانتے تھے، عبید اللہ نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم اپنے بعد میرے لئے بیعت لینا اس نے کہا، ہاں۔

مروان وعمرو بن سعید اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے واپس ہوئے عبید اللہ بن زیاد جمعہ کو دمشق میں آیا، مسجد میں گیا، نماز پڑھی پھر نکلا اور باب الفرادیس میں اُترا، روزانہ سوار ہو کے ضحاک بن قیس کے پاس جاتا سلام کرتا پھر اپنے مکان واپس آجاتا۔

اُس نے ایک روز اُن سے کہا کہ اے ابو انیس تم پر تعجب ہے کہ شیخ قریش ہو کر ابن الزبیر کی طرف دعوت دیتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو، حالانکہ لوگوں کے نزدیک تم اُن سے زیادہ پسندیدہ ہو، لہٰذا تم اپنی طرف دعوت دو،

اُنھوں نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی اس پر لوگوں نے کہا کہ تم ہماری بیعت وعہد ایک شخص کے لئے لے چکے، پھر بغیر اس کے کہ اُس نے

کوئی حادثہ پیدا کیا ہو تم اس کی معزولی کی طرف دعوت دیتے ہو۔ ضحاک نے یہ دیکھا تو ابن الزبیر کی طرف دعوت دینے پر واپس ہوئے، اس واقعے نے لوگوں کے نزدیک انھیں مفسد بنا دیا اور اُن سے بد دل کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد نے کہا کہ جب انے ابن الزبیر کی بیعت کا ارادہ کیا اُس نے اُن کے ساتھ مکر کیا، وہ مدائن اور الحصون میں جنگ کرنے اور اپنے پاس لشکر جمع کرنے نہیں آئے (یعنی ان مقامات میں) ان کے لئے جو بیعت ہوئی وہ محض تمھاری وجہ سے ہوئی) اب تم کیا چاہتے ہو کہ تم دمشق سے نکلو اور لشکروں کو اپنے ساتھ لو۔

ضحاک نکلے اور المرج میں اُترے، عبیداللہ دمشق میں اور مروان و بنی امیہ تدمر میں، عبداللہ و خالد فرزندان یزید بن معاویہ الجابیہ میں اپنے ماموحسان بن مالک بن بحدل کے پاس رہے۔

عبیداللہ نے مروان کو لکھا کہ میں لوگوں کو تمھاری بیعت کی دعوت دیتا ہوں، تم حسان بن مالک کو لکھو کہ وہ تمھارے پاس آئے، وہ تمھاری بیعت سے تمھیں ہرگز نہیں پھیرے گا، پھر تم ضحاک کے پاس جاؤ، اس نے تمھارے لئے میدان تیار کر دیا ہے۔

مروان نے بنی امیہ اور اُن کے موالی کو دعوت دی، اُن لوگوں نے اُس سے بیعت کر لی، اُس نے (زوجۂ یزید) والدۂ خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر لیا، اور حسان بن مالک بن بحدل کو لکھ کر دعوت دی کہ اُس سے بیعت کرے اور اُس کے پاس آئے، مگر اُس نے انکار کیا۔

مروان کو کوئی تدبیر بنا نہ پڑی تو اس نے عبیداللہ کو بلا بھیجا، عبیداللہ نے لکھا کہ تم اپنے ہمراہ بنی امیہ کو لے کے اُس کے مقابلے کے لئے نکلو۔ مروان اور کل بنو امیہ حسان بن مالک کے مقابلے کے لئے نکلے، وہ الجابیہ میں تھا، جو لوگ وہاں تھے آپس میں اختلاف کر رہے تھے، مروان نے اسے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

حسان نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ حسان سے بیعت کر لو گے تو تم پر

کوڑے کا بندھن اور جوتے کا تسمہ اور درخت کا سایہ بھی حسد کرے گا، کیونکہ مروان اور آل مروان قیس کے اہل بیت ہیں، چاہتے ہیں کہ مروان دس کا بھائی ہو اور دس کا باپ، بایں ہمہ اگر تم نے اس سے بیعت کر لی تو تم لوگ اُن کے غلام ہو جاؤ گے، لہٰذا تم لوگ میرا کہنا مانو اور خالد بن یزید سے بیعت کرو۔

رَوح بن زنباع نے کہا کہ بڑے سے (یعنی مروان سے) بیعت کرو اور چھوٹے کو (یعنی خالد کو) جوان ہونے دو۔

حسان بن مالک نے خالد سے کہا کہ اے میرے بھانجے میری خواہش تو تمہارے ہی بارے میں ہے مگر لوگوں نے تمہاری کم سنی کی وجہ سے انکار کیا ہے اور مروان ان لوگوں کے نزدیک تم سے اور ابن الزبیر سے زیادہ محبوب ہے، خالد نے کہا کہ لوگوں نے میری بیعت سے انکار نہیں کیا بلکہ تم عاجز ہو کہ میرے
۲۶ لئے بیعت لو، اُس نے کہا ہرگز نہیں۔

حسان اور اہل اُردُن نے مروان سے اس شرط پر بیعت کر لی کہ مروان سوائے خالد بن یزید کے اور کسی کے لئے بیعت نہ لے گا، خالد کے لئے حمص کی امارت ہوگی اور عمرو بن سعید کے لئے دمشق کی امارت ہوگی۔

الجابیہ میں مروان کی بیعت ۱۵ ذی القعدہ سنہ ۶۴ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی، عبید اللہ بن زیاد نے اہل دمشق سے مروان بن الحکم کے لئے بیعت لی، اس کے متعلق مروان کو لکھ دیا تو مروان نے کہا کہ اگر اللہ چاہے تو وہ میرے لئے ایسی مکمل خلافت کر دے گا کہ اُس کی مخلوق میں سے کوئی شخص مجھے اس سے نہ روک سکے گا، حسان بن مالک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

مروان الجابیہ سے چھ ہزار لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور مرج راہط میں اُترا، اُس کے ساتھیوں میں سے جو دمشق وغیرہم کے لشکریوں میں سے تھے سات ہزار آدمی اُس سے مل گئے، اب وہ تیرہ ہزار کے ساتھ ہو گیا جن میں اکثر پیادہ تھے، مروان کے لشکر میں صرف اسّی آزاد غلام تھے جن میں چالیس عباد بن زیاد کے تھے اور چالیس باقی لوگوں کے۔

مروان کے میمنے پر عبید اللہ بن زیاد (امیر) تھا اور میسرے پر عمرو بن سعید

ضحاک بن قیس نے امرائے لشکر کو لکھا، سب اُس کے پاس المرج میں پہنچ گئے اور وہ تیس ہزار کے ساتھ ہوگیا۔
اُن لوگوں نے وہاں بیس روز اس طرح قیام کیا کہ روزانہ قتال کرتے ضحاک بن قیس اور اُس کے ساتھ قبیلۂ قیس کے بہت سے آدمی مارے گئے ضحاک بن قیس مارا گیا اور لوگ بھاگ گئے تو مروان اور جو لوگ اُس کے ہمراہ تھے دمشق آئے، اس نے اپنے عاملوں کو لشکروں پر مقرر کر کے بھیجدیا تمام اہل شام نے اُس سے بیعت کرلی۔
مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کو کسی قدر حکومت کا لالچ دلایا تھا، پھر اُسے مناسب معلوم ہوا تو اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز فرزندان مروان کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا، اس نے یہ چاہا کہ خالد کی قدر گھٹادے، اُس کے مرتبے میں کمی کردے اور لوگوں کو اُس سے بے رغبت کردے، حالانکہ وہ جب اُس کے پاس آتا تھا تو اُسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیتا تھا۔
خالد ایک روز اُس کے پاس آیا اور حسب معمول اُس مجلس میں بیٹھنے گیا جس میں وہ اسے اکثر بٹھاتا تھا مروان نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ او، تر سُرین والی کے بیٹے (تخ) دور ہو، واللہ میں نے تجھ میں ذرا بھی عقل نہ پائی۔
خالد اُسی وقت غضبناک ہو کر واپس اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے رسوا کیا تو نے میرے ساتھ قصور کیا مجھے سرنگوں اور ذلیل کیا، پوچھا کیا بات ہے، اس لئے کہا، تو نے اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جس نے میرے ساتھ یہ یہ کیا اور جو کچھ مروان نے کہا تھا اُس سے اُسے آگاہ کیا۔
ماں نے کہا کہ یہ بات تم سے کوئی اور نہ سننے پائے اور نہ مروان کو معلوم ہونے پائے کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے، تم میرے پاس جس طرح آتے تھے، آتے رہو، اور اس وقت تک اس بات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لو، میں اُس کے لئے تمھیں کافی ہوں اور میں اس سے تمھاری حفاظت کروں گی۔
خالد خاموش ہوگیا اور اپنے مکان چلا گیا، مروان آیا اور ام خالد

بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا جو اُس کی بیوی تھی، اس سے کہا کہ خالد نے تم سے کیا کہا، میں نے آج اس سے کیا کہا، اور اس نے میری جانب سے تم سے کیا بیان کیا، اُس نے کہا کہ خالد نے مجھ سے کچھ نہیں بیان کیا اور نہ مجھ سے کچھ کہا۔

۴۰ مروان نے کہا کہ کیا اُس نے تم سے میری شکایت نہیں کی، میری تقصیر جو اس کے ساتھ ہوئی اور جو گفتگو میں نے اُس سے کی وہ اُس نے تم سے بیان نہیں کی اُس نے کہا یا امیرالمومنین تم خالد کی نظر میں بہت بزرگ ہو، وہ تمھاری تعظیم میں اس سے بہت زیادہ ہے کہ تمھاری طرف سے کچھ بیان کرے یا تم کچھ کہو تو وہ اُس سے رنج کرے، تم تو اُس کے والد کے قائم مقام ہو۔

مروان جھک گیا اور یہ سمجھا کہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح اُس نے اس سے بیان کیا ہے اور اس نے سچ کہا ہے، وہ ٹھیرا رہا یہاں تک کہ جب اس کے بعد کا وقت ہوا اور قیلولے کا وقت آیا تو وہ اس کے پاس سوگیا۔

والدۂ خالد زوجۂ مروان اور اُس کی باندیاں اُٹھیں، دروازے بند کر دیے، اُس نے ایک تکیے کا ارادہ کیا اور اُسے اُس کے منہ پر رکھ دیا پھر وہ اور اس کی باندیاں اُسے بیہوش کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

وہ کھڑی ہوئی اور اُس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اپنی باندیوں اور خدمتگاروں کو بھی حکم دیا، اُنھوں نے بھی چاک کیا اور اُس پر چیخ چیخ کر روئیں اور کہا کہ امیرالمومنین یکایک مرگئے۔

یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اُس روز چونسٹھ سال کا تھا اس کی ولایت شام و مصر پر آٹھ مہینے سے نہ بڑھی اور کہا جاتا ہے کہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی (پہلے یہ روایت آچکی ہے کہ ۱۵ ذی القعدہ ۶۴ھ کو مروان سے بیعت کی گئی اس حساب سے اُس کی ولایت پورے ساڑھے نو مہینے رہی)

علیؓ بن ابی طالب نے ایک روز اُسے دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کا کلیں سفید ہو نے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اُٹھائے گا اور اس کے لئے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہوگی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔

اُس کے بعد اہل شام نے عبدالملک بن مروان سے بیعت کر لی شام و مصر عبدالملک کے قبضے میں رہے جس طرح اس کے والد کے قبضے میں تھے، عراق و حجاز ابن الزبیر کے قبضے میں رہے، اور دونوں کے درمیان سات سال تک فتنہ رہا۔ پھر مکے میں ابن الزبیر ۱۷ جمادی الاولی ۷۳ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کئے گئے۔ جو اس وقت بہتر سال کے تھے، اُن کے بعد عبدالملک ابن مروان کی حکومت پورے طور پر قائم ہو گئی۔

مروان نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ جس نے کوئی چیز صلۂ رحم (قرابت) کے لئے ہبہ کی تو وہ اُس میں رجوع نہ کرے۔

عثمانؓ اور زید بن ثابت اور بُسرہ بنت صفوان سے بھی روایت کی ہے، مروان نے سہل بن سعد الساعدی سے بھی روایت کی ہے۔

مروان اپنی ولایت مدینہ کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے اُن سے مشورہ لیتا اور جس چیز پر وہ لوگ اتفاق کرتے اُسی پر عمل کرتا، اس نے پیمانہ (صاع) جمع کئے، اُن سب کو جانچا اور اُسے اختیار کیا جو سب سے زیادہ درست تھا، اس نے حکم دیا کہ اس سے ناپا جائے وہ صاع مروان کہلایا، حالانکہ وہ صاع مروان نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا صاع تھا لیکن مروان نے سب صاعوں کو جانچا تھا اور اُن میں جو سب سے زیادہ درست تھا اُسی پر پیمائش قائم کر دی تھی۔

عبداللہ بن عامر

ابن کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، کنیت
ابو عبدالرحمن تھی، اور والدہ دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ ۱۳
ابن ہلال بن حرام بن سمال بن عوف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور تھیں۔

عبداللہ بن عامر کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔
عبدالرحمن ام ولد سے تھے جو لاولد یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔
عبداللہ اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئے اور عبدالملک وزینب ان سب کی والدہ کیسبہ بنت الحارث بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں، کیسبہ کی والدہ بنت ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھیں اور بنت ارطاۃ کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
عبدالحکیم و عبدالحمید، دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سفیان بن عُوَیف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں
عبدالمجید ام ولد سے تھے۔
عبدالرحمن اصغر کہ ابوالسنابل تھے اور عبدالسلام جو لاولد مر گئے ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
عبدالرحمٰن بھی جو ابوالنضر تھے ام ولد سے تھے۔
عبدالکریم و عبدالجبار اور امۃ الحمید، ان سب کی والدہ ہند بنت سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں، ہند کی والدہ حنفاء بنت ابی جہل بن ابی ہشام بن المغیرہ تھیں اور حنفاء کی والدہ اروی بنت اُسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں۔
ام کلثوم بنت عبداللہ ان کی والدہ اَمۃ اللہ بنت الوارث ابن الحارث بن ربیعہ بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب تھیں۔
امۃ الغفار بنت عبداللہ، اُن کی والدہ ام ابان بنت مکلبہ بن جابر بن السمین بن عمرو بن سنان بن عمرو بن ثعلبہ بن یربوع بن الدُول بن حنیفہ قبیلۂ ربیعہ سے تھیں۔
عبدالاعلیٰ بن عبداللہ اور امۃ الواحد ام ولد سے تھیں۔
ام عبدالملک ان کی والدہ بنی عُقَیل میں سے تھیں۔
لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر ہجرت کے چار سال بعد

مکے میں پیدا ہوئے، سنہ ۷ھ میں جب عمرہ قضاء ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکے تشریف لائے تو ابن عامر کو جو تین سال کے
تھے آپ کے پاس لایا گیا، آنحضرتؐ نے کھجور چبا کے اُن کے تالو میں
لگا دی، انھوں نے زبان نکال کے اُسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اُن کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا، کیا
یہ السُلَمِیَّۃ کا بیٹا ہے، لوگوں نے عرض کی، جی ہاں، فرمایا، یہ ہمارا بیٹا ہے
اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے، وہ سیراب ہوگا، عبد اللہ
ہمیشہ شریف رہے، سخی کریم اور بہت مال و اولاد والے تھے، تیرہ سال
کے تھے جب اُن کے یہاں عبد الرحمن پیدا ہوئے۔

لوگوں نے کہا کہ جب عثمانؓ بن عفان والی خلافت ہوئے تو انھوں نے
ابو موسی الاشعری کو چار سال تک بصرے کی امارت پر برقرار رکھا جیسا کہ عمرؓ
نے انھیں اشعری کے بارے میں وصیت کی تھی، پھر انھیں معزول کر دیا اور بصرے
پر اپنے ماموں زاد بھائی عبد اللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس
کو والی بنایا جو پچیس سال کے تھے۔

ابو موسی کو لکھا کہ میں نے تمھیں کمزوری و خیانت کی وجہ سے معزول
۳۲ نہیں کیا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کا تم کو عامل بنانے کا زمانہ
یاد ہے، مجھے تمھاری فضیلت معلوم ہے، تم مہاجرین اولین میں سے ہو
لیکن میں عبد اللہ بن عامر کا حق قرابت ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں نے
انھیں حکم دیا ہے کہ تمھیں تیس ہزار درہم دے دیں۔

ابو موسی نے کہا کہ واللہ عثمانؓ نے مجھے بصرے سے اس حالت میں
معزول کیا کہ میرے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم، یہاں تک کہ مدینے سے
میرے عیال کے وظیفے آئے۔ میں اُس وقت تک بصرہ چھوڑنے کے قابل
نہ ہوا جب تک کہ میرے پاس اہل و عیال کے مال میں سے دینار و درہم نہ ہو گیا
انھوں نے ابن عامر سے کچھ نہیں لیا۔

اُن کے پاس ابن عامر آئے اور کہا کہ اے ابو موسی آپ کے بھائی

کی اولاد میں مجھ سے زیادہ آپ کی فضیلت کا جاننے والا کوئی نہیں ہے، اگر آپ قیام کریں تو آپ ہی اس شہر کے امیر ہیں اور اگر آپ کوچ کریں تو آپ کے ساتھ احسان کیا جائے گا، انھوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اللہ تمھیں جزائے خیر دے، پھر کوفے کی جانب کوچ کیا۔

ابن عامر سخی، بہادر، اپنی قوم اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے اُن لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے، لبسا اوقات جہاد کرتے لشکر میں کجاوہ گر پڑتا تو اُتر کر اُس کی اصلاح کرتے۔

ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس کو سجستان روانہ کیا، انھوں نے اُسے اس صلح پر فتح کیا کہ وہاں نیولے اور ساہی کو نہیں مارا جائے گا، یہ شرط وہاں کالے پھندار سانپ کے ہونے کی وجہ سے ہوئی کیونکہ یہ دونوں انھیں کھا جاتے ہیں۔

ابن عامر مقام الداور گئے اور اُسے بھی فتح کیا، ابن عامر ملک البارز اور قلعہ ہائے فارس پر جنگ کرتے رہے، علاقۂ اصطخر کے البیضاء کے باشندے اس پر غالب آگئے تھے، ابن عامر اُدھر بھی گئے اور اسے دوبارہ فتح کیا، انھوں نے جور کو اور علاقۂ دارابجرد کے الکاریال اور الغنسجان کو بھی فتح کیا۔

پھر اُن کے دل میں خراسان کی خواہش پیدا ہوئی، اُن سے کہا گیا کہ وہاں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہے اور اُس کے پاس فارس کے کنگن ہیں، جس وقت اہل نہاوند کو شکست ہوئی تو وہ لوگ خزانے کسریٰ کے پاس اٹھا لئے گئے تھے، انھوں نے اس کے بارے میں عثمانؓ کو لکھا، عثمانؓ نے جواب دیا اگر تم چاہو تو وہاں جاؤ۔

ابن عامر نے تیاری کی، لشکر بھیجے اور خود بھی روانہ ہوئے، بصرے میں نماز پڑھانے پر ابوالاسود الدولی کو مامور کیا، اور خراج پر راشد الجدیدی کو جو الازد میں سے تھے، پھر وہ اصطخر کے راستے پر روانہ ہوئے، اور خراسان و کرمان کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جنگ طبسین کے لئے (جو خراساں کے دو شہر ہیں) نکلے اور دونوں کو فتح کر لیا، مقدمۂ لشکر پر قیس بن الہیثم

کے نوجوان تھے۔
ابن اسماء بن الصلت السلمی تھے، اُن کے ہمراہ عرب
ابن عامر نے مرو کی طرف توجہ کی، اور حاتم بن النعمان الباہلی اور نافع
بن خالد الطاحی کو روانہ کیا، دونوں نے آدھا آدھا شہر فتح کر لیا قوت و غلبہ
کے ساتھ اس کے دیہات کو بھی فتح کر لیا شہر کو اُن دونوں نے صلح سے
فتح کیا۔

یزدجرد پہلے ہی قتل کیا جا چکا تھا، شکار کے لئے نکلا تھا، ایک چکی میں
دانت بنانے والے کے پاس سے گزرا تو اُس نے اُسے مارا، دانت بنانیوالا
اُسے برابر کلہاڑی سے مارتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اُس کا بھیجہ گرا دیا۔
ابن عامر نے مرو الروذ کا قصد کیا اور عبد اللہ بن سوار بن ہمام العبدی
کو روانہ کیا اُنھوں نے اُسے فتح کیا یزید الجرشی کو زام و باخرز و جوین کی ۴۳
جانب روانہ کیا، ان سب کو اُنھوں نے قوت و غلبے کے ساتھ فتح کیا
عبد اللہ بن خازم کو سرخس کی جانب بھیجا اُن لوگوں کے رئیس (مرزبان)
نے صلح کر لی۔

ابن عامر نے ابرشہر، طوس، طخارستان، نیشاپور، بوشنج، باذغیس، ابیورد
بلخ، الطالقان اور الفاریاب کو بھی طاقت سے فتح کیا پھر صبرہ بن شیمان
الازدی کو ہرات کی جانب بھیجا اُنھوں نے دیہات فتح کر لئے شہر پر قابو
نہ چلا عمران بن الفصیل البرجمی کو آکل کی جانب بھیجا اُنھوں نے اُسے
فتح کر لیا۔

ابن عامر نے احنف بن قیس کو خراسان میں چھوڑا، چار ہزار آدمیوں
کے ہمراہ مرو میں اُترے، پھر حج کا احرام باندھا، عثمان رضؓ نے لکھ کر ڈرایا،
انھیں کمزور بنایا اور کہا کہ تم نے مصیبت کو چھیڑ لیا۔
عثمان رضؓ کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ اپنی قوم قریش کے ساتھ
احسان کرو جو اُنھوں نے کیا، علی رضؓ بن ابی طالب کو تین ہزار درہم اور کپڑے
بھیجے۔ جب درہم وغیرہ اُن کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ الحمد اللہ
ہم دیکھتے ہیں کہ میراث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اغیار کھاتے ہیں۔

عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ابن عامر سے کہا کہ اللہ تمھاری رائے کو رسوا کرے، کیا تم علیؓ بن ابی طالب کو تین ہزار درم بھیجتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں نے بہت زیادہ دینا پسند نہ کیا اور آپ کی رائے معلوم نہ تھی، انھوں نے کہا کہ اور زیادہ دو، ابن عامر نے بیس ہزار درم اور وہ چیز جو اُن درموں کے ساتھ تھی بھیجی۔

علیؓ شام کو مسجد میں گئے اور اپنے حلقے میں پہنچے، اہل حلقہ ابن عامر کے قبیلۂ قریش کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ علیؓ نے کہا کہ وہ نوجوانانِ قریش کے سردار ہیں جن کا کوئی مقابل نہیں ہے انصار نے بھی گفتگو کی اُن لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے سے ان کو مجبور کر کے اسلام لانے والوں نے محض عداوت کی وجہ سے انکار کیا۔

عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ابن عامر کو بلا کے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن اپنی آبرو بچاؤ انصار نے گشت کیا، اُن کی زبانیں تمھیں بھی معلوم ہیں انھوں نے انصار میں بھی خوب احسانات کئے اور کپڑے تقسیم کئے، لوگوں نے اُن کی تعریف کی۔

عثمانؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ، وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ لوگ کہہ رہے تھے "ابن عامر نے کہا" اور "ابن عامر نے کیا" ابن عامر نے کہا کہ جب کمائی حلال ہوتی ہے تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے۔

اہل بصرہ جب اُن کی تاب نہ لائے تو عثمانؓ کو لکھ کر جہاد کی اجازت چاہی، اُنھوں نے اجازت دے دی۔

ابن عامر نے ابن سمرہ کو آنے کو لکھا، وہ آئے، لُسُت اور اُس کے مضافات کو فتح کیا، کابل و زابلستان گئے اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا غنائم ابن عامر کے پاس بھیج دیے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابن عامر خراسان پر بتدریج قبضہ کرتے رہے یہاں تک کہ ہراۃ، بوشنج، سَرَخس، اَبرشَہر طالقان، فاریاب اور بلخ فتح کر لیا یہی خراسان تھا جو ابن عامر و عثمانؓ کے زمانے میں تھا۔

ابن عامر بصرے ہی کے امیر رہے عثمانؓ بن عفان کے حکم سے عامر ابن عبد قیس العنبری کو بصرے سے شام بھیجا، بصرے میں بازار بنائے جس کے لئے مکانات خرید کے منہدم کئے اور بازار بنائے۔

۳۴ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرے میں خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنا، خاکی رنگ کا جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال پہن لی، سرخ جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے لال کرتہ پہنا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ عرفات میں حوض بنائے۔ اُن حوضوں تک نہر جاری کی۔ اور لوگوں کو سیر آب کیا، جو آج تک جاری ہے۔

عمال کی شکایتیں جب زائل ہوگئیں اور عثمانؓ ان سب سے راضی ہوگئے تو اُن شرائط میں جو لوگوں سے کیں یہ بھی تھا کہ ابن عامر کو اُن لوگوں میں محبوب ہونے اور اُن کے اس قبیلۂ قریش کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے انھیں بصرے پر برقرار رکھیں۔

لوگ عثمانؓ کے معاملے میں اُلجھ گئے تو ابن عامر نے مجاشع بن مسعود کو بلایا اور ایک لشکر عثمانؓ کی جانب اُن کی مدد کے لئے نامزد کیا، لوگ روانہ ہوئے بلاد حجاز کے قریبی حصوں میں تھے کہ اُن کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نکلی، ان کو ایک شخص ملا، دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ اُس نے کہا، معاذ اللہ، اللہ کا دشمن پیر دراز ریش (یعنی عثمانؓ) قتل کر دیا گیا، یہ اُن کے بال ہیں، زُفَر بن الحارث نے جو اس زمانے میں غلام تھے اور مجاشع ابن مسعود کے ساتھ تھے حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، وہ پہلا مقتول تھا جو خون عثمانؓ میں قتل کیا گیا، مجاشع بصرے واپس گئے۔

ابن عامر نے یہ دیکھا تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب لاد لیا، بصرے پر عبد اللہ بن عامر الحضرمی کو قائم مقام بنایا اور خود مکے کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں طلحہ وزبیر و عائشہؓ کے پاس پہنچے جو شام کا ارادہ کر رہے تھے، انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ لوگ بصرے آئیے وہاں لوگوں پر میرے احسانات ہیں، وہ مال کی جگہ ہے اور اُس میں لوگوں کی ایک تعداد ہے، واللہ اگر میں چاہتا تو اس سے

نہ نکلنا یہاں تک کہ بعض کو بعض سے ہٹوا دیتا، طلحہ نے کہا کہ تم نے کیوں نہ ایسا کیا کیا تم شمیم کے کندھوں پر ڈر گئے؟

سب کی رائے بصرے جانے پر متفق ہوگئی، ابن عامر اُن لوگوں کو بصرے لائے جب جنگ جمل میں جو ہونا تھا وہ ہوا، لوگوں کو شکست ہوگئی عبداللہ ابن عامر زبیر کے پاس آئے، اُن کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں تمھیں امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں قسم دیتا ہوں کیوں کہ آج کے بعد یہ امت اندیشہ ہے کہ باقی نہ رہے گی زبیر نے کہا کہ دونوں لشکروں کو پریشان ہونے کے لئے چھوڑ دو، کیونکہ خوف شدید کے ساتھ امید بن ہوتی ہیں۔

ابن عامر شام کے لشکر میں شامل ہوگئے، دمشق میں اُترے، اُن کے بیٹے عبدالرحمن جنگ جمل میں مارے گئے انھیں سے اُن کی کنیت تھی۔

حارثہ بن بدر ابو العنبس الغُدانی نے ابن عامر کی روانگی دمشق کے بارے میں اشعار ذیل کہے۔

اتانی من الانباء ان ابن عامر ۞ اناخ والقی فی دمشق المراسیا

میرے پاس یہ خبر آئی کہ ابن عامر نے۔ دمشق میں قیام کیا اور (وہیں) لنگر ڈال دیے

یطیف بحامے دمشق وقصرہ ۞ بعیشك ان لم یاتك القوم راضیا

دمشق کے دونوں حمام اور اُسکے ایوان کا طواف کر رہا ہے۔ تیری زندگی کی قسم اگر قوم کو خوش نہ کر سکا تو کیا ہوگا۔

رأی یوم انقاء الفراض وقیعۃ ۞ وکان الیہا قبل ذلك داعیا

وہ ایک ہنگامے کو خود دیکھ رہا ہے۔ یہ وہی ہنگامہ ہے جسکے برپا ہونے کی پہلے خود اُس نے دعوت دی تھی

کان السریجیات فوق رؤسھم ۞ بوارق غیث راح اوطف دانیا

ایسا نظر آتا ہے کہ اُنکے سروں پر تلواریں اسطرح چمک رہی ہیں جیسے ابر میں برق تاباں ہو یا چمکنے کے قریب ہو

فندّ ندیہ اللہ بر الناس مثلہ * وکان عراقیا فاصبح شامیا

اُس نے ایسی نظیر دکھائی جیسی کسی نے نہ دیکھی تھی۔ وہ پہلے عراقی مسلک کا تھا مگر اب شامی ہو گیا

ابن عامر بصرے سے چلے گئے تو علیؓ نے وہاں عثمان بن حنیف الانصاری کو بھیجا، وہ وہیں تھے کہ عائشہؓ و طلحہ و زبیر اُن کے پاس آئے، عبداللہ بن عامر شام میں معاویہؓ کے پاس تھے، جنگ صفین میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

۲۵ البتہ جب حسن بن علیؓ نے معاویہؓ سے بیعت کر لی تو انھوں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو والی بصرہ بنایا پھر معزول کر دیا اُن سے ابن عامر نے کہا کہ وہاں ایک قوم کے پاس میری کچھ امانتیں ہیں اگر آپ مجھے والی بصرہ نہ بنائیں گے تو وہ چلی جائیں گی، انھوں نے تین سال تک ابن عامر کو والی بصرہ بنایا۔

ابن عامر کی وفات معاویہؓ سے ایک سال پہلے ہوئی، معاویہؓ نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحمت کرے جن پر ہم فخر کرتے تھے اور ناز کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عدی الاکبر

ابن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی۔ اُن کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عبیداللہ بن عدی کے یہاں مختار پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔ حمید بنت عبیداللہ کی والدہ میمونہ بنت سفیان بن فہم تھیں، عبیداللہ کی ایک بیٹی اور تھیں جن کی والدہ بھی قبیلۂ فہم سے تھیں۔

عبیداللہ بن عدی نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے۔ مدینے میں علیؓ بن ابی طالب کے مکان کے پاس اُن کا مکان تھا، عبیداللہ بن عدی کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن زید

ابن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ بن عبد المنذر ابن رفاعہ بن زَنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف الضمار میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن زید کے یہاں عمر پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام عمار بنت سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حُطیط ابن جشم بن قسی تھیں۔

عبد اللہ بن عبدالرحمٰن اور ایک اور لڑکے، دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمرؓ بن الخطاب تھیں، فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام ابن المغیرہ تھیں۔

عبد العزیز اور عبد الحمید جو عمر بن عبد العزیز کی طرف سے والی کوفہ تھے اور ام جمیل وام عبد اللہ، ان سب کی والدہ میمونہ بنت بُشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اُسید وابوبکر ومحمد وابراہیم، ان سب کی والدہ سودہ بنت عبد اللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

عبد الملک اور ام عمرو وام حمید وحفصہ وام زید، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن زید
ابن الخطاب چھ سال کے تھے، انھوں نے عمر بن الخطاب سے (حدیث) سنی۔ ۳۶

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں اور عاصم بن عمرؓ ابن الخطاب دریا میں بحالت احرام تھے وہ میرا سر پانی میں ڈبو دیتے اور میں ان کا سر پانی میں ڈبو دیتا، حالانکہ عمرؓ ساحل سے دیکھ رہے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا جن کا نام محمد تھا ایک شخص انھیں کہہ رہا تھا کہ اے محمد اللہ تمھارے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے، عمرؓ نے اس شخص کو گالی دیتے سنا تو کہا کہ اے ابن زید قریب آؤ، کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمھارے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے، واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمھیں محمد نہیں پکارا جائے گا اُن کا نام انھوں نے عبدالرحمٰن رکھا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کے حنوط (عطر میت) لگایا، انھیں کفن دیا، اٹھایا اور مسجد میں گئے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا، محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن زید نے عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے زمانے میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید یزید بن معاویہ کی طرف سے والی مکہ تھے، وہ اس کے پاس گئے اور سات روز ٹھیرے، ایک سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے پر وہ اس طرح بھگاتے ہوئے نکلے کہ اُن کے ہاتھ پر ایک باز تھا، میں نے کہا کہ جو ان کے پاس ہے بہتر ہے، میں ان کے قریب گیا اور اُن سے کلام کیا تو اُن کی عقل میں فتور پایا، یزید نے انھیں کے واپس کر دیا۔ عبداللہ بن الزبیر نے اُن کے پاس لوگوں کی آمد و رفت پسند کی یزید کو یہ معلوم ہوا تو انھیں مکے سے معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اُس کا والی بنا دیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید

ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح

ابن عدی بن کعب اُن کی والدہ اُمامہ بنت الدُجیج، قبیلہ غسان کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں زید پیدا ہوئے اور سعید جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور فاطمہ، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی والدہ بنی خطمہ میں سے تھیں، ایک روایت یہ ہے کہ اُن کی والدہ ام ثابت تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام اُناس بنت ثابت ابن قیس بن شماس تھیں۔

ابوبکر بن عثمان سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن سعید بن زید بن عمرو العدوی عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے، ان کا نام
۳۷ موسیٰ تھا، اُنھوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو آج تک قائم ہوگیا یہ اس وقت ہوا جب عمرؓ نے ارادہ کیا کہ جو لوگ انبیاء کے ہم نام ہیں اُن کے نام بدل دیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی طرف بلایا گیا، وہ جمعہ کی نماز کے لئے اپنے کپڑوں میں عود کی دھونی دے رہے تھے، ان کے پاس گئے ہم لوگ بھی ساتھ ہو لئے ان کے حکم سے میں نے عبدالرحمٰن بن سعید کو غسل دیا، ابن عمرؓ پانی ڈالتے رہے، ایک شخص نے اُن کے سر کے اگلے حصے اور چہرے کو غسل دیا، نتھنوں اور منہ میں پانی ڈالا، اُن کی گردن اور سینے اور شرمگاہ کو غسل دیا۔

برہنہ کرنے سے پہلے اُن کی شرمگاہ کو کپڑے سے ڈھانک کے غسل دیا قدموں تک پہنچے تو انھیں پلٹ دیا اور پیچھے کے حصے کو غسل دیا جیسا کہ ہم نے اُن کے آگے کے حصے کو غسل دیا تھا، پھر اُس نے اُن کو گھٹنوں کے بل بٹھا دیا اور ایک شخص نے اُن کے شانے پکڑ لئے پیٹ نچوڑا، ایک شخص اُن پر پانی ڈالتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ پانی سے غسل دیا، دوبارہ بیری کے پانی سے تیسری مرتبہ بھی پانی سے اور اس پر کافور چھڑکتا جاتا تھا، یہ تین غسل ہوئے، پھر انھیں کسی کپڑے سے پونچھا، نتھنوں میں منہ اور کانوں میں اور مقام اجابت میں روئی رکھ دی

کفن لایا گیا جو پانچ کپڑے تھے، اُنھیں کرتہ پہنایا گیا جس میں گھنڈیاں نہ تھیں،

آگے کے حصے میں اور سر اور چہرے کے پاس حنوط (عطر میت) لگایا گیا تا آنکہ اُن کے پاؤں تک پہنچ گیا، جو بڑھا وہ پاؤں پر لگا دیا گیا، چہرہ اور سر عمامے میں لپیٹا گیا، پھر تین چادروں میں رکھا گیا، وہ اُن میں اس طرح اور اس طرح داخل کئے گئے، گرہ نہیں لگائی گئی نافع نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اور عبدالرحمٰن بن سعید بن زید اور واقد بن عبداللہ بن عمرؓ کو اسی طرح غسل دیا گیا۔

عبدالرحمٰن ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن طلحہ

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب تھیں، حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن طلحہ کے یہاں ابراہیم الاعرج پیدا ہوئے جو شریف تھے اور جنھیں عبداللہ بن الزبیر نے خراج عراق کا والی بنایا تھا، اور سلیمان بن محمد، اُنھیں سے اُن کی کنیت تھی اور داؤد وام القاسم، ان سب کی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان ابن سیار بن عمر بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سُمَی بن مازن بن فزارہ تھیں ان لوگوں کے اخیافی بھائی حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھے جن کی والدہ بھی خولہ بنت منظور بن زبان تھیں۔

٣٨ ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے مروی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش کے یہاں محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کی یارسول اللہ ان کا نام رکھ دیجئے فرمایا، اُن کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان ہے، میں اپنے نام اور اپنی کنیت کو ان کے لئے جمع نہیں کروں گا۔

محمد بن طلحہ کی دایہ سے مروی ہے کہ جب محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو ہم انھیں

نبی علیہ السلام کے پاس لائے آنحضرت نے پوچھا کہ تم لوگوں نے ان کا کیا نام رکھا، عرض کی محمدؐ فرمایا یہ میرے ہمنام ہیں، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن طلحہ اور محمد بن ابی بکرؓ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ جو لوگوں میں سے اور اُن کے اہل بیت میں سے تھے کہتے تھے کہ محمد بن طلحہ کی کنیت ابوالقاسم تھی اُنھوں نے اپنے بیٹے کی بھی یہی کنیت رکھی اور ان کا نام بھی محمد رکھا اُن کے والد محمد بن عمران بن ابراہیم یہی کنیت لیتے تھے، ابوسلیمان محمد بن طلحہ کی وہ کنیت تھی جو پہلے ہم سے روایت کی گئی، اُن کے اہل بیت اسی کو بیان کرتے تھے اور اسی کو روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا، اُن کا نام محمد تھا، ایک آدمی اُنھیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تمھارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے، انھیں گالیاں دینے لگا، عمرؓ نے اُس وقت کہا کہ اے ابن زید میرے قریب آؤ، کیا میں نہیں دیکھتا کہ محمدؐ کو تمھارے سبب سے گالی دی جاتی ہے، واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمھیں محمدؐ نہیں پکارا جائے گا، اُنھوں نے اُن کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

امیرالمومنین نے طلحہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا جو اُس زمانے میں سات تھے ان کے بڑے اور سردار محمد بن طلحہ تھے چاہا کہ ان کا نام بدل دیں تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ یا امیرالمومنینؓ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ واللہ جنھوں نے میرا نام محمد رکھا وہ محمدؐ ہی تھے، عمرؓ نے کہا، اُٹھ جاؤ، اُس کی طرف کوئی گنجائش نہیں جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔

محمدؐ بن عثمان العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہو گا اگر اُس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین ہوں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ محمد بن طلحہ کی ذاتی فضیلت اور اُن کی عبادت کی وجہ

سے اُن کا نام سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) رکھ دیا گیا تھا، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت سنی ہے، انھیں عمرؓ بن الخطاب نے اپنی خالہ زینبؓ بنت جحش زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اُترنے کا حکم دیا تھا، والد کے ہمراہ جنگ جمل میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے، ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

جب لوگ بصرے آئے تو اُنھوں نے بیت المال کو لے لیا جس پر طلحہ وزبیر نے مہر لگا دی تھی، نماز کا وقت آگیا تو طلحہ وزبیر ایک دوسرے پر ڈالنے لگے ۳۹
قریب تھا کہ نماز فوت ہو جائے پھر اس پر صلح ہوئی کہ ایک نماز عبداللہ بن الزبیر پڑھائیں اور ایک نماز طلحہ بن محمد۔

پہلی نماز میں ابن الزبیر آگے بڑھے تو انھیں محمد بن طلحہ نے پیچھے کر دیا محمد بن طلحہ آگے بڑھے تو انھیں عبداللہ بن الزبیر نے پیچھے کر دیا، دونوں نے قرعہ ڈالا تو محمد بن طلحہ نے قرعے میں اُنھیں غالب کر دیا، وہ آگے بڑھے اور نماز میں یہ سورۃ پڑھی "سال سائل بعذاب واقع"۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں محمد بن طلحہ نے نہایت شدید قتال کیا جب معاملہ مضبوط ہو گیا اور اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جس نے اس کی نکیل پکڑی تو محمد بن طلحہ آگے بڑھے اُنھوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی جس پر عائشہ تھیں عائشہ سے کہا اے ام المومنینؓ آپ کی کیا رائے ہے، اُنھوں نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم تمام بنی آدم سے (جو اس وقت موجود ہیں) بہتر ہو، وہ پکڑے رہے عبداللہ بن مکعبر جو بنی عبداللہ بن غطفان کا ایک شخص تھا اور بنی اسد کا حلیف تھا سامنے آیا اُن پر نیزے سے حملہ کر دیا۔ اُس سے محمد نے کہا کہ میں تجھے "حم" یاد دلاتا ہوں، مگر اُس نے انھیں نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے انھیں قتل کیا وہ ابن مکیس الازدی تھا، بعضوں نے کہا کہ معاویہ بن شداد العبسی تھا اور بعضوں نے کہا کہ عصام بن المقشعر النصری تھا۔

محمد رحمہ اللہ کو سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا، وہ سب سے زیادہ طویل نماز پڑھنے والے تھے، ان کے قاتل نے اشعار ذیل کہے۔

واشعث قوام بآیات ربه ❊ قلیل الاذی فیما تری العین مسلم

وہ پریشان حالت والے کہ اپنے پرور دگار کی آیتوں پر نہایت درجہ قایم رہنے والے تھے جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے بہت کم آزار مسلمان تھے۔

هتکت له بالرمح جیب قمیصه ❊ فخرّ صریعا للیدین وللفم

میں نے نیزہ سے اُن کے کرتے کا گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے ہاتھوں اور منہ کے بل پچھڑ کے گرے۔

یذکرنی حمٓ والرمح شارع ❊ فهلا تلا حمٓ قبل التقدم

مجھے اس وقت حم یاد دلاتا ہے جبکہ نیزہ بازی شروع گئی۔ اس نوبت آنے سے پہلے خود حم کیوں نہ پڑھی۔

علی غیر شیئی غیر ان لیس تابعا ❊ علیّا ومن لا یتبع الحق یندم

وہ کسی امر حق پر نہیں ہے جو علی کے تابع نہیں ہے۔ اور جو حق کے تابع نہیں ہوتا وہ پشیمان ہوتا ہے

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں لوگ تیرہ ہزار مقتول چھوڑ بھاگ گئے اسی شب کو علیؓ اپنے ہمراہ روشنی لے کے مقتولین میں گئے تو محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی لاش پر گزرے حسنؓ بن علیؓ کی طرف اپنا سر پھیر کر کہا کہ اے حسنؓ رب کعبہ کی قسم جیسا کہ تم دیکھتے ہو سجاد (محمد بن طلحہ) مقتول ہیں، اُن کے والد نے انھیں میدان میں پھاڑا، اگر اُن کے والد نہ ہوتے اور ان کے ساتھ اُن کی نیکی نہ ہوتی تو وہ اپنے تقوے و بزرگی کی وجہ سے اس میدان میں نہ نکلتے۔

حسنؓ نے اُن سے کہا کہ آپ کو اُنھوں نے اس سے بے نیاز نہیں کیا تھا، علی نے کہا کہ اے حسنؓ نہ میرے لئے ہے نہ تمھارے لئے، حالانکہ وہ اس سے پہلے اُن سے کہہ چکے تھے کہ اے حسنؓ تمھارے والد کو یہ پسند تھا کہ وہ اس دن سے بیس سال پہلے مر چکے ہوتے۔

ابراہیم بن عبد الرحمن

٤٠ ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، اُن کی

٤٠ والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں، ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھیں، اور اروی کی والدہ ام حکیم یعنی بیضا، بنت عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن عبد الرحمن کے یہاں قریر اور ام القاسم اور شُفَیَّہ جو الشفاء تھیں پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام القاسم بنت سعد بن ابی وقاص بن اُہیب ابن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عمر و المسور و سعد و صالح و زکریا، و ام عمرو، ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت سعد بن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عتیق و حفصہ کی والدہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف ابن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

اسحاق بن ابراہیم کی والدہ ام موسی بنت عبد اللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عثمان بن ابراہیم، اُن کی والدہ علیاء بنت معروف بن عامر بن خرنق تھیں۔

ہود بن ابراہیم و شُفیَّہ صغریٰ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

زبیر بن ابراہیم اور ام عَبّاد دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عمر و صغریٰ بھی ام ولد سے تھیں۔

ولید بن ابراہیم بھی ام ولد سے تھے۔

ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو شراب کی دکان تھی، عمرؓ نے انھیں منع کیا تھا، میں نے اُسے آگ کی چنگاری کی طرح بھڑکتے ہوئے دیکھا ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ سوائے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کے کسی لڑکے کا عمرؓ سے سن کر یا دیکھ کر روایت کرنا ہمیں نہیں معلوم۔

ابراہیم بن عبدالرحمن نے اپنے والد اور عثمانؓ و علیؓ و سعدؓ بن ابی وقاص و عمرو بن العاص و ابی بکرہ سے بھی روایت کی ہے، ابراہیم بن عبدالرحمن کی وفات ۷۶ھ میں پچھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

مالک بن اوس

ابن الحدثان جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی،
۱۴ قدیم (مسلمان) تھے لیکن اپنے اسلام میں دیر کی، ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہو اور نہ آپ سے کچھ روایت کی ہو، عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے ۷۲ھ میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمن بن عبد

القاری، بنی قارہ میں سے تھے، قارہ مُحلّم بن غالب بن عائذہ بن یثیع بن مُلیح بن الہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے بیٹے تھے، اُن لوگوں کا نام قارہ صرف اس لئے رکھا گیا کہ یعمر الشداخ بن عوف اللیثی نے چاہا کہ اُن لوگوں کو قبیلۂ کنانہ کی شاخوں میں تقسیم کر دیں تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا۔

دعونا قارۃً لا تنفرونا ؛ فنجفل مثل اجفال الظلیم

(ہمیں قارہ (چھوٹی پہاڑی) پر چھوڑ دو۔ ہمیں بھگاؤ نہیں کہ ہم شتر مرغ کی طرح بھاگیں)

اس وجہ سے اُن لوگوں کا نام قارہ رکھا گیا، انھیں لوگوں کے بارے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اُس نے قارہ سے انصاف کیا جس نے باہم اُن سے تیر اندازی کی، وہ لوگ تیر انداز تھے، قارہ حابیش میں سے تھے حابیش میں سے حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور مصطلق تھے جن کا نام جذیمہ تھا اور حیا تھے جن کا نام عامر تھا، یہ دونوں سعد خزاعی کے فرزند تھے۔ اور عضل تھے، قارہ اہون بن خزیمہ کی اولاد ہیں تھے، عضل ہی ابن الدیش بن مُحلّم تھے،

اُن لوگوں کا نام احابیش اس لئے رکھا گیا کہ وہ سب متحبّش تھے یعنی جمع تھے، اور سب بنی بکر کے پاس خلفائے قریش تھے اور کہا جاتا ہے کہ اُن لوگوں نے ایک پہاڑ پر جس کا نام حَبشی تھا معاہدہ حِلف کیا تھا جو مکے سے دس میل کے فاصلے پر تھا، اسی سبب سے وہ لوگ احابیش کہلائے قارہ نے بنی زہرہ بن کلاب میں معاہدۂ حلف کیا تھا جو جاہلیت میں حلفِ صحیح تھا۔ اور اُنھوں نے بنی زہرہ میں جہاں چاہا نکاح کیا، ان کی اکثر مائیں بنی زہرہ میں سے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے عمرؓ سے روایت کی ہے اور اُن سے عروہ بن الزبیر نے روایت کی ہے، عبدالرحمٰن کی وفات ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں مدینے میں ہوئی اُس زمانے میں ابان بن عثمانؓ بن عفان مدینے کے امیر تھے، وفات کے دن عبدالرحمٰن بن عبد اٹھتر سال کے تھے۔

ابراہیم بن قارظ

ابن ابی قارظ، نام خالد بن الحارث بن عبید بن تیم بن عمرو بن الحارث

ابن مبذول بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔

ابو فارظ مکے میں داخل ہوئے خوبصورت تھے اور شاعر تھے قریش نے کہا کہ یہ ہمارے حلیف، ہمارے معاہد، ہمارے بھائی اور ہمارے مددگار ہیں، ہم سب ان کے مددگار ہیں سب نے انھیں بلایا کہ ٹھیرائیں اور نکاح کریں، مگر انھوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

۴۳ کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اُس کی چوٹی پر عبادت کی، اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اُس سے محالفت کر لیں گے، سب سے پہلے انھیں جو صاحب ملے وہ عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے دادا تھے، انھوں نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا، دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدۂ حلف کیا، عبد عوف نے اُن کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمرؓ بن الخطاب سے (روایت) سنی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر اُن سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عُتبہ

ابن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہُذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا، انھیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت

کی ہے، بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانۂ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں (تراویح کے لئے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے، عمرؓ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے، واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا، وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی عمرؓ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ ابن الخطاب سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابو موسی الاشعری کے نام اُن کا فرمان بھی ہے، عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے بھی روایت کی ہے، حارث بن عمرو کی وفات سنہ ... میں ہوئی۔

۴۳

عبداللہ بن ساعدۃ الہذلی

کنیت ابو محمد تھی، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔
ابن ساعدۃ الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ جب تجار بازار میں غلے کے پاس جمع ہو جاتے تو انھیں اپنے درہ سے مارتے یہاں تک کہ وہ اسلم کی گلیوں میں گھس جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہمارا راستہ بند نہ کرو، ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

نضر بن سفیان الہذلی

عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے اور ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

علقمہ بن وقاص

ابن محصن بن کلدہ بن عبد یالیل بن طریف بن عتوارہ عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے مدینے میں بنی لیث میں ان کا مکان تھا اور وہیں ان کے پس ماندگان تھے، ان کی اولاد میں سے محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص وہ شخص ہیں جنھوں نے ابی سلمہ سے

روایت کی ہے، علقمہ بن وقاص کی وفات مدینے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

عبداللہ بن شداد

ابن اُسامہ بن عمرو الہاد بن عبداللہ بن جابر بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ ابن عامر بن لیث، ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس خواہر اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں، عمرو کا نام الہادی اس لئے رکھا گیا کہ رات کے وقت راستہ چلنے والوں اور مہمانوں کے لئے روشنی کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شداد نے عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث اور شیعی تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عبداللہ بن شداد و بنت حمزہ کے اخیافی بھائی تھے۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کیا تم جانتے ہو کہ بنت حمزہ کا مجھ سے کیا رشتہ تھا، وہ میری اخیافی بہن تھیں،

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن شداد بکثرت کوفہ آیا کرتے اور پھر وہیں ۴۴
رہتے تھے، وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ نکلے جو عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ نکلے تھے، جنگ دُجیل میں مقتول ہوئے۔

جعوَنہ بن شعُوب

اسود بن عبد شمس بن مالک بن جعوَنہ بن عوَیرہ بن شجع بن عامر بن لیث

کی اولاد میں سے تھے، شعوب قبیلۂ خزاعہ کی ایک عورت تھیں جو اسود کی والدہ تھیں، اسود ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے اور بحالت کفر ان کے ساتھ اُحد میں آئے تھے، یہ وہی شخص ہیں کہ یوم اُحد میں جب حنظلہ غسیل (ملائکہ) کو شہید کیا تو اُنھیں چھڑایا۔

جعونہ بن شعوب نے عمرؓ بن الخطاب سے (حدیث) سنی ہے

حماس اللیثی

بنی کنانہ میں سے تھے، ابو عمرو بن حماس کے جو اُنھیں لوگوں میں سے تھے والد تھے، مدینے میں اُن کا مکان تھا، عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث شیخ تھے۔

عبداللہ بن ابی احمد

ابن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ جو بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلفا تھے۔

ملیح بن عوف السُلمی

ملیح بن عوف السُلمی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ

سعد بن ابی وقاص نے اپنے مکان کے دروازے پر ایک دروازہ دردروازہ بنا لیا ہے اور اپنے محل پر ایک بانس کا چھپر ڈال لیا ہے، انھوں نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور مجھے بھی اُن کے ہمراہ جانے کا حکم دیا، میں بستیوں کا رہبر تھا، ہم دونوں روانہ ہوئے۔

امیر المومنین رضؓ نے اُن کو یہ حکم دیا تھا کہ اُس دروازے اور چھپر کو جلا دیں اور سعد کو اہل کوفہ کے لئے اُن کی مسجد میں کھڑا کریں، یہ اس لئے کہ عمر رضؓ کو بعض اہل کوفہ سے خبر ملی کہ سعد نے خُمس کی بیع میں نرمی کی ہے۔

ہم لوگ سعد کے گھر پہنچے، انھوں نے دروازہ اور چھپر جلا دیا اور سعد کو کوفے کی مساجد میں کھڑا کیا، لوگوں سے سعد کا حال پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین رضؓ نے اُنھیں اس کے متعلق حکم دیا ہے مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو سوائے نیکی کے اُن کے متعلق کچھ کہتا۔

۴۵ سنین ابو جمیلہ

بنی سُلیم کے ایک شخص تھے، اُن کی چند حدیثیں ہیں جو اُنھوں نے عمر رضؓ ابن الخطاب سے سُنیں، صالح بن کیسان کی حدیث میں جو زہری سے مروی ہے اُنھوں نے سنین ابی جمیلہ السلیطی سے روایت کی ہے، اُن کا مکان العُمق میں تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ اُنھوں نے ابو جمیلہ سُنین کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضؓ کے زمانے میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا، میرے عریف (پرورده) نے اُس کا ذکر اُن سے کیا تو اُنھوں نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ ہر لڑکا آزاد ہے، اس کی میراث تمھارے لئے ہے اور رضاعت ہمارے ذمے۔

مالک بن ابی عامر

ابن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث ذو اصبح بن عوف ابن مالک بن زید بن عامر بن ربیعہ بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن معرب، محض اُن کی فصاحت کی وجہ سے اُن کا نام معرب رکھا گیا، اس لئے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے زبان عربی کو قائم کیا، ابن یُعرُب بن قحطان بن الہمیسع ابن تیمن بن قیس بن بنت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی ادیس بن عم مالک بن انس نے مجھ سے اُن کا نسب اسی طرح بیان کیا، مالک بن انس فقیہ اہل مدینہ مالک بن ابی عامر کی اولاد سے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حج یا عمرے میں مکے کے راستے پر ایک درخت کے نیچے تھے کہ مجھ سے عبدالرحمن ابن عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اے مالک، میں نے کہا، تم کیا چاہتے ہو، انھوں نے کہا کیا تمھیں وہ کام منظور ہے جس کی طرف ہمیں اوروں نے بلایا مگر ہم نے اُن سے انکار کردیا، میں نے کہا، کس کام کی طرف، اُنھوں نے کہا کہ اس امر کی طرف کہ ہمارا خون تمھارا خون ہو اور ہمارا خون رائگاں تمھارا خون رائگاں ہو قسم ہے اللہ کی جو کھنا ہے کہ دریا نے ایک بال بھی تر نہ کیا، مالک نے کہا کہ میں نے اُن کی یہ بات منظور کرلی، اسی سبب سے آج تک اُن لوگوں کا شمار بنی تیم میں ہے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں جمرہ کے پاس (منیٰ میں) عمرؓ ابن الخطاب کے قریب اُس وقت موجود تھا جب اُن کے ایک پتھر لگا جس سے ان کے خون نکل آیا، ایک آدمی نے ایک آدمی کو پکارا کہ یا خلیفہ، قبیلۂ خثعم کے ایک شخص نے کہا کہ واللہ تمھارے خلیفہ گئے کہ اُن کے تو خون نکل آیا، اور ایک

آدمی پکارتا ہے یا خلیفہ، آیندہ سال عمرؓ کو شہید کر دیا گیا۔
مالک بن ابی عامر نے عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ بن عبید اللہ و ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے اور اُن کی احادیث صحیح ہیں۔

۴۶

عبداللہ بن عمرو

ابن الحضرمی جو حلفائے بنی امیہ میں سے تھے، عمرؓ بن الخطاب سے سن کر روایت کی ہے۔
سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو جس نے چوری کی تھی عمرؓ کے پاس لائے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمن بن حاطب

ابن ابی بلتعہ، لخم میں سے تھے، بنی راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے ایک فرد تھے اور بنی عمرو بن اُمیہ بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ کے حلفا تھے، عمرو بن امیہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے، عبدالرحمن کی کنیت ابو یحییٰ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، سنہ ۶۸ھ میں مدینے میں اُن کی وفات ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن الاشعث

ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین

ابن الحارث بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مُرتع (بن معاویہ) ابن کندی بن عُفیر، اُن کی والدہ ام فروہ بنت ابی قحافہ عثمان (بن عامر) بن عمرو ابن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن الاشعث کی کنیت ابوالقاسم تھی، عائشہؓ کے پاس جاتے تھے، لوگوں نے اُن کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی، محمد بن الاشعث نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اُن دونوں سے اپنی یہودیہ پھوپی کو دریافت کیا جو مرگئی تھی۔

عبداللہ بن حنظلہ الغسیل

ابن ابی عامر الراہب، اُن کا نام عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک ابن اَمَۃ بن ضُبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس
تھا، اُن کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی بن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔ ۴۷

عبداللہ بن حنظلہ کے یہاں عبدالرحمٰن و حنظلہ پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ اسماء بنت ابی صیفی بن ابی عامر بن صیفی تھیں۔

عاصم والحکم کی والدہ فاطمہ بنت الحکم بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

انس و فاطمہ کی والدہ سلمیٰ بنت انس بن مدرک خثعم میں سے تھیں۔

سلیمان و عمر و امۃ اللہ، ان کی والدہ ام کلثوم بنت وحوح بن الاسلت بن جُشم بن وائل بن زید جعادرۂ اوس میں سے تھیں۔

سُوید و یَعمَر و عبداللہ والحر و محمد و ام سلمہ و ام حبیب و ام القاسم و قریبہ و ام عبداللہ، ان سب کی والدہ ام سُوید بنت خلیفہ خزاعہ کے بنی عدی بن عمرو میں سے تھیں۔

حنظلہ بن ابی عامر نے جب (جہاد کے لئے) اُحد جانے کا ارادہ کیا

تو اپنی بیوی جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول سے صحبت کی، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں عبد اللہ بن حنظلہ اُن کے حمل میں آ گئے، حنظلہ بن ابی عامر اُسی روز شہید ہو گئے، انھیں ملائکہ نے غسل دیا، اُن کے بیٹے کو فرزند غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے؛

جمیلہ کے یہاں عبد اللہ بن حنظلہ اس کے نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ سات برس کے تھے، بعضوں نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی و عمر کو دیکھا ہے اور عمر رضی سے روایت کی ہے۔

عبد اللہ بن حنظلہ بن الراہب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر رضی نے نماز مغرب پڑھائی، اس طرح کہ پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا، دوسری رکعت میں فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھی پھر دوبارہ فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھ کے نماز پوری کی، اس سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔

عبد اللہ بن زید و غیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اُٹھ کھڑے ہوئے تو انھوں نے بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا اور یزید بن معاویہ رضی کا عیب اور اُس سے اختلاف ظاہر کیا، سب نے عبد اللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ اُن کے سپرد کر دیا، اُنھوں نے اُن لوگوں سے موت پر بیعت لی اور کہا۔

اے قوم اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں، واللہ ہم لوگ اُس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک کہ ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے، واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں (جہاد میں) اللہ کے لئے امتحان لوں گا۔

۴۸ لوگ ہر طرف سے جوق جوق آ رہے تھے اور بیعت کر رہے تھے، اُن راتوں میں عبد اللہ بن حنظلہ کی سوائے مسجد کے اور کوئی خوابگاہ نہ تھی،

غذا میں قدرے ستو پینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کرکے دوسرے دن تک اسی طرح گذارتے، وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انھیں آسمان کی طرف سر اٹھاتے نہیں دیکھا گیا۔

اہل شام جب وادی القریٰ کے قریب آگئے تو عبداللہ بن حنظلہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ اے لوگو تم محض اپنے دین کی وجہ سے ناراض ہو کے نکلے ہو، لہٰذا اللہ کو اچھا امتحان دو کہ وہ اُس کی وجہ سے تمھارے لئے اپنی مغفرت واجب کردے اور اس کی وجہ سے تم پر اپنی خوشنودیاں اُتارے، مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جو اس تاریک مزاج قوم کے ساتھ اُترا ہے کہ آج ذوخشب اس قوم کی منزل ہے اور اُن کے ہمراہ مروان بن الحکم بھی ہے انشاء اللہ اُس کے اُس عہد وپیمان کو توڑنے کی وجہ سے جو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس کیا تھا اللہ اسے نیک راستہ نہ دکھائے گا۔

لوگوں نے شور بلند کیا اور مروان کو گالیاں دینے لگے، کہنے لگے کہ وہ بزدل کا بیٹا بزدل ہے، ابن حنظلہ لوگوں کو خاموش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ گالی کوئی چیز نہیں، البتہ سچائی سے اُن کا مقابلہ کرو، واللہ جو قوم سچائی کرتی ہے وہ اللہ کی قدرت سے مدد کو گھیر لیتی ہے، اُنھوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور قبلہ رو ہو کے کہا کہ اے اللہ ہم لوگ تجھی پر بھروسا کرتے ہیں، تجھی پر ایمان لائے ہیں اور تجھی پر ہمارا توکل ہے، تیری ہی طرف ہم نے اپنی پشتوں کا سہارا لگایا ہے، یہ کہا اور منبر پر سے اُتر آئے۔

اُس قوم نے مدینے میں صبح کی، اہل مدینہ نے اُن سے شدید قتال کیا، لیکن شامیوں کی کثرت اُن پر غالب آگئی، مدینے کے تمام اطراف سے اُن کا دخول ہوگیا، عبداللہ بن حنظلہ نے اس روز دو زرہیں پہنیں اور اپنے ساتھیوں کو قتال پر اُبھارنے لگے، لوگ قتال کرنے لگے اور اس قدر مقتول ہوئے کہ سوائے عبداللہ بن حنظلہ کے جھنڈے کے اور کچھ

نظر نہ آتا تھا، اس جھنڈے کو وہ اپنے ساتھیوں کی مختصر جماعت کے ہمراہ تھامے ہوئے تھے۔

ظہر کا وقت آگیا تو اُنھوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ تم میری پشت کی حفاظت کرو میں نماز پڑھ لوں اُنھوں نے چار رکعت نماز ظہر اطمینان کے ساتھ پڑھی، جب نماز ادا کرلی تو ان کے مولیٰ نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کوئی باقی نہ رہا، ہم کب تک ٹھیریں، ان کا جھنڈا قائم تھا جس کے گرد پانچ آدمی تھے مولیٰ سے کہا کہ تم پر افسوس ہے، ہم تو صرف اس پہ نکلے ہیں کہ مرجائیں گے۔

نماز سے فارغ ہوگئے، بدن پر بہت سے زخم تھے، تلوار گلے میں ڈالی اور زرہ اُتار دی، ریشم کے دو کلائی کے خول پہنے اور لوگوں کو قتال پر اُبھارا حالانکہ اہل مدینہ کھدیڑے ہوئے چوپایوں کی طرح تھے اور اہل شام اُنھیں ہر طرف سے قتل کررہے تھے۔

جب لوگوں کو شکست ہوگئی تو ابن حنظلہ نے زرہ پھینک دی، بالکل نہتے ہوگئے اور بلازرہ کے قتال کرنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے انھیں قتل کردیا، اہل شام میں سے کسی نے ایک تلوار ایسی ماری جس سے اُن کے دونوں شانے کٹ گئے، پھیپڑا نکل آیا اور وہ مر کے گر پڑے۔

مسرف اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گھومنے لگا، ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا، عبداللہ بن حنظلہ پر گذر ہوا، وہ اپنی انگشت شہادت پھیلائے ہوئے تھے، مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اُسے مرنے کے بعد کھڑا کیا ہے تو (تعجب نہیں کیونکہ) تم نے زمانہ دراز تک اسے زندگی میں بھی کھڑا کیا ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ شہید ہوگئے تو لوگوں کے لئے ٹھیرنا ممکن نہ تھا، وہ ہر طرف بھاگے، عبداللہ بن حنظلہ کے قتل کے ذمہ دار دو شخص تھے کہ انھیں ۸۹
نے ابتدا کی اور اُن کا سر کاٹا، اُن میں سے ایک اُسے مسرف کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر قوم کا سر ہے۔

مسرف نے اپنے گھوڑے ہی پر سے سجدے کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم کون ہو، اُس نے کہا میں بنی فزارہ کا ایک شخص ہوں، پوچھا، تمہارا نام کیا ہے، اُس نے کہا مالک، پھر پوچھا، تم نے اُن کا قتل اور اُن کا سر کاٹنا اپنے ذمے لیا، اُس نے کہا ہاں۔

ایک دوسرا شخص آیا جو اہل حمص کے السکون میں سے تھا، نام سعد بن الجون تھا، اُس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے، ہم دونوں نے انھیں اپنے نیزوں سے مارنا شروع کیا نیزے اُن کے بھونک دیے اور اپنی تلواروں سے انھیں مارا یہاں تک کہ وہ جس چیز سے لگتی تھیں اُسے اُن کی باڑھیں اُلٹ دیتیں۔

فزاری نے کہا کہ غلط ہے، سکونی نے کہا کہ اُسے طلاق و حریت کی قسم دو یعنی یہ قسم دو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کی بیویوں پر طلاق اور اُس کے تمام مملوک آزاد فزاری نے قسم کھانے سے انکار کیا سکونی نے جس طور پر کہا تھا قسم کھالی، مسرف نے کہا کہ امیر المومنین (یزید) تمھارے معاملے میں فیصلہ کریں گے۔

اُس نے اُن دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے، اُس نے اُن دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیے۔ اور شرف بخشا اس کے بعد حصین بن نمیر کے پاس واپس کر دیا، دونوں ابن الزبیر کے محاصرے میں قتل کئے گئے۔

واقعۂ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔

عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن حنظلہ کو شہید ہونے کے بعد اس طرح خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھے، پاس اُن کا جھنڈا ابھی تھا، میں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن کیا تم مقتول نہیں ہوئے، اُنھوں نے کہا کیوں نہیں، میں اپنے پروردگار سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کر دیا، میں اس کے میووں میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں، میں نے کہا کہ آپ کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا کیا گیا تو

اُنھوں نے کہا کہ وہ میرے ساتھ میرے اسی جھنڈے کے گرد اگرد ہیں جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھولی جائے گی، میں نیند سے ہوشیار ہوا تو سمجھا کہ وہ بہت بہتر ہے جو میں نے اُن کے لئے دیکھا۔

محمد بن عمرو

ابن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک ابن النجار کنیت ابوعبدالملک تھی، ان کی والدہ عمرہ بنت عبداللہ بن الحارث ابن جمّاز غسان کے بنی حبالہ بن غنم میں سے تھیں کہ خزرج کے بنی ساعدہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمرو کے یہاں عثمان اور ابوبکر فقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بن عُدس بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

عبدالملک بن محمد اور عبداللہ و عبدالرحمٰن اور ام عمرو کی والدہ ثُبیتہ بنت النعمان بن عمرو بن النعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو نجران یمن پر عامل بنایا،
وہاں اُن کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سنہ ۱۰ھ ۵۰
میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اُنھوں نے اُس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوسلیمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو آنحضرتؐ نے اُنھیں لکھا کہ نام محمد رکھو اور کنیت ابوعبدالملک، ابن حزم نے ایسا ہی کیا۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے تمام لڑکوں کو جمع کیا جن کا نام کسی نبی کا نام تھا اور اُنھیں گھر لائے کہ نام بدل دیں، اُن لوگوں کے والد آئے اور اِس پر شہادت دی کہ اُن میں سے

اکثر کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے عمرؓ نے اُن لوگوں کو چھوڑ دیا۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے والد بھی انھیں میں تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ محمد بن عمرو نے عمرؓ سے سنا ہے ان سے روایت کی ہے، وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر سات سو درم میں خریدی اور اُسے اوڑھتے تھے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو نے ایام حرہ میں اہل شام کو بہت قتل کیا، وہ ان لوگوں کے لشکر پر حملہ کر کے اُن کی جماعت کو پراگندہ کر دیتے، وہ سوار تھے، اہل شام میں سے کسی نے کہا کہ اس نے ہمیں جلا دیا اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ اپنے گھوڑے پر بچ جائے گا۔ لہذا اُس پر ایک ساتھ حملہ کر دو، کسی نہ کسی سے تو شکست کھا جائے گا، کیونکہ ہم اُسے تجربہ کار اور بہادر سمجھتے ہیں۔

لوگوں نے اُن پر حملہ کر کے نیزوں میں پرو لیا، وہ مر کے گر پڑے، اہل شام کا ایک شخص اُن کے گلے میں چمٹ گیا، دونوں گر پڑے محمد بن عمرو شہید ہو گئے تو لوگ ہر طرف بھاگے اور مدینے میں داخل ہو گئے، شامیوں کے لشکر اُس میں گشت کر کے لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نے یوم الحرہ میں نماز پڑھی حالانکہ اُن کے زخم خون بہا رہے تھے۔ اور وہ صرف نیزوں میں پرو کے قتل کئے گئے۔

خالد بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے محمد بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ سر پر خود تھا، جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اُسے اپنے پہلو میں رکھ دیا اور غیر مسلح ہو کے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن یحیی بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ اُس روز محمد بن عمرو اپنی بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اُن لوگوں کو بہادری سے مارو کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں جو طمع دنیا پر قتال کرتے ہیں اور تم لوگ وہ موجو

آخرت پر قتال کرتے ہو، وہ اُن کے چھوٹے چھوٹے لشکروں پر حملہ کر کے ٥١
اُنھیں منتشر کرنے لگے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد بن جحش نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدکار مسرف بن عقبہ اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گشت کر رہا تھا، ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا، محمد بن عمرو بن حزم پر گذرا، دیکھا تو منہ کے بل پیشانی زمین پر رکھے ہوئے مردہ پڑے تھے، مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم مرنے کے بعد اپنی پیشانی کے بل (یعنی سر بسجدہ) ہو تو تم نے بہت زمانے تک زندگی میں بھی اُسے فرش کیا ہے، مسرف نے کہا واللہ میں تو ان لوگوں کو اہل جنت ہی سمجھتا ہوں، مگر اہل شام تم سے یہ بات نہ سن لیں کہ تم اُنھیں فرماں برداری سے تردد میں ڈال دو، مروان نے کہا کہ اُن لوگوں نے (یعنی اہل مدینہ نے دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ جنگ حرہ مدینے میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہؓ کی خلافت میں ہوئی، محمد بن عمرو بن حزم کے پس ماندگان مدینے اور بغداد میں تھے۔

عُمارہ بن خُزَیمہ

ابن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ اُن کا نام عبداللہ بن جُشَم بن مالک بن الاوس بن حارثہ تھا، وہ انصار میں سے تھے اُن کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

عمارہ بن خزیمہ کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے، ان کی والدہ عُبیدہ بنت عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ تھیں۔

محمد اور صفیہ، دونوں کی والدہ ودیعہ بنت عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ بن عمرو الخطمی تھیں۔

منیعہ بنت عمارہ اور حمادہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عمارہ نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا ہے، اپنے والد سے کہتے تھے کہ تمھیں کیا ہوا کہ تم اپنی زمین فروخت نہیں کرتے عمرو بن العاص سے اور اپنے والد سے بھی سنا ہے، اُن کے والد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین (دو شہادت والے یعنی اکیلے بجائے دو گواہوں کے قرار دیے گئے) تھے۔
عمارہ کی کنیت ابو محمد تھی، اُن کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی ابتدائے خلافت میں ہوئی، اُس وقت پچھتر سال کے تھے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن خلّاد

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زُریق، خزرج میں سے تھے۔
یحییٰ بن خلاد کے یہاں مالک و علی و عائشہ و عُثیمہ پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام ثابت بنت قیس بن عمرو بن رُئاب بن بکر تھیں۔
ام کلثوم و حمیدہ، ان کی والدہ ام یحییٰ بنت عامر بن عمرو بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔
۵۲ رملہ، ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔
علی بن یحییٰ بن خلّاد سے مروی ہے کہ جب یحییٰ بن خلاد پیدا ہوئے تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے کھجور چبا کے ان کے حلق میں لگائی اور فرمایا کہ میں اُن کا ایسا نام رکھوں گا کہ یحییٰؑ بن زکریاؑ کے بعد نہیں رکھا گیا، آنحضرتؐ نے اُن کا نام یحییٰ رکھا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن خلّاد نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سُلیم

ابن عمرو بن خلدہ بن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق، خزرج میں سے تھے، ان کی والدہ النوار بنت عبداللہ بن الحارث بن جمّاز حلیف بنی ساعدہ تھیں، جماز غسان کے حبالہ بن غنم میں سے تھے۔

عمرو بن سلیم کے یہاں عثمان اور نعمان پیدا ہوئے، ان کی والدہ حبیبہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصار میں سے تھیں۔

سعد و ایوب، دونوں کی والدہ ام البنین بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو بن سلیم نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، وہ بالغ ہونے کے قریب تھے، نیز انھوں نے ابوقتادہ الانصاری اور ابو حمید الانصاری سے بھی روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس

ابن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق، اُن کی والدہ ام سعد بنت قیس بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

حنظلہ بن قیس کے یہاں محمد و ام جمیل پیدا ہوئیں دونوں کی والدہ ام عیسٰی بنت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

قریش میں سے تھیں۔

عمرو بن حنظلہ کی والدہ ام عثمان بنت عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو اصغر، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ، اُن کی والدہ ام موسیٰ بنت الحارث بن عتبہ بن عبید بن المعلی ابن لوذان بن حارثہ غضب بن جُشَم بن الخزرج کی اولاد میں تھیں۔

عبیداللہ و سعد فرزندان حنظلہ، اِن دونوں کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

۵۳ زہری سے مروی ہے کہ ہیں نے انصار میں سے کسی کو خنظلہ بن قیس الزرقی سے زیادہ ہوشیار اور عمدہ رائے والا نہیں دیکھا، گویا وہ قیس کے آدمی تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ حنظلہ بن قیس نے عمرؓ و عثمانؓ و رافع بن خدیج سے روایت کی ہے اور زہری نے اُن سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مسعود بن الحکم

ابن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زُریق، اُن کی والدہ حبیبہ بنت شریق بن ابی حثمہ، ہذیل میں سے تھیں۔

مسعود بن الحکم کے یہاں ابراہیم و عیسیٰ و ابوبکر و سلیمان و موسیٰ و اسماعیل و داؤد و یعقوب و عمران و ایوب اکبر و ام ابراہیم پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ میمونہ بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زُریق تھیں۔

ایوب اصغر و سارہ کی والدہ ام عمرو بنت المُثنّیٰ بن حکیم بن بجبہ بن ربیعہ ابن ریاح بن عوف بن ربیعہ بن ہلال بن شمخ بن فزارہ تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ مسعود بن الحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

پیدا ہوئے، کنیت ابو ہارون تھی، بڑے شریف وبامروۃ اور ثقہ تھے، عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ سے روایت کی ہے اور اُن سے محمد بن المنکدر اور ابو الزناد نے روایت کی ہے۔

مُخَلّد

ابو الحارث بن مخلد الزرقی، کتاب نسب الانصار میں سے ہم اُن کے نسب پر اتنا واقف نہوئے جتنا ہم چاہتے تھے، مخلد نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا ہے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ

نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا، اُن کی والدہ ام سُلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جُندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں جو انس بن مالک کی والدہ تھیں۔

عبداللہ بن ابی طلحہ کے یہاں قاسم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمیر وزید واسماعیل ویعقوب واسحاق وعبدہ وام ابان، ان کی والدہ شبیتہ بنت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان الزرقی تھیں۔

محمد بن عبداللہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ اور کلثم ام ولد سے تھے۔

ابراہیم ورُقیہ وام عمرو، ان کی والدہ عائشہ بنت جابر بن صخر بن امیہ

ابن خنساء بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عمر بن عبداللہ اور معمر و عمارہ، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن ۵۴
حزم بن زید بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

جنگ حنین میں عبداللہ ام سُلیم کے حمل میں تھے، وہ حنین میں موجود تھیں، عبداللہ مدینے میں ابو طلحہ ہی کے مکان میں رہے۔

انس رض بن مالک سے مروی ہے کہ فرزند ابی طلحہ بیمار تھے، ابو طلحہ رض روانہ ہو گئے، بچے کی وفات ہو گئی، واپس آئے تو پوچھا کہ میرا بیٹا کیسا ہے؟ ام سُلیم نے کہا کہ جیسا وہ تھا اُس سے اب بہت سکون میں ہے، وہ اُن کے پاس شب کا کھانا لائیں، اُنھوں نے کھایا، پھر اُن سے صحبت کی، جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو۔

ابو طلحہ رض نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی، فرمایا کہ کیا آج شب کو تم نے صحبت کی ہے، عرض کی جی ہاں، فرمایا اے اللہ ان دونوں کے لئے برکت کر، ام سلیم کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا پھر مجھ سے (یعنی انس رض بن مالک سے) ابو طلحہ رض نے کہا کہ اُسے یاد رکھنا تاکہ ہم اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں،

وہ اسے نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور پوچھا کیا اس کے ساتھ کچھ ہے، لوگوں نے عرض کی جی ہاں کھجوریں ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں لیں اُنھیں چبایا اور اپنے منہ سے لیکر بچے کے منہ میں کر دیا اُس کے تالو میں لگایا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا۔

انس رض بن مالک سے مروی ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا جو ابو طلحہ رض سے تھا سخت بیمار ہو گیا، ابو طلحہ رض مسجد چلے گئے اس لڑکے کی وفات ہو گئی، ام سلیم نے اس کی ضروریات مہیا کر لیں اور کہا کہ ابو طلحہ رض کو بیٹے کی موت کی خبر نہ کرنا، وہ مسجد سے واپس آئے تو بیوی نے شام کا کھانا جس طرح طیار کرتی تھیں کیا۔ ابو طلحہ رض نے پوچھا بچہ کیسا ہے؟

انھوں نے کہا کہ جیسا تھا اس سے بہتر ہے۔

ام سلیم شام کا کھانا اُن کے پاس لائیں، انھوں نے اور جو احباب اُن کے ساتھ تھے سب نے کھایا پھر وہ اُٹھ کر اُس کام کو گئیں جس کے لئے عورت جاتی ہے (یعنی) زینت کے لئے، انھوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی جب آخر شب ہوئی تو بیوی نے کہا کہ اے ابو طلحہ رضؓ کیا تم آلِ فلاں کو دیکھتے نہیں کہ اُن لوگوں نے کوئی چیز عاریت لی اور اس سے فائدہ اٹھایا، جب وہ ان سے مانگی گئی تو یہ اُن پر گراں گزرا، ابو طلحہ رضؓ نے کہا کہ اُن لوگوں نے انصاف نہیں کیا، بیوی نے کہا کہ تمھارا فلاں بیٹا بھی اللہ کی طرف سے عاریت تھا، اُس نے اسے اپنے پاس کرلیا، انھوں نے وو انا اللہ الخ پڑھا اور الحمد للہ کہا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُنھیں دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تم دونوں کی شب میں برکت دے، عبد اللہ بن ابی طلحہ اُن کے حمل میں آگئے، وہ رات کو پیدا ہوئے تو اُنھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کے تالو میں کچھ لگائے ہوئے خود اس کے تالو میں کچھ لگائیں، انھوں نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انس رضؓ بن مالک کے ہمراہ بھیجا۔

انس رضؓ نے کہا کہ میں نے عجوہ کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹوں پر قطران لگا رہے تھے عرض کی کہ آج شب کو ام سلیم کے یہاں بچہ پیدا ہوا انھوں نے اُس کے تالو میں کچھ لگانا بغیر آپ کے لگائے ہوئے پسند نہ کیا، فرمایا، تمھارے ساتھ کچھ ہے، عرض کی عجوہ کھجوریں ہیں، آنحضرت نے ایک کھجور لے کے چبائی اور اپنے لعاب میں ملا کے اس کے منہ میں ڈال دی، بچہ چاٹنے لگا، فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے عرض کی، یا رسول اللہ اسکا نام رکھ دیجئے، فرمایا اس کا نام عبد اللہ ہے۔

عبد اللہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

۵۵ محمد بن اُبیؓ

ابن کعب بن قیس بن عُبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار، ان کی والدہ

ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سُبیع بن عبد نہم قبیلۂ دوس کی تھیں۔
محمد بن اُبی کے یہاں قاسم اور اُبیّ اور معاذ اور عمرو اور محمد اور زیادہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ عائشہ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔
محمد بن اُبی کی کنیت ابو معاذ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے انھوں نے عمرؓ سے روایت کی اور اُن سے بُسْر بن سعید نے روایت کی، ثقہ اور قلیل الحدیث تھے، محمد یوم الحرہ میں مقتول ہوئے جو ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں پیش آیا۔

طفیل بن اُبیّ

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سُبیع بن عبد نُہم قبیلۂ دوس میں سے تھیں۔
طفیل بن اُبیّ کے یہاں اُبی و محمد اور عبدالعزیز و عثمان اور ام عمرو پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ ام القاسم بنت محمد بن ابی ذرہ بن معاذ بن زرارہ قبیلۂ اوس کے بنی ظفر میں سے تھیں۔
طفیل بن اُبی کا لقب ابوبطن تھا عبداللہ بن عمرؓ کے دوست تھے، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب اور اپنے والد اور ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ثقہ اور درست حدیث والے تھے۔ ان دونوں کے بھائی۔

ربیع بن ابی

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے

اور ان کے والد سے بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رض بن مالک سے کہا کہ تم نے نکاح کیا، انھوں نے کہا جی ہاں۔ (بروایت عثمان بن عمر از موسی ابن وہقان)۔

محمود بن لبید

ابن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل، اُن کی والدہ ام منظور ۵۶
بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی قبیلۂ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔
محمود بن لبید کے یہاں حُضَیر و ام منظور پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عُمارہ ام کلثوم، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
شیبہ کی والدہ بنت عمر بن ضمرہ، قیس عَیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔
ام لبید اور ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
محمود بن لبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، انھیں کے والد کے بارے میں یہ رخصت آئی کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو وہ مساکین کو کھانا کھلا دے۔
محمود بن لبید نے عمر رض سے سنا ہے، ان کے پس ماندگان تھے جو مر گئے، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، محمود بن لبید کی وفات ۹۶ھ میں مدینے میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سائب بن ابی لبابہ

ابن عبد المنذر بن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

سائب بن ابی لبابہ کے یہاں حسین و ملیکہ پیدا ہوئے، دونوں کی والدہ ام الحسن بنت رفاعہ بن شہران بن خالد بن ثعلبہ بن العجلان تھیں اور قضاعہ حلیف بنی عمرو ابن عوف میں سے تھیں۔

معاویہ بن السائب اور بشیر اور ام الحسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زینب بنت السائب کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

سائب بن ابی لبابہ کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ سے روایت کی، قلیل الحدیث اور ثقہ تھے۔

ولید بن عبد الملک کی خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمن بن عُوَیم

ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن النعمان بن زید بن امیہ، ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمن نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے، عبدالملک بن مروان کے آخر زمانۂ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ان کے بھائی:۔

سوید بن عویم

ابن ساعدہ، اُن کی والدہ اُمامہ بنت بُکیر بن ثعلبہ بنی غَضَب بن جشم بن الخزرج

میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ایوب بن بشیر

ابن سعد بن النعمان بن اکال بن لوذان بن الحارث بن اُمیہ بن معاویہ ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، انصار کی شاخ اوس میں سے تھے، کنیت ابو سلیمان تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے اور اُن سے زہری نے، ثقہ تھے، کثیر الحدیث نہ تھے، جنگ حرہ میں شریک ہوئے، اُس میں اُن کے بہت سے زخم آئے اس کے دو سال بعد وفات ہوئی، اس وقت پچھتر سال کے تھے، اُن کی اولاد میں عبداللہ بن ایوب تھے جو لاولد مر گئے اُن کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی

ابو مالک کا نام عبداللہ بن سام تھا، ثعلبہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی، ابو مالک یمن سے آئے اور کہا کہ ہم لوگ کندہ سے ہیں جو دین یہود پر ہیں، اُنھوں نے ابن سعیہ کے یہاں شادی کی جو بنی قریظہ میں سے تھے اور اُنھیں لوگوں سے معاہدۂ حلف کر لیا اُسی لئے قرظی کہلائے۔

ثعلبہ نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے، اُن کی کنیت ابو جعفر تھی جو داؤد ابن سنان کی روایت سے معلوم ہوئی۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ثعلبہ کو دیکھا کہ اپنا سر اور ڈاڑھی

مہندی سے زرد رنگتے تھے۔
محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ثعلبہ اپنی وفات تک بنی قریظہ کے امام رہے اور بوڑھے تھے اور قلیل الحدیث تھے۔

ولید بن عبادہ

ابن الصامت بن قیس اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں، اور وہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن النجار تھے۔

ولید بن عبادہ کے یہاں خالد پیدا ہوئے، ان کی والدہ قبیلہ بلی کی تھیں۔
محمد، اُن کی والدہ حبۃ بنت النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر ابن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔
عبادہ اور حارث اور مصعب اور عبداللہ اور مسلمہ، ان کی والدہ بزیعہ بنت ابی حارثہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن قہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج تھیں۔
صالح کی والدہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔
ہشام کی والدہ ام ولد تھیں۔
یحییٰ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
ام عیسیٰ اور حکیمہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
۵۸ ولید بن عبادہ آخر عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے اُن کی وفات شام میں خلافت عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن سعد

ابن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی حُزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج

ابن ساعدہ بن کعب بن الخزرج، اُن کی والدہ عزّیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشرف ابن ابی حزیمہ ابن ابی خزیمہ ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج تھیں۔

سعید بن سعد کے یہاں شرحبیل و خالد و اسماعیل و زکریا و محمد و عبدالرحمن و حفصہ و عائشہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ثبیتہ بنت ابی الدرداء عویمر بن زید ابن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

یوسف، ان کی والدہ ام یوسف بنت ہمام قبیلۂ ہوازن کے بنی نصر بن معاویہ میں سے تھیں۔

یحیٰی و عثمان و عزّیہ و عبدالعزیز و ام ابان و ام البنین مختلف ام ولد سے تھے۔

سعید بن سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے بعض روایتوں میں ہے کہ انھوں نے آنحضرتؐ سے سنا بھی ہے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبّاد بن تمیم

ابن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار اُن کی والدہ ام ولد تھیں، وہ حقیقی بھائی عمرؓ و ثابت فرزندان تمیم تھے جو یوم الحرہ میں ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عباد بن تمیم المازنی نے کہا کہ میں غزوۂ خندق میں پانچ سال کا تھا، مجھے کچھ باتیں یاد ہیں، ہم لوگ عورتوں کے ساتھ قلعوں میں تھے اہل قلعہ تجزباری باری کے سوتے نہ تھے اس خوف سے کہ بنی قریظہ اُن پر حملہ نہ کر دیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ زہری نے عباد بن تمیم سے روایت کی ہے۔

محمد بن ثابت

ابن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب ۵۶

ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی الحبلی میں سے تھیں
اُن کے اخیافی بھائی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر راہب تھے، حنظلہ وہی ہیں جو غسیل الملائکہ
تھے۔

محمد بن ثابت کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے سلیمان
بھی یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور یحییٰ بھی، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حفص
ابن صامت بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اسماعیل و عائشہ کی والدہ ام کثیر بنت النعمان بن العجلان بن النعمان بن عامر
ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسحاق و ابراہیم و یوسف و قریبہ، اُن کی والدہ امۃ اللہ بنت السائب
ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بنو الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

عیسیٰ و حمیدہ کی والدہ ام عون بنت عبدالرحمٰن بن معمر بن عبداللہ بن اُبی
ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث

ابن الصمہ بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے، ان کی
والدہ ام الحکم تھیں، وہ خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل
قبیلۂ اوس میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث کے یہاں صلت اور ام الفضل پیدا ہوئیں، ان کی والدہ
جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی قریشی تھیں۔

عمرو، اُن کی والدہ ام سعید بنت سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو
ابن مبذول تھیں۔

سعد بن الحارث صفین میں علی رضی بن ابی طالب کی ہمراہی میں مقتول ہوئے۔

ابو اُمامہ بن سہل

ابن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن عمرو جو بحزج بن عوف ابن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے، اُن کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زُرارہ بن عُدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں، حبیبہ مبایعات میں سے تھیں، ابو امامہ کا نام اسعد اپنے نانا کے نام پر تھا اور کنیت بھی انھیں کی کنیت پر تھی، اُن کے نانا اسعد بن زرارہ بنی النجار کے نقیب ٦٠
(کفیل و ذمہ دار) تھے۔

ابو امامہ بن سہل کے یہاں محمد و سہل و عثمان و ابراہیم و یوسف و یحییٰ و ایوب و داؤد و حبیبہ و اُمامہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عتیک بن الحارث بن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث اوس کے بنی معاویہ میں سے تھیں۔

صالح بن ابی امامہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہی تھے جن کی کنیت و نام اپنے نانا کی کنیت و نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ و اسعد رکھا، ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ انھوں نے عمر سے بھی کچھ روایت کی، عثمان و معاویہ و زید بن ثابت اور اپنے والد سہل بن حنیف سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ

ابی عمرہ کا نام بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول تھا

اور مبذول عامر بن مالک بن النجار تھے، اُن کی والدہ ہند بنت المقوم بن عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب قریش کی تھیں، ہند کی والدہ برہ بنت عدی بن ... بن سہم بھی قریش کی تھیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ کے یہاں عبد اللہ و حمزہ وعلقمہ و حبابہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام سعد بنت شیبان بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک ابن مبذول تھیں اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔

ابو عمرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا، جنگ صفین میں علیؓ بن ابی طالب کے ہمراہ تھے اور مقتول ہوئے۔ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ نے عثمان و زید بن خالد الجہنی و ابی ہریرہ سے روایت کی ہے ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن یزید

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے، اُن کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں، اُن کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب تھے۔

عبد الرحمٰن بن یزید کے یہاں عیسیٰ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور اسحاق و جمیلہ اور ام عبد اللہ و ام ایوب و ام عاصم پیدا ہوئیں۔

ان سب کی والدہ حسنہ بنت بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع تھیں۔

جمیل، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد الکریم و عبد الرحمٰن، ان دونوں کی والدہ امامہ بنت عبد اللہ بن سعد بن خیثمہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبدالرحمن بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور قدیم ۶۱
تھے اُنھوں نے عمر سے روایت کی، عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے قاضی مدینہ
تھے، ولید بن عبدالملک کے زمانۂ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی عبدالرحمن بن یزید
کی کنیت ابو محمد تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مجمع بن یزید

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید، اُن کی والدہ جبیبہ
بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بنی عبس میں سے تھیں۔
مجمع بن یزید کے یہاں اسماعیل و اسحاق و یعقوب و سُعدیٰ و ام اسحاق
و ام النعمان پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ سالمہ بنت عبداللہ بن ابی جبیبہ بن الازعر بن
زید بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

ابو سعید المقبری

نام کیسان تھا، بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے بنی جُندع کے
مولیٰ تھے، اُن کا مکان مقابر کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے مُقبری کہا۔
سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بنی جندع
کے ایک شخص کا غلام تھا، اُس نے مجھے چالیس ہزار درم اور ہر عید اضحیٰ کو ایک
بکری پر مکاتب بنا دیا، مال وقت سے پہلے مہیا ہوگیا، میں اُس کے پاس لایا
تو اس نے وقت معینہ کے سوا لینے سے انکار کیا۔

میں عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ اے یرفا مال لے کے بیت المال میں رکھ دو، شام کو ہمارے پاس آؤ تو ہم تمھاری آزادی لکھ دیں گے، اگر تمھارا مولیٰ چاہے گا تو اُسے لے لے گا اور اگر چاہے گا تو چھوڑ دے گا۔

میں مال اٹھا کر بیت المال میں لے آیا، جب میرے مولیٰ کو معلوم ہوا تو اُس نے آکر مال لے لیا، میں اس کے بعد عمر کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا تو اُنھوں نے کہا کہ جب سے آزاد ہوئے تم نے کچھ مال لیا عرض کی نہیں فرمایا اُسے واپس لے جاؤ، پہلے ہم سے کچھ لینا پھر بعد کو ہمارے پاس لانا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں مکاتب تھا، اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا بدل کتابت لے لیں، مگر اُنھوں نے انکار کیا، میں عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے بیان کیا تو اُنھوں نے کہا اے یرفا اس سے مال لے کے بیت المال میں ایک کنارے رکھ دو، اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ۶۲
ہو، میں دوسرے سال اُن کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا، اُنھوں نے پوچھا کہ تو نے ہم سے کچھ لیا ہے جو ہم نے تمھارے لئے مقرر کیا ہے، عرض کی نہیں اُنھوں نے وہ مال مجھے واپس کر دیا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس دو سو درہم لایا اور کہا کہ لیجئے یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے فرمایا اے کیسان کیا تم آزاد ہو گئے، میں نے کہا جی ہاں، فرمایا جاؤ اُسے خیرات کر دو۔

ولید بن کثیر سے مروی ہے کہ میں نے سعید المقبری کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا، اُنھوں نے فرمایا کہ تم نے ہمارے دیوان سے کچھ لیا ہے میں نے کہا نہیں، فرمایا تو اُسے لیجاؤ۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو سعید نے عمر سے روایت کی ہے، وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے، اُن کی وفات ۱۰۰ھ میں عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی، اوروں نے کہا کہ اُن کی وفات مدینے میں ولید بن عبد الملک کی خلافت

میں ہوئی۔

ابو عُبَید

زہری نے ایک مرتبہ انھیں عبدالرحمٰن بن ازہر کا مولی کہا، دوبارہ دوسرے مقام پر عبدالرحمٰن بن عوف کا مولی کہا، اسی طرح اوروں نے بھی کہا ہے۔ زہری نے کہا کہ وہ قدماء اہل فقہ میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے عثمان و علی و ابوہریرہ سے روایت کی ہے نام سعد تھا، مدینے میں ۹۸ھ میں وفات ہوئی، ثقہ تھے اور ان کی حدیثیں ہیں۔

اَفْلَح

مولائے ابوایوب انصاری، اُن کی کنیت ابوکثیر تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوایوب نے افلح کو چالیس ہزار درہم پر مکاتب بنایا، لوگ افلح کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوکثیر تمھیں آزادی مبارک ہو، جب ابوایوب اپنے متعلقین کے پاس لوٹے تو وہ اُن کے مکاتب بنانے پر پشیمان ہوئے، اُن کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کتاب (مکاتب نامہ) مجھے واپس کردو اور اسی حالت پر لوٹ جاؤ جس حالت پر تم تھے، اُن سے اُن کے بیوی بچوں نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو واپس لیتے ہو جسے اللہ نے آزاد کردیا ہے، افلح نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جو مانگیں گے میں انھیں

ضرور دونگا۔ وہ اپنی مکاتبت اُن کے پاس لائے اور اُسے توڑ دیا جب تک اللہ نے چاہا وہ ٹھیرے۔ پھر ابوایوب نے انھیں بلا بھیجا اور کہا کہ تم آزاد ہو، اور جو تمھارا مال ہے وہ بھی تمھارا ہے۔

٦٣ محمد بن عمر نے کہا کہ افلح عین التمر کے اُن قیدیوں میں سے تھے جنھیں خالد بن الولید نے ابوبکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا تھا۔ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ افلح کی کنیت ابوعبد الرحمن تھی، انھوں نے عمر سے سنا اور مدینے میں اُن کا مکان تھا ذی الحجہ سنہ ٦٣ھ میں بعہد خلافت یزید بن معاویہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عُبَید

مولائے عبید بن المعلی برادر ابی سعید بن معلی الزرقی، عُبید کی کنیت ابوعبداللہ تھی، عین التمر کے اُن قیدیوں میں سے تھے جنھیں خالد بن الولید نے ابوبکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا تھا، لوگ کہتے ہیں کہ عبید بن ھُرمُزہ ہی نفیس بن محمد بن زید بن عبید تاجر کے دادا تھے، وہ اُس نفیس محل کے مالک تھے جو حرۂ واقم کے نواح میں تھا، عبید مولائے عبید بن المعلی کی وفات بزمانۂ حرہ ذی الحجہ سنہ ٦٣ھ میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

تَمّاس

مولائے عباس بن عبد المطلب بن ہاشم، سورۂ یوسف عمر بن الخطاب

کی زبان سے سن کر حفظ کی تھی اور اسے نماز میں پڑھا کرتے تھے، اُن سے اُن کے بیٹے عثمان بن شماس نے روایت کی ہے۔

سائب بن خبّاب

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، اُن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی میں نے کسی کو یہ بیان کرتے بھی سنا کہ اُن کی کنیت ابو مسلم تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے، انھوں نے عمر و زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی وفات ۹۱ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ بہتّر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ سائب بن خبّاب کی وفات ابن عمر سے پہلے ہوئی۔

عُبَید بن ام کلاب

انھوں نے عمر بن الخطاب سے سنا ہے وہ عبید بن سلمۃ اللیثی تھے جو مدینے سے قتل عثمان کی خبر لے کے نکلے، سَرِف میں عائشہ کا استقبال کیا اور انھیں اُن کے قتل کی اور لوگوں کے علی بن ابی طالب سے بیعت کرنے کی خبر دی، وہ مکہ واپس گئیں، عُبَید علوی تھے۔ ۶۴

ابن مَرسا

مولائے قریش تھے، جنھوں نے عمر بن الخطاب سے روایت کی قلیل الحدیث تھے۔

ابو سعید

سوائے ابو سعید عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

ہُرمُزان

اہل فارس میں سے تھے، جب جلولاء کو مسلمانوں نے فتح کرلیا تو یزدجرد (شاہ ایران) حلوان سے نکل کے اصبہان چلا گیا، پھر اصطخر میں آیا، اس نے اپنے وزیر ہرمزان کو تستر بھیجا، انھوں نے اس کی حفاظت کی اور قلعہ میں محفوظ ہوگئے، اُن کے ہمراہ سونے کے کنگن، اور اہل تستر کا مال کثیر تھا، وہ قلعہ شہر کے انتہا پر جبل کے متصل تھا جس کے اطراف پانی کی ایک خندق تھی اور کسی قدر رسد اُن کے پاس اصبہان سے آتی تھی۔

وہ لوگ اسی حالت میں جب تک اللہ نے چاہا ٹھیرے، ابو موسیٰ نے دو سال تک اور کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ مہینے تک اُن کا محاصرہ کیا، پھر اہل قلعہ عمر کے حکم پر اُترے، ابو موسیٰ نے ہرمزان کو عمر کے پاس بھیج دیا، اُن کے ہمراہ بارہ عجمی قیدی بھی تھے جن کے بدن پر ریشمی لباس اور سونے کے پٹکے اور سونے کے کنگن تھے، ان لوگوں کو ان کی اسی ہیئت میں مدینے لائے لوگ تعجب کرنے لگے، پھر اُن لوگوں کو عمر کے مکان پر لائے تو انھیں ان لوگوں نے نہ پایا، ہرمزان نے فارسی میں کہا کہ تمھارے بادشاہ کھو گئے، اُن لوگوں سے کہا گیا کہ وہ مسجد میں ہیں۔

یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انھیں اس طرح سوتا ہوا پایا کہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے، ہرمزان نے کہا کہ تمھارے بادشاہ یہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں، پوچھا کیا اُن کے لئے دربان ونگہبان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اُن کی موت تک اللہ اُن کا نگہبان ہے، ہرمزان نے کہا کہ یہ سلطنت مبارک ہے، عمر نے ہرمزان کو دیکھا تو کہا کہ میں دوزخ سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو اور اس کے گروہ کو اسلام کے ذریعے سے ذلیل کردیا۔

عمر نے وفد سے فرمایا کہ اس طرح کلام کرو کہ مجھے حسن کلام وکثرت کلام سے بچاؤ، انس بن مالک نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے دین کو عزت دی اور جس نے اسے ناراض کیا اسے بے یار ومددگار کردیا اور ہمیں اُن کی زمین وملک کا وارث بنا دیا، اُن کے مال واولاد ہمیں غنیمت میں دے دیئے، ہمیں اس طرح اُن پر غالب کردیا کہ ہم جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ رکھیں۔

عمر فرحت سے رونے لگے، پھر ہرمزان سے فرمایا کہ تمھارا مال کیا ہوا؟ انھوں نے کہا کہ جو میرے باپ دادا کی میراث ہے وہ تو میرے پاس ہے
لیکن جو ملک اور بیت المال کا میرے قبضے میں تھا تو اُسے آپ کے عامل نے ۶۵
لے لیا، فرمایا کہ اے ہرمزان اللہ نے جو برتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا اُسے تم نے کیا سمجھا، ہرمزان نے انھیں جواب نہ دیا تو فرمایا تمھیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں، عرض کی، کیا میں آپ سے زندہ کا کلام کروں یا مردے کا؟ فرمایا کیا تم زندہ نہیں ہو؟

ہرمزان نے پینے کا پانی مانگا، عمر نے فرمایا کہ ہم پیاس اور قتل کو تم پر جمع نہ کریں گے، پھر اس کے لئے انھوں نے پانی منگایا، لوگ لکڑی کے پیالے میں ان کے پاس پانی لائے، ہرمزان نے اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیا عمر نے فرمایا کہ پیو، تم پر کوئی خوف نہیں ہے، تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمھیں قتل کرنے والا نہیں ہوں۔

اُنھوں نے برتن کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے گروہ عرب جس حالت میں تم غیر دین پر تھے تمھاری یہ حالت تھی کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرنے تمھارا فیصلہ کرتے اور تمھیں قتل کرتے تھے، ہمارے نزدیک تمام اقوام میں تم لوگوں کا حال سب سے بدتر تھا اور ان سب سے کم درجہ تھا، پھر جب اللہ تمھارے ساتھ ہو گیا تو اللہ کے مقابلے کی طاقت کسی کو نہ تھی،

عمر نے اُن کے قتل کا حکم دیا تو اُنھوں نے کہا کہ کیا آپ نے مجھے امان نہیں دی ہے، فرمایا کیونکر، اُنھوں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بات کرو تم پر کوئی خوف نہیں، آپ نے فرمایا کہ پانی پیو تم پر کوئی خوف نہیں تاوقتیکہ تم اُسے پی نہ لو میں تمھیں قتل نہ کروں گا، انس بن مالک و ابوسعید الخدری و زبیر ابن العوام نے کہا کہ ہرمزان نے سچ کہا، فرمایا خدا اُسے غارت کرے اُس نے اس طرح مجھ سے امان لے لی کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

عمر نے حکم دیا تو ہرمزان کے بدن پر جو زیور اور ریشمی کپڑے تھے وہ اُتار لئے گئے، اُنھوں نے سراقہ بن مالک بن جُعشُم سے جو دبلے کالے اور اس طرح سے پتلی باہوں والے تھے کہ گویا وہ دونوں جلی ہوئی ہیں فرمایا کہ ہرمزان کے کنگن پہنو، انھوں نے دونوں کنگن اور اُن کے کپڑے پہنے، عمر نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے کسریٰ اور اُس کی قوم سے اُن کے زیور اور اُن لوگوں کے کپڑے چھین کر سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیئے۔

عمر نے ہرمزان اور اُن کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو اُن لوگوں نے انکار کیا، علی نے کہا کہ اے امیر المومنین۔ ان لوگوں کے اور ان کے بھائیوں کے درمیان جدائی کر دیجئے، عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہما کو دریا میں سوار کرا دیا اور فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو تھکا دے، انھوں نے ارادہ کیا تھا کہ اُن لوگوں کو شام کی طرف روانہ کر دیں، انھیں (اللہ کی جانب سے پانی میں گرا کر) تھکا دیا، وہ لوگ غرق نہیں ہوئے اور واپس آ کے اسلام لائے، عمر نے اُن لوگوں کے لئے (اور مسلمانوں کی طرح) دو دو ہزار سالانہ عطا مقرر کر دی

ہرمزان کا نام عُرفُطہ رکھا گیا۔

مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے روحا میں ہرمزان کو عمر کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ اُن کے بدن پر حبرے کی چادریں تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے روحا میں ہرمزان کو عمر بن الخطاب کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ اُن کے بدن پر حبرے کی چادریں تھیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کا پیٹ ہرمزان سے زیادہ دُبلا اور دونوں شانوں کے درمیان ہرمزان کے شانوں کے درمیانی فاصلے سے زیادہ فاصلہ ہو۔

وہ تابعین کہ عثمان و علی و عبدالرحمٰن بن عوف و طلحہ و زبیر و سعد و اُبی بن کعب و سہل بن حنیف و حذیفہ ابن الیمان و زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ ۶۶

محمد بن الحنفیہ

محمد اکبر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھے، اُن کی والدہ حنفیہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن لُجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں، اور کہا جاتا ہے کہ اُن کی والدہ یمامہ کی قیدیوں میں تھیں جو علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کے حصے میں آئیں۔

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کو بیان کرتے سنا کہ ابوبکر نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو علی کو دیا۔

اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو دیکھا کہ وہ سندھی اور کالی تھیں، وہ بنی حنیفہ کی لونڈی تھیں اور اُن لوگوں میں سے نہ تھیں، خالد بن الولید نے صرف اُن کے غلاموں پر صلح کی تھی اور خود اُن لوگوں

پر اُن سے صلح نہیں کی تھی (یعنی جنگ یمامہ میں اس طرح صلح کی کہ اُن لوگوں کے غلام مسلمانوں کو مل جائیں گے اور خود وہ لوگ غلام نہیں بنائے جائیں گے)۔

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ سے سنا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کا نام و کنیت ایک شخص کا رکھنے میں) علی کے لئے رخصت (اجازت) تھی، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اُس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اُس کی کنیت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی و طلحہ کے درمیان بحث ہوئی تو طلحہ نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تمھاری سی جرأت نہ کرے کہ تم نے آپ کا نام بھی رکھ لیا اور آپ کی کنیت بھی رکھ لی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں کوئی ان دونوں کو جمع کرے، علی نے کہا کہ بیشک گستاخ وہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول پر جرات کرے، اے فلاں جاؤ اور میرے لئے قریش کے فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ، وہ لوگ آئے تو علی نے کہا کہ تم لوگ کس امر کے گواہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمھارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت اُسے بخش دی، اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لئے حلال نہیں (کہ وہ میرا نام و کنیت رکھ لے)۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابو القاسم تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ کی کنیت ابو القاسم تھی۔ ۶۷

عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابو القاسم تھی، وہ بڑے عالم و متقی تھے،

محمد ابن الحنفیہ کے یہاں عبد اللہ پیدا ہوئے جو ابو ہاشم تھے اور حمزہ و علی و جعفر اکبر، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن محمد جو بنی ہاشم کے اہل عقل اور خوش مزاج اور ذہین لوگوں میں سے تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ارجاء[1] میں کلام کیا، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، اُن کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن محمد، اُن کی والدہ مسرعہ بنت عباد بن شیبان بن جابر بن اُہیب بن نُسَیب بن زید بن مالک بن عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضَر تھیں جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

قاسم بن محمد و عبدالرحمٰن جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ام ابیہا، اُن سب کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھیں جن کا نام بَرَّہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

جعفر اصغر و عَون و عبداللہ اصغر، ان سب کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔

عبداللہ بن محمد و رُقیہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

منذر الثوری سے مروی ہے میں نے محمد ابن الحنفیہ کو جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا کہ جب ہم لوگوں نے صف باندھ لی تو علی نے جھنڈا مجھے دے دیا، بعض لوگ مقابلے کے لئے بعض کے قریب ہو گئے تو اُنھوں نے میری جانب سے پہلو تہی دیکھی تو مجھ سے جھنڈا لے لیا اور خود اُسے لے کے قتال کیا، اُس روز میں نے اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر حملہ کیا اور جب اُسے دبوچ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابی طالب کے دین پر ہوں، وہ جو چاہتا تھا جب مجھے معلوم ہو گیا تو میں اُس سے باز آ گیا، لوگوں کو شکست ہو گئی تو علی نے کہا کہ مجروح کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرنا، اُنھوں نے اُن لوگوں کے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ جن سے قتال کیا گیا تھا

---

[1] اس عقیدے کے قائلوں کو مرجیہ کہتے ہیں، یعنی ایمان پورا ہو تو تاخیر عمل اُس کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

اِن لوگوں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیئے، ہم نے اُن لوگوں سے وہ ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ لے لئے جو وہ ہمارے مقابلے پر لائے تھے۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد معاویہ اور اہل شام سے جہاد کرنا چاہتے تھے، وہ اپنا جھنڈا باندھنے لگے، اور قسم کھائی کہ اسے نہ کھولیں گے تاوقتیکہ روانہ نہ ہو جائیں، لوگ انکار کرنے لگے، اُن کی رائے میں اختلاف پڑ گیا اور بزدلی ظاہر ہونے لگی، والد اپنا جھنڈا کھول کے قسم کا کفارہ دینے لگے یہاں تک کہ اُنھوں نے یہ چار مرتبہ کیا۔

میں اُن کا حال دیکھتا تھا، وہ حال دیکھتا تھا جس سے میں خوش نہ تھا اُس روز میں نے مسور بن مخرمہ سے گفتگو کی، اُن سے کہا کہ تم اُن سے کہتے نہیں کہ کہاں جاتے ہیں، ٹھیریں، واللہ مجھے تو ان لوگوں کے پاس کوئی فائدہ نظر نہیں آتا، مسور نے کہا اے ابو القاسم وہ اُس کام کے لئے جاتے ہیں جو مقدر ہو چکا ہے، میں نے اُن سے گفتگو کی، اُنھیں دیکھا کہ سوائے جانے کے ۶۸
اور ہر چیز سے انکار کرتے ہیں۔

محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب علی نے اُن لوگوں کی وہ حالت دیکھی جو دیکھی تو کہا کہ اے اللہ میں نے انھیں بیزار کر دیا ہے اور انھوں نے مجھے بیزار کر دیا ہے۔ میں نے اُن لوگوں کو ناراض کیا ہے اور اُنھوں نے مجھے ناراض کیا ہے، لہذا مجھے تو اُن کے بدلے وہ لوگ دے جو اُن سے بہتر ہوں اور انھیں میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں علی کے پیادہ لشکر پر عمار بن یاسر امیر تھے، محمد ابن الحنفیہ اُن کا جھنڈا اٹھائے تھے۔

عبد اللہ بن زُرَیر الغافقی سے جو صفین میں علی کے ہمراہ تھے مروی ہے کہ ایک روز میں نے لوگوں کی وہ حالت دیکھی کہ ہم نے اور اہل شام نے مقابلہ کیا، ہم لوگوں نے ایسا قتال کیا کہ مجھے گمان ہوا اب کوئی نہ بچے گا، اتنے میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے گروہ مسلمین، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو عورتوں اور بچوں کے لئے کون رہے گا، روم کے لئے کون رہے گا، ترک

کے لئے کون رہے گا، دیلم کے لئے کون رہے گا، جو بچ گئے ہیں اُنھیں میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔

میں نے اپنے پیچھے حرکت محسوس کی، متوجہ ہوا تو دیکھا کہ خود علی تھے جو جھنڈے کو حرکت دے رہے تھے اور اُسے لے کے دوڑ رہے تھے، یہاں تک کہ اُنھوں نے اسے ٹھیرا دیا، اُن سے اُن کے بیٹے محمد ملے، میں انھیں اُن سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جھنڈے کے ساتھ رہو، کیونکہ میں آگے بڑھ کر قوم میں جاتا ہوں، (راوی نے کہا کہ) میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ تلوار مارتے تھے تو ہجوم پھٹ جاتا تھا پھر وہ اُن لوگوں میں پلٹتے تھے۔

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں محمد ابن الحنفیہ کے پاس تھا، انھیں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات پر، نہ اُس کے اہل جنت میں سے ہونے پر شہادت دیتا اور نہ اپنے اُن والد پر جن سے میں پیدا ہوا، قوم نے ان کی طرف دیکھا تو اُنھوں نے کہا کہ لوگوں میں علی کے مثل کون ہے جن کے لئے فلاں فضیلت ہے اور فلاں فضیلت ہے۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے جب الشعب میں تھے کہا کہ اگر میرے والد علی اس امر کو پاتے تو یہ ضرور اُن کے کوچ کرنے کا مقام ہوتا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرب کے دو اہل بیت کو اللہ کا شریک بنالیا ہے، ہمیں اور ہمارے ان چچازاد بھائیوں کو یعنی بنی اُمیہ کو۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ قریش کے دو اہل بیت اللہ کے شریک بنا لئے گئے ہیں ہم اور بنو امیہ

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ لوگ محمد بن علی کو "سلام" علیک یا مہدی" (کہہ کر) سلام کرتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں، نیکی و خیر کا راستہ بتاتا ہوں۔ میرا نام اللہ کے نبی کا نام ہے میری کنیت اللہ کے نبی کی کنیت ہے، تم میں سے جب کوئی سلام کرے تو کہے "سلام علیک یا محمد"، "السلام علیک یا ابا القاسم"۔ ٦٩

منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن الحنفیہ کے پاس آیا، اس نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب [illegible] نے

پوچھا کہ آپ کیسے ہیں انھوں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی اور کہا کہ تم لوگ کیسے ہو، کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمھیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیسے ہیں، اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسی بنی اسرائیل کی مثال آل فرعون میں تھی جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، یہ لوگ بھی ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور بغیر ہماری اجازت کے ہماری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں،

عرب نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے لئے عجم پر فضیلت ہے تو عجم نے کہا کہ یہ کیونکر، اُن لوگوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عربی تھے، ان لوگوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا، لوگوں نے کہا کہ قریش نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے لئے عرب پر فضیلت ہے تو عرب نے کہا کہ یہ کاہے سے، اُن لوگوں نے کہا کہ محمدؐ قریشی تھے، اگر قوم نے سچ کہا تو ہمارے لئے بھی لوگوں پر فضیلت ہے (کیونکہ ہم بھی قریشی ہیں)۔

اسود بن قیس سے مروی کہ میں خراسان میں عنزة کے ایک شخص سے ملا، انھوں نے کہا کہ کیا میں ابن الحنفیہ کا خطبہ تمھارے سامنے پیش نہ کروں، میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ میں اُن کے پاس پہنچا تو وہ ایک جماعت کے اندر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، میں نے کہا کہ السلام علیک یا مہدی، انھوں نے کہا وعلیک السلام۔ میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے، پوچھا خفیہ یا علانیہ، میں نے کہا خفیہ، انھوں نے کہا بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا،

انھوں نے ایک گھنٹہ قوم سے باتیں کیں، پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہوا، جب وہ اپنے گھر میں گئے تو اُن کے ساتھ میں بھی اندر گیا، انھوں نے کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو، میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمۂ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا، پھر میں نے کہا۔

امابعد، واللہ آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے قریب نہ تھے کہ ہم آپ کی قرابت پر آپ سے محبت کرتے، البتہ آپ لوگ قریش بھر میں سب سے زیادہ ہمارے نبیؐ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں ہمارے نبی سے

آپ لوگوں کی اسی قرابت کی وجہ سے ہم نے آپ لوگوں سے محبت کی برابر آپ لوگوں کی محبت میں ہم پر عیب لگایا گیا یہاں تک کہ اُس پر گردنیں ماری گئیں اور شہادتیں باطل کی گئیں، ہم لوگوں کو شہروں سے دفع کر دیا گیا اور ہمیں اذیت دی گئی، یہاں تک کہ میں نے تو یہ ارادہ کر لیا کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں اور اللہ کی اُس وقت تک عبادت کروں کہ اُس سے جا ملوں، کاش آل محمد کا حال مجھ سے مخفی رہتا۔

بالآخر میں نے یہ قصد کیا کہ اُن اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت (یعنی کلمۂ شہادت) ایک ہے اپنے اُن امراء پر خروج (بغاوت) کروں جو خروج کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں، اور ہم لوگ مقیم ہیں، اس شخص کی مراد خوارج سے تھی، ہمیں پیچھے ہی پیچھے آپ کی جانب سے احادیث پہنچی تھیں، میں نے چاہا کہ آپ سے بالمشافہ کلام کروں اور آپ کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں، میرے دل میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کا اعتبار ہے اور آپ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں کہ میں آپ کی پیروی کروں، آپ کی رائے کے مطابق رائے قائم کروں اور جس طرح آپ خلاصی دیکھیں (اُسی پر عمل کروں)، میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد بن علیؓ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ وحدہ عبدہٗ ورسولہٗ پڑھا، پھر کہا کہ اما بعد ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ تم پر عیب ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کو اختیار کرو۔ کیونکہ اُسی سے تمہارے اول کی ہدایت تھی اور اسی سے تمہارے آخر کو ہدایت کی جائے گی، میری جان کی قسم اگر تمہیں ایذا دی گئی (تو کیا تعجب) جو تم سے بہتر تھے انہیں بھی ایذا دی گئی ہے،

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے قصد کر لیا ہے کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں گا اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا تاوقتیکہ اس سے ملوں، لوگوں کے معاملات سے الگ رہوں گا، کاش آل محمدؐ کے حالات مجھ پر مخفی رہتے، تو ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ راہبوں کی بدعت ہے، قسم ہے میری جان کی آل محمدؐ کا حال اس آفتاب کے

طلوع سے زیادہ واضح ہے۔

تمھارا یہ کہنا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت واحد ہے اپنے اُن امرا پر خروج کروں جو بغاوت کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ قیام کریں تو ایسا نہ کرنا، امت سے جدا نہ ہو، اس قوم یعنی بنی امیہ سے اُن کے تقیے کے ذریعے سے بچو، اُن کی ہمراہی میں قتال نہ کرو۔

میں نے کہا کہ اُن کا تقیہ کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ اُن لوگوں کی دعوت پر اپنے آپ کو ان کے پاس حاضر کر دو تو اس کے ذریعے سے اللہ تمھارے خون اور تمھارے دین کو بچا دے گا اور تمھیں اللہ کا وہ مال ملجائے گا جس کے تم ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہو۔

میں نے کہا کہ آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ مجھے قتال اس طرح گھمائے کہ اُس سے چارہ نہ ہو؟ تو اُنھوں نے کہا کہ تم اپنے ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے اللہ کے لئے بیعت کرو اور اللہ کے لئے قتال کرو، اللہ کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔

میں تمھیں اس امر سے اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میری طرف سے وہ بات پہنچاؤ جو تم نے مجھ سے نہیں سنی یا مجھ پر وہ بات لگاؤ جو میں نے نہیں کہی، میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرو اور اپنی نیت کے موافق قتال کرو۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ یہ بجلی کی سی چمک ہے جسے کچھ بھی قیام نہیں۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے ابی الطفیل سے کہا کہ اسی مکان میں رہو اور حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ہو جاؤ، یہاں تک کہ

ہمارا حکم آئے کیونکہ ہمارا حکم جب آئے گا تو اُس میں کوئی خفا نہ ہوگا جیسا کہ آفتاب میں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اُس میں کوئی خفا نہیں ہوتا، تمھیں کیا معلوم اگر لوگ کہیں کہ وہ مشرق سے آئے گا اور اللہ اُسے مغرب سے لے آئے اور تمھیں کیا معلوم کہ لوگ تم سے کہیں کہ وہ مغرب سے آئے گا اور اللہ اُسے مشرق سے لے آئے، اور تمھیں کیا معلوم کہ شاید وہ ہمارے پاس اس طرح لایا جائے جس طرح دلہن لائی جاتی ہے۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو ہم سے محبت کرے گا اللہ اُسے نفع دے گا اگرچہ وہ دیلم میں ہو۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ مجھے پسند تھا کہ میں اپنے ان شیعوں سے ۱۷ رہائی حاصل کر لیتا اگرچہ یہ رہائی میرے بعض اعزہ کے خون ہی کے عوض میں کیوں نہ حاصل ہوتی، اُنھوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ اور رگوں پر رکھا اور کہا کہ (میں اُن سے کیوں گلو خلاصی چاہتا ہوں) اُن لوگوں کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے، ان لوگوں کے شر پھیلانے کی وجہ سے، یہاں تک کہ اُن میں سے کسی ایک کی ماں جس نے اسے جنا ہے اُس پر اتنا ورغلایا جائے کہ وہ قتل کر دی جائے۔

حارث الازدی سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ اس شخص پر اللہ رحمت کرے جس نے اپنے نفس کو بے نیاز کیا، اپنا ہاتھ روکا، زبان بند کی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا، اُس کے لئے وہی ہے جو وہ چاہے، اور وہ اُس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے، سوائے اُس کے کہ بنی امیہ کے اعمال اُن لوگوں میں مسلمانوں کی تلوار سے زیادہ تیزی سے گھس رہے ہیں اور سوائے اس کے کہ اہل حق کے لئے ایک دولت ہے جسے اللہ جب چاہیگا لائیگا ہم میں اور تم میں سے جو اس کو پائے گا وہ بڑے بلند مقام میں ہوگا اور جو مر گیا تو جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور بہت پائدار ہے۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی سے اُس کے عدل کی وجہ سے جو اُس سے ظاہر ہو محبت کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل دوزخ میں سے

ہو تو اللہ اُسے اُس کی اُس سے محبت پر اجر دے گا جس طرح وہ کسی اہل جنت سے محبت کرتا (تو اسے اجر ملتا)۔ اور جو شخص کسی سے اُس کے ظلم کی وجہ سے جو اُس سے ظاہر ہوا اللہ کے لئے بغض کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل جنت میں سے ہو تو اللہ اُسے اُس کے اُس شخص سے بغض پر اسی طرح اجر دے گا جس طرح اس لئے کسی اہل دوزخ سے بغض کیا ہوتا (تو اسے اجر ملتا)۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ مختار بن ابی عبید، عبداللہ بن الزبیر کے پہلے محاصرے میں سب سے زیادہ سختی سے ان کے ہمراہ تھا اور انھیں یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ اُن کا شیعہ ہے، ابن الزبیر اس سے متعجب تھے، اُس پر الزام لگایا جاتا تھا تو وہ اس کے خلاف کوئی کلام نہ سنتے تھے، مختار محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھی آمدورفت رکھتا تھا، محمد کی رائے اُس کے بارے میں اچھی نہ تھی، وہ اُس کی لائی ہوئی باتوں کا بیشتر حصہ قبول نہ کرتے۔

مختار نے کہا کہ میں عراق جانے والا ہوں، محمد نے اس سے کہا جاؤ، یہ عبداللہ بن کامل الہمدانی بھی تمھارے ساتھ جائیں گے، انھوں نے عبداللہ سے کہا کہ اُس سے ہوشیار رہنا، تمھیں معلوم ہے کہ وہ زیادہ اعتبار نہیں ہے، مختار ابن الزبیر کے پاس آیا اور کہا کہ جان لیجئے کہ میرا عراق میں ہونا میرے یہاں قیام کرنے سے زیادہ آپ کے لئے مفید ہے، عبداللہ ابن الزبیر نے اُسے اجازت دے دی۔

وہ اور ابن کامل روانہ ہوئے، ابن الزبیر کو اُس کی خیرخواہی میں شک نہ تھا حالانکہ وہ ابن الزبیر کے ساتھ دغا کرنے پر مصر تھا، یہ دونوں (مختار و ابن کامل) روانہ ہوئے، اُن کو ایک شخص العذیب میں ملا، مختار نے کہا کہ ہمیں لوگوں کا حال بتاؤ، اُس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ جیسے وہ کشتی گھومتی ہے جس کا کوئی ملاح نہیں ہوتا، مختار نے کہا کہ میں اُس کشتی کا وہ ملاح ہوں جو اُسے قائم کرے گا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار جب عراق میں آیا ۷۲
تو اس نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آمدورفت شروع کی جو اس زمانے میں

عبد اللہ بن الزبیر کی طرف سے والی کوفہ تھے، اُس نے ابن الزبیر کی خیر خواہی ظاہر کی اور خفیہ طور پر اُن پر عیب لگایا، لوگوں کو ابن الحنفیہ کی طرف (بیعت کی) دعوت دی اور ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا، اُس نے ایک جماعت کو بڑا لشکر بنانا شروع کیا، جب ابن مطیع نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ڈر کے عبد اللہ ابن الزبیر کے پاس بھاگ گیا۔

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ وغیرہ سے مروی ہے کہ مختار جب کوفے میں آیا تو ابن الزبیر پر سب سے زیادہ سخت تھا اور سب سے زیادہ اُنکا عیب گو۔ لوگوں کو یہ تعلیم دینے لگا کہ ابن الزبیر پہلے اس امر خلافت کو ابو القاسم ابن الحنفیہ کے لئے طلب کیا کرتے تھے، پھر اُنھوں نے اُن پر ظلم کیا۔ مختار ابن الحنفیہ کا اور اُن کے حال اور اُن کے تقویٰ کا ذکر کرنے لگا کہ اُنھوں نے مختار کو کوفے بھیجا ہے تاکہ وہ اُن کے لئے بیعت کی دعوت دے، اور اُنھوں نے اسے ایک خط لکھ دیا ہے جسے وہ کسی غیر تک نہ پہنچائے گا اور خط اُس شخص کو پڑھ کر سنائے گا جس پر بھروسا کرے گا۔

مختار لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دینے لگا اور لوگ خفیہ طور پر اُس سے اُن کی بیعت کرنے لگے، جن لوگوں نے اُس سے بیعت کی تھی اُن میں سے ایک جماعت نے اس کے بارے میں شک کیا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو اپنے عہد دے دیے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ابن الحنفیہ کا قاصد ہے، حالانکہ ابن الحنفیہ مکے میں ہیں۔ وہ نہ ہم سے دور ہیں نہ پوشیدہ، لہٰذا ہم میں سے ایک جماعت اُن کے پاس جائے اور اس امر کو اُن سے دریافت کرے جو یہ شخص اُن کی جانب سے لایا ہے، اگر یہ سچا ہوا تو ہم اُس کی مدد کریں گے اور اُس کے کام میں اس کی اعانت کریں گے۔

اُن کی ایک جماعت روانہ ہوئی، وہ لوگ ابن الحنفیہ سے مکے میں ملے اور انھیں مختار کا معاملہ اور جس کی اُس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بتایا، اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ بھی جس طرح تم دیکھتے ہو خیال کرتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ ناحق کسی مومن کے قتل کے ذریعے سے مجھے سلطنت دنیا حاصل ہو، مجھے یہ پسند ہے

کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہمارا مددگار بنا دے لہٰذا تم کذابین سے بچو اور اپنی جانوں اور اپنے دین کا خیال کرو، اس بات پر وہ لوگ واپس ہوئے۔
مختار نے محمد ابن الحنفیہ کی جانب سے ایک خط ابراہیم بن الاشتر کے نام لکھ لیا، اُن کے پاس آیا اور ملنے کی اجازت چاہی، کہا گیا کہ مختار، آل محمدؐ کا امین اور اُن کا قاصد آیا ہے، اُنھوں نے اُسے اجازت دی، دعا دی اور مرحبا کہا، اُسے فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا،
مختار نے گفتگو کی، وہ باتونی تھا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر کہا کہ تم لوگ وہ اہل بیت ہو کہ اللہ نے آل محمدؐ کی مدد کا تم کو شرف دیا ہے، اُن کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ تمھیں بھی معلوم ہے، وہ لوگ محروم کر دیے گئے، اُن کا حق اُن سے روکا گیا اور وہ اُس حالت تک پہنچ گئے جو تم نے دیکھی، مہدی (ابن الحنفیہ) نے تمھارے نام ایک خط لکھا ہے، یہ لوگ اس پر گواہ ہیں۔
یزید بن انس الاسدی اور احمر بن شُمَیط البجلی اور عبد اللہ بن کامل الشاکری اور ابو عمرہ کیسان مولائے بجیلہ نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ یہ اُن کا خط ہے، جس وقت یہ خط اُنھوں نے اس کو دیا تھا تو ہم لوگ موجود تھے۔
ابراہیم نے اُسے لے کے پڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس کو قبول کرتا ہے، ہمیں تمھاری طاعت اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا تمھیں جو مناسب معلوم ہو کہو اور جس چیز کی طرف چاہو دعوت دو، ابراہیم ہر روز سوار ہو کے اُس کے پاس آتے، اُس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کئے، ۷۳
ابن الزبیر کو بھی خبر پہنچی تو انھیں محمد ابن الحنفیہ سے تعجب ہوا،
مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اُس کے پیرو بڑھنے لگے، وہ قاتلان حسینؓ اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے اُنھیں تہ تیغ کرنے لگا، اسی لیے ابراہیم بن الاشتر کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا چنانچہ اُنھوں نے اُسے قتل کر دیا اور اُس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا، مختار اُس کے پاس گیا، پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کے

محمد ابن الحنفیہ اور علی بن الحسینؓ اور بقیۂ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔

علی بن الحسینؓ نے عبید اللہ کا سر دیکھا تو حسینؓ پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسینؓ کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا، ہمارے پاس بھی عبید اللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں، بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثناء میں خطبہ نہ پڑھا ہو، دعا نہ کی ہو اور اس کے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں، حالانکہ ابن الحنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اُس کی طرف سے اُنھیں معلوم ہوتا اُسے ناپسند کرتے، اُس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے، ابن عباس کہتے کہ اُس نے ہمارا انتقام لے لیا، اُس نے ہمارے کینے کا بدلہ دے دیا، اس لئے ہمیں تنبیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا، وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن علی المہدی کے لئے خط لکھا۔

مختار بن ابی عبید کی جانب سے جو آل محمدؐ کے انتقام کا طالب ہے، اما بعد، اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا تاوقتیکہ اُن کے ساتھ انصاف نہیں کر لیتا، اللہ تعالیٰ نے فاسقین کو اور فاسقین کی جماعتوں کو ہلاک کر دیا کچھ باقی رہ گئے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے آخر کو بھی ان کے اول سے ملا دے گا۔

حسین بن الحسن بن عطیہ العوفی نے اپنے باپ دادا وغیرہم سے روایت کی کہ جب مدینے میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خبر مرگ آئی تو اُس زمانے میں حسینؓ بن علیؓ اور محمد بن الحنفیہ اور ابن الزبیر وہیں تھے، ابن عباس مکے میں تھے، حسینؓ اور ابن الزبیر مکے روانہ ہو گئے، ابن الحنفیہ مدینے میں مقیم رہے، انھوں نے مسرف کے لشکر کی نزدیکی اور ایام حرہ کا حال سنا تو انھوں نے بھی مکے کی جانب کوچ کیا اور وہ بھی ابن عباسؓ کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

یزید بن معاویہ کی جب خبر مرگ آئی اور ابن الزبیر نے اپنے لئے بیعت لی اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو انھوں نے ابن عباسؓ اور محمد ابن الحنفیہ کو بھی اپنی بیعت کی دعوت دی، مگر ان دونوں نے ان کی بیعت

سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت تک کہ تمہارے لئے شہر جمع ہو جائیں اور
لوگ تمہارے لئے منتظم ہو جائیں ہم بیعت نہیں کریں گے۔ یہ دونوں جب تک
کہ ہو سکا اسی حالت پر قائم رہے۔

ابن الزبیر کبھی ان دونوں سے ہنسی میں کہتے کبھی وہ ان دونوں سے
نرمی کرتے اور کبھی غصہ ظاہر کرتے تھے، پھر انھوں نے ان دونوں پر سختی کی،
ان لوگوں کے درمیان سخت کلامی اور جھگڑا ہوا، معاملہ شدت پکڑ تا گیا یہاں تک
کہ ان دونوں کو ان سے سخت خوف پیدا ہوا، ان دونوں کے ہمراہ عورتیں اور
بچے بھی تھے۔

ابن الزبیر نے ان لوگوں کی ہمسائیگی میں برائی کی، ان کا ۴۷
محاصرہ کر لیا اور انھیں ایذا دی محمد ابن الحنفیہ کا قصد کیا، ان کی دشنام دہی ظاہر
کی اور ان کو عیب لگائے، انھیں اور بنی ہاشم کو مکے میں اپنے شعب میں رہنے
کا حکم دیا اور ان پر نگران مقرر کر دیئے جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے اس میں یہ بھی
تھا کہ یا تو تم لوگ ضرور ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے
جلا دوں گا جس سے ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہوا۔

ابو عامر سُلیم نے کہا کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو زمزم میں اس طرح قید دیکھا
کہ لوگوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی، میں نے کہا کہ واللہ میں ضرور
ان کے پاس جاؤں گا، میں داخل ہوا تو پوچھا کہ آپ کا اور اس شخص (ابن الزبیرؓ)
کا کیا حال ہے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ انھوں نے مجھے بیعت کی دعوت دی تو میں نے
کہا کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں، جب وہ لوگ تم پر متفق ہو جائیں گے تو میں
بھی مثل ایک مسلمان کے ہوں گا، مگر وہ مجھ سے اس امر پر راضی نہیں ہوئے،
تم ابن عباسؓ کے پاس جاؤ، انھیں میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ تمہاری کیا
رائے ہے۔

سُلیم نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کے پاس گیا جن کی بصارت جا چکی تھی،
انھوں نے کہا کہ تم کون ہو، میں نے کہا کہ ایک انصاری ہوں، انھوں نے کہا کہ

دشمن سے زیادہ سخت ہیں، انہیں نے
بہت سے انصار ایسے ہیں جو ہم پر ہمارے
کہا کہ آپ خوف نہ کیجئے میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو بالکل آپ ہی کے ہیں،
اُنھوں نے کہا کہ پھر بیان کروں میں نے انھیں ابن الحنفیہ کے قول سے آگاہ کیا،
جواب دیا، میرے بھتیجے سے کہو کہ ابن الزبیر کی اطاعت نہ کریں، اور خوشی سے اُن
کے فرماں بردار نہ بنیں، سوائے اس کے اس پر کچھ اضافہ نہ کرنا۔
ہیں ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور جو کچھ ابن عباسؓ نے کہا تھا وہ انھیں پہنچایا،
ابن الحنفیہ نے کوفے آنے کا قصد کیا، مختار کو معلوم ہوا تو اس پر اُن کی تشریف آوری
شاق گزری، اُس نے کہا کہ مہدی میں ایک علامت ہے کہ وہ تمھارے اس
شہر میں آئیں گے ایک شخص انھیں بازار میں تلوار مارے گا جو نہ انھیں نقصان
پہنچائے گی اور نہ کاٹے گی، ابن الحنفیہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ مقیم رہے
احباب نے اُن سے کہا کہ اگر آپ کوفے میں اپنے شیعوں کے پاس
قاصد بھیجتے اور انھیں اُس حال سے آگاہ کر دیتے جس میں آپ لوگ ہیں تو بہتر
ہوتا، اُنھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو اپنے شیعوں کے پاس کوفے بھیجا
وہ اُن لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس جماعت (بنی ہاشم) پر ابن الزبیر
سے بے خوف نہیں ہوں، اور اُن لوگوں کو اُن کے اُس خوف کی اطلاع دی جس
میں وہ مبتلا تھے۔
مختار نے مکے کے لئے ایک لشکر طیار کیا، اس نے اُن میں سے چار ہزار
آدمیوں کو نامزد کیا، ابو عبداللہ الجدلی کو اُن لوگوں پر امیر بنایا اور اُن سے کہا
کہ جاؤ اگر تم بنی ہاشم کو زندہ پانا تو تم اور تمھارے ساتھی اُن کے قوت بازو
بنجانا اور اُس بات کو جاری کرنا جس کا وہ لوگ تمھیں حکم دیں، اور اگر تمھیں معلوم
ہو کہ ابن الزبیر نے اُن لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو تم اہل مکہ سے مقابلہ کرنا تا آنکہ
ابن الزبیر تک پہنچو، اور آل زبیر کا ایک رواں اور ایک ناخن بھی نہ چھوڑنا
اس نے مزید کہا کہ اے اللہ کے لشکر، اللہ نے تمھیں اس روانگی سے شرف
بخشا ہے اور اس طریقے سے تم لوگوں کے لئے دس عمرہ اور دس حج کا ثواب ہے
یہ قوم اپنے ساتھ ہتیار لے کے روانہ ہوئی یہاں تک کہ وہ لوگ مکے

میں اُترے، ایک مخبر آیا کہ جلدی کرو، مجھے تم لوگ اس حالت میں دکھائی دیتے ہو کہ شاید اُن لوگوں کو پا جاؤ، لوگوں نے کہا کہ اے طاقت رکھنے والو جلدی کرو، اُن میں سے آٹھ سو آدمی منتخب کئے گئے جن کا رئیس عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی تھا، یہ لوگ مکے میں داخل ہوئے، اُنھوں نے ایسی تکبیر کہی کہ ابن الزبیر نے سنی تو بھاگ کر دار الندوہ میں گھس گئے، اور کہا جاتا ہے کہ کعبے کے پردوں میں لٹک گئے اور کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگنے والا ہوں۔

عطیہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ ابن عباسؓ اور ابن الحنفیہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو مکانوں میں تھے، اطراف جلانے کی
لکڑیاں دیوار کی چوٹی تک بلند جمع کر دی گئی تھیں، اگر اُن میں آگ لگ جاتی ۷۵
تو تا وقتیکہ قیامت قائم ہوتی اُن لوگوں میں سے کوئی نظر نہ آتا، ہم نے لکڑیاں اور ایندھن کو دروازوں سے ہٹایا، علی بن عبد اللہ بن عباسؓ نے جو اُس زمانے میں بالغ تھے عجلت کی اور نکلنے کے ارادے سے لکڑیوں ہی میں بھاگے تو اُن کی پنڈلیوں سے خون نکل آیا۔

ابن الزبیر کے ساتھی سامنے آئے، ہم اور وہ لوگ دن بھر مسجد میں صف بستہ رہے، سوائے نماز کے اور کسی امر کے لئے واپس نہ جاتے، یہاں تک کہ صبح ہوئی اور ابو عبد اللہ الجدلی لوگوں کے ہمراہ آئے، ہم نے ابن عباسؓ اور ابن الحنفیہ سے کہا کہ آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیجئے تو ہم ابن الزبیر سے لوگوں کو راحت دے دیں (یعنی ابن الزبیر کو قتل کر دیں)۔

دونوں نے کہا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے محترم بنایا ہے، اُس نے اُسے کسی کے لئے حلال نہیں کیا ہے (کہ اُس میں خونریزی کرے) سوائے اپنے نبی علیہ السلام کے واسطے وہ بھی ایک ساعت کے لیے، آپ سے پہلے اس نے اُسے کسی کے لئے حلال کیا اور نہ آپ کے بعد وہ اُسے کسی کے لئے حلال کرے گا، بس تم لوگ ہماری حفاظت کرو اور ہمیں پناہ دو۔

عطیہ نے کہا کہ ان لوگوں نے کوچ کیا تو ایک منادی پہاڑ پر ندا دیتا تھا کہ اپنے نبیؐ کے بعد کسی لشکر کو غنیمت نہیں ملی، اس لشکر کو بھی غنیمت نہیں

ملی، لشکر تو سونا چاندی غنیمت میں پاتے ہیں مگر تم لوگوں نے ہمارے خون غنیمت میں پائے لشکر والے بنی ہاشم کو لے گئے، اُن کو منیٰ میں اُتارا جب تک اللہ نے اُن لوگوں کا وہاں قیام چاہا مقیم رہے، پھر وہ لوگ طائف روانہ ہوگئے اور وہاں مقیم رہے جب تک کہ رہ سکے، عبد اللہ بن عباسؓ کی وفات طائف میں ۶۸ھ میں ہوئی، محمد ابن الحنفیہ نے اُن پر نماز پڑھی۔ اور ہم لوگ ابن الحنفیہ کے ساتھ باقی رہے۔

حج کا زمانہ ہوا تو ابن الزبیر نے مکے سے حج کیا اپنے ساتھیوں کو لے کے عرفات پہنچے۔

ابن الحنفیہ طائف سے اپنے طرفداروں کے ہمراہ پہنچے اور عرفات میں وقوف کیا۔

نجدہ بن عامر الحنفی بھی اپنے خارجی ساتھیوں کو لے کے اسی سال آیا، اُس نے بھی ایک کنارے وقوف کیا۔

بنی امیہ نے ایک جھنڈے پر حج کیا، اُن لوگوں نے بھی عرفات میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وقوف کیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال (۶۸ھ میں) چار جھنڈوں نے عرفات میں وقوف کیا۔ محمد ابن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھنڈے پر تھے جنھوں نے جبل المشاۃ کے پاس قیام کیا تھا، ابن الزبیر نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کیا جن کے ساتھ جھنڈا تھا، انھوں نے اُس زمانے کے مقام امام میں قیام کیا، محمد ابن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کو آگے لے گئے یہاں تک کہ اُنھوں نے ابن الزبیر کے مقابل قیام کیا اور نجدۃ الحروری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچا، اُس کے ہمراہ بھی ایک جھنڈا تھا، اُس نے ان دونوں کے پیچھے وقوف کیا، بنی امیہ بھی پہنچے اور اُن کے ساتھ بھی جھنڈا تھا، اُنھوں نے اُن دونوں کے بائیں جانب وقوف کیا، سب سے پہلا جھنڈا جو لہرا رہا تھا وہ محمد ابن الحنفیہ کا تھا، پھر نجدہ نے اُن کی پیروی کی، اس کے بعد بنی امیہ کا جھنڈا تھا اور آخر کو ابن الزبیر کا جھنڈا

تھا، اور لوگ اُن کے پیرو تھے۔

عبداللہ بن نافع۔ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُس شب کو ابن الزبیر ابن عمرؓ کے لوٹنے کے بعد ہی پلٹے، جب ابن الزبیر نے تاخیر کی اور ابن الحنفیہ اور نجدہ اور بنی امیہ گزر چکے تو ابن عمرؓ نے کہا کہ کیا ابن الزبیر امر جاہلیت کے منتظر ہیں، وہ روانہ ہوگئے تو اُن کے پیچھے ابن الزبیر بھی روانہ ہوئے۔

۷۶ مخرمہ بن سلیمان۔ سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں عرفات سے واپس ہوا جب آفتاب غروب ہوگیا اور یہی سنت ہے (کہ غروب کے بعد تاخیر نہ کی جائے) پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کہتے تھے محمدؐ نے عجلت کی محمد نے عجلت کی، نہ معلوم کہ ابن الزبیر نے واپسی عرفات میں تاخیر کس سے اختیار کی۔

سعید بن محمد بن جُبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال ابن الزبیر نے حج کو قایم کیا (یعنی وہی منتظم و امام تھے)۔ اور اسی سال محمد ابن الحنفیہ نے بھی الخشبیہ کے چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ حج کیا، وہ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں اُترے۔

ثُوَیر سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں دیکھا۔

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے فتنے کا اندیشہ ہوا تو میں اُنھی کے پاس (یعنی محمد ابن الحنفیہ اور ابن الزبیر اور نجدہ اور بنی امیہ کے پاس) گیا، پہلے محمد ابن الحنفیہ کے پاس آیا وہ شعب (گھاٹی) میں تھے، میں نے کہا، اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو، ہم لوگ مشعر حرام (مزدلفہ) اور بلد حرام (حرم محترم) میں ہیں، لوگ اس بیت اللہ کی جانب وفد الٰہی ہیں۔ لہٰذا اُن کے حج میں فساد نہ کرو۔

اُنھوں نے کہا کہ واللہ میرا اس کا ارادہ نہیں ہے، نہ میں بیت اللہ سے اور کسی شخص کے درمیان حائل ہوں گا اور نہ کوئی حاجی میری جانب سے لایا جائے گا، البتہ میں ابن الزبیر سے اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے اپنی جان بچاؤں گا اور اس امر خلافت میں صرف اس کا طالب ہوں کہ مجھ پر

دو شخص اختلاف نہ کریں (کہ ایک کہے میں خلیفہ ہوں دوسرا کہے میں خلیفہ ہوں اور پھر شر و خونریزی ہو)، تم مجھ سے مطمئن رہو، البتہ ابن الزبیر کے پاس جاؤ اور اُن سے گفتگو کرو، تم نجدہ سے بھی ضرور ملو اور اس سے بھی گفتگو کرو۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ پھر میں ابن الزبیر کے پاس آیا، اُن سے اسی طرح کی گفتگو کی جس طرح کی ابن الحنفیہ سے کی تھی، اُنھوں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ پر اتفاق کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے، یہ لوگ (یعنی بنی ہاشم) مخالف ہیں، میں نے کہا کہ آپ کے لئے خونریزی سے رُکنا ہی بہتر ہے اُنھوں نے کہا کہ میں یہی کروں گا۔

پھر میں نجدۃ الحروری کے پاس آیا، انھیں اُن کے ہمراہیوں میں پایا، میں نے عکرمہ غلام ابن عباسؓ کو بھی انھیں کے پاس دیکھا، عکرمہ سے کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جانے کی میرے لئے اجازت مانگو، وہ اندر گئے، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اجازت مل گئی میں داخل ہوا اور اُن پر معاملے کی عظمت ظاہر کی، اُن سے بھی وہی بیان کیا جو اُن دونوں شخصوں سے کہا تھا، اُنھوں نے کہا کہ یہ امر کہ میں خود کسی سے قتال شروع کروں تو ایسا نہیں ہوگا البتہ جو شخص ہم سے قتال شروع کرے گا ہم بھی اس سے قتال کریں گے، میں نے کہا کہ میں نے اُن دونوں شخصوں کو دیکھا ہے، وہ آپ سے قتال کرنا نہیں چاہتے۔

اس کے بعد میں بنی امیہ کے گروہ میں آیا، اُن لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی جیسی کہ اس جماعت سے کی تھی، اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے جھنڈے پر ہیں، ہم کسی سے قتال نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ کوئی ہم سے قتال کرے، اُن جھنڈوں میں میں نے واپس ہونے میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں سے زیادہ سلیم اور زیادہ ساکن کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس شب کو محمد ابن الحنفیہ کے پہلو میں وقوف کیا تھا، جب آفتاب غائب ہو گیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو سعید واپس چلو، وہ واپس ہوئے اور اُن کے ساتھ میں بھی واپس ہوا،

وہ سب سے پہلے واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں کو تلبیہ کہتے دیکھا، ابن الزبیر اور اُن کے ساتھیوں کو بھی میں نے دور سے دیکھا تو وہ لوگ آفتاب ڈھلنے تک تلبیہ کہتے رہے پھر بند کردیا، ایسا ہی بنی امیہ نے بھی کیا، لیکن نجدہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا (یعنی عرفات سے منیٰ تک)۔

ابوالعُریان المجاشعی سے مروی ہے کہ ہمیں مختار نے دو ہزار سواروں کے ساتھ محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا، ہم لوگ اُنھیں کے پاس تھے، ابن عباس مختار کا ذکر کرتے، کہتے کہ اُنھوں نے ہمارا انتقام لے لیا، ہمارے قرض ادا کردیے اور ہمیں خرچ دیا۔

محمد ابن الحنفیہ مختار کے بارے میں کچھ نہ کہتے، نہ نیک نہ بد، محمد کو معلوم ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے پاس کچھ (مخفی و سینہ بہ سینہ) علم ہے، وہ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز (یعنی علم مخفی وغیرہ) کے وارث نہیں ہوئے، سوائے اس کے کہ جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) پھر انھوں نے کہا کہ اے اللہ میں اس طرح اُترا دوں کہ یہ صحیفہ میری تلوار کے قبضے میں ہو، میں نے پوچھا کہ صحیفے میں کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ (یہ مضمون ہے کہ) جو شخص کوئی نئی بات کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو (یعنی بدعت کو یا بدعتی کو) پناہ دے (تو اُسے یہ یہ عذاب ہوگا وغیرہ)۔

ولید الرّماح سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن علیؓ مکے سے نکال دیے گئے تو شعب علیؓ میں اُترے، ہم لوگ کوفے سے روانہ ہوئے کہ اُن کے پاس آئیں، ہم ابن عباسؓ سے ملے، ابن عباسؓ بھی شعب میں اُن کے ہمراہ تھے، اُنھوں نے ہم سے کہا کہ اپنے ہتیار اکٹھا کرلو اور عمرہ کا احرام باندھو، پھر بیت اللہ میں داخل ہو اور اُس کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرو۔

وردان سے مروی ہے کہ میں بھی اُس مختصر جماعت میں تھا جو محمد بن علیؓ

کی طرف (جانے کے لئے) نامزد کی گئی تھی، ابن الزبیر نے اُن کو تاوقتیکہ وہ اُن سے بیعت نہ کریں مکے میں داخل ہونے سے منع کردیا تھا اور اُنھوں نے بیعت کرنے سے انکار کردیا تھا، ہم لوگ اُن کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے اہل شام (کے پاس جانے) کا قصد کیا تھا، عبدالملک بن مروان نے تاوقتیکہ وہ اُس سے بیعت نہ کریں اُنھیں شام میں داخل ہونے سے روکا ہم لوگ جہاں گئے اُنھیں کے ساتھ گئے، اگر وہ ہمیں قتال کا حکم دیتے تو ہم لوگ ان کی ہمراہی میں ضرور قتال کرتے، اُنھوں نے ایک روز ہمیں جمع کیا اور ہم میں کوئی چیز تقسیم کی جو قلیل تھی، اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ اپنے کجاووں ہی میں رہو اور اللہ سے ڈرو، اُس چیز کو اختیار کرو جسے تم نیکی سمجھتے ہو اور اُسے ترک کرو جسے تم بدی سمجھتے ہو، تمھیں صرف اپنے آپ ہی کو امر معروف ونہی منکر کرنا چاہئے، تمھیں اور لوگوں کا معاملہ ترک کرنا چاہئے، ہمارے امر کے منتظر رہو جیسا کہ آسمان وزمین منتظر ہیں کیونکہ ہمارا امر جب آئے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے روشن آفتاب۔

لوگوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید سنہ ۶۸ھ میں مقتول ہوا، سنہ ۶۹ھ شروع ہوا تو عبداللہ بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کو محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا کہ امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں کبھی آپ کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ آپ مجھ سے بیعت نہ کریں، ورنہ میں آپ کو دوبارہ قید کردوں گا اللہ نے اُس کذاب کو قتل کردیا ہے جس کی مدد کا آپ دعوی کرتے تھے دونوں عراق والوں نے مجھ پر اتفاق کرلیا ہے، لہذا مجھ سے بیعت کرلیجئے ورنہ اگر آپ بیعت سے رُکے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان
جنگ ہے۔ ۷۸

ابن الحنفیہ نے عروہ سے کہا کہ تمھارے بھائی کو قطع رحم اور توہین حق کی طرف کس چیز نے مائل کردیا اور اُنھیں عذاب الہی کی تعجیل سے جس کی بقا اور ہمیشگی میں تمھارے بھائی کو بھی شک نہیں کس نے غافل کردیا ورنہ وہ تو مجھ سے زیادہ مختار اور اُس کی ہدایت کے مداح تھے، واللہ میں نے

مختار کو داعی یا ناصر بنا کے نہیں بھیجا، مختار جس قدر زیادہ اُن سے جدا تھا اُس سے زیادہ ہم سے جدا تھا، اگر وہ کذاب تھا تو زمانۂ دراز تک باوجود اُس کے کذب کے انھوں نے اُسے مقرب بنایا اور اگر وہ اس کے علاوہ تھا تو وہ اُسے زیادہ جانتے ہیں، میرے پاس اُس کے خلاف (علم) نہیں ہے، اور اگر خلاف بھی ہو تو میں نے اُس کے پڑوس میں قیام نہیں کیا، میں اُس شخص کے پاس گیا جو مجھے دعوت دیتا تھا میں نے اس امر کے بارے میں اس سے بھی انکار کیا لیکن اس جگہ واللہ تمھارے بھائی کا ایک ساتھی ہے جو وہی چاہتا ہے جو تمھارے بھائی چاہتے ہیں، دونوں دنیا پر قتال کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے لشکر کو گویا تم بھی دیکھ رہے ہو کہ تمھارے بھائی کی گردن کو گھیرے ہوئے ہے، میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ عبدالملک کا پڑوس میرے لئے تمھارے بھائی کے پڑوس سے زیادہ بہتر ہے، اُس نے مجھے خط لکھ کر جو کچھ اس کے پاس ہے میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عروہ نے کہا کہ پھر آپ کو اس سے کون امر مانع ہے، انھوں نے کہا کہ میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں، یہی تمھارے ساتھی کو (یعنی بھائی کو) زیادہ پسند ہے (کہ میں عبدالملک کے پاس چلا جاؤں)، عروہ نے کہا کہ یہ میں اُن سے بیان کروں گا، محمد ابن الحنفیہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری بات مانتے تو ہم عروہ کی گردن مار دیتے، ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں کس بناء پر اُن کی گردن ماردوں، وہ تو ہمارے پاس اپنے بھائی کا پیام لے کے آئے، ہمارے پاس قیام کیا، ہمارے اور اُن کے درمیان گفتگو ہوئی پھر ہم نے انھیں اُن کے بھائی کے پاس واپس کر دیا، جو بات تم نے کہی وہ غدر (بدعہدی) ہے اور غدر میں خیر نہیں جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ میں کرتا تو مکے میں قتال ہوتا، حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تمام لوگ مجھ پر متفق ہو جائیں سوائے ایک انسان کے تو میں اُس ایک انسان سے بھی قتال نہ کروں گا۔

عروہ واپس ہوئے، محمد ابن الحنفیہ نے اُن سے جو کہا تھا اس کی ابن الزبیر کو خبر دی، اور کہا کہ واللہ میری رائے نہیں ہے کہ آپ اُن سے مداخلت کیجئے آپ انھیں چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں اور اپنی صورت چھپائیں پھر عبدالملک اُن کا امام ہوگا جو انھیں شام میں لے جا کے تاوقتیکہ وہ اُس سے بیعت نہ کریں انھیں نہ چھوڑے گا، اور ابن الحنفیہ تاوقتیکہ اُس پر سب لوگ اتفاق نہ کریں اُس سے کبھی بیعت نہ کریں گے۔ پھر اگر وہ اُس کے پاس چلے گئے تو وہ اُن سے آپ کو کفایت کرے گا کہ یا تو وہ انھیں قید کرے گا یا قتل کرے گا اور آپ اس سے بری ہو جائیں گے، ابن الزبیر کا غصہ فرو ہو گیا۔

ابوالطفیل نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کا ایک خط قاصد لے کے آیا اور شعب میں داخل ہوا، محمد ابن الحنفیہ نے وہ خط پڑھا، اُنھوں نے ایسا خط پڑھا کہ اگر عبدالملک وہ خط اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لکھتا تو اپنی مہربانیوں پر اضافہ نہ کرتا (جو اُس نے اس میں ظاہر کی تھیں)۔ اُس میں یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن الزبیر نے آپ پر تنگی کی ہے، آپ کے تعلق قرابت کو قطع کیا ہے اور آپ کے حق کی توہین کی ہے تاکہ آپ اُن سے بیعت کریں، آپ نے اپنے دین اور اپنی جان کی طرف نظر کی ہے، آپ نے جو کچھ کیا اُسے خوب سمجھ کر کیا ہے یہ ملک شام حاضر ہے، آپ اُس میں جہاں چاہئے اُتریے، ہم لوگ آپ کا اکرام کرنے والے اور آپ کے تعلق قرابت کی وجہ سے آپ کے ساتھ احسان کرنے والے اور آپ کا حق پہچاننے والے ہیں۔

ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ صورت ہے جس کی طرف ہم روانہ ہوں گے، وہ روانہ ہوئے ہم بھی اُن کے ساتھ چلے ان کے ہمراہ (قبیلہ عزہ کے بہت سے لوگ تھے جو یہ شعر پڑھتے تھے۔

انت امام الحق لسنا نمتری ❊ انت الذی نرضی به ونرتجی

ہمیں کچھ شک نہیں کہ آپ امام حق ہیں۔ آپ ہی وہ ہیں جس سے ہم لوگ راضی ہیں اور جس کے ذریعے سے

ہم (نجات کی) امید کرتے ہیں۔

۷۹ انت ابن خیر الناس من بعد النبی ❊ یا ابن علی سر ومن مثل علی

آپ اُن کے فرزند ہیں جو نبیؐ کے بعد سب سے بہتر تھے۔ اے فرزند علیؑ آپ جائیے۔ اور علیؑ کے مثل کون ہے۔

حتیٰ تحل ارض کلب وبلی ❊ (یہاں تک کہ آپ قبیلۂ کلب وبلی کی زمین میں اتریے)

ابو الطفیل نے کہا کہ ہم لوگ روانہ ہوئے، ایلہ میں اُترے تو ہمارے ساتھ اُن لوگوں نے ہمسائگی کا اچھا برتاؤ کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ اسی طرح کی ہمسائگی کی، اُن لوگوں نے ابو القاسم (ابن الحنفیہ) سے نہایت محبت کی اُن کی اور اُن کے ساتھیوں کی تعظیم کی، ہم نے نیکی کی تاکید کی اور بدی سے روکا کہ نہ ہمارے قریب اور نہ ہمارے سامنے کسی پر ظلم کیا جائے۔

عبد الملک کو معلوم ہوا تو اُس پر یہ شاق گزرا اُس نے قبیصہ بن ذؤیب اور روح بن زنباع سے کہ دونوں اُس کے خاص لوگوں میں سے تھے اُن کا ذکر کیا، اُنھوں نے کہا کہ تاوقتیکہ وہ تم سے بیعت نہ کرلیں یا تم انھیں حجاز واپس نہ کردو ہم اُنھیں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ تمھارے قریب قیام کریں ان کی جو خصلت ہے وہ ہے۔

عبد الملک نے اُنھیں لکھا کہ آپ میرے ملک میں آئیے اور اس کے ایک کنارے اُتر ئیے، میرے اور ابن الزبیر کے درمیان یہی جنگ ہے۔ جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے، آپ کا مرتبہ وعزت ہے، میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ بغیر مجھ سے بیعت کئے میری سلطنت میں قیام نہ کریں، اگر آپ مجھ سے بیعت کرلیں تو آپ وہ کشتیاں لے لیجئے جو قلزم سے ہمارے پاس آئی ہیں وہ سو کشتیاں ہیں، وہ اور جو اُن میں ہے آپ ہی کا ہے آپ کے لئے بیس لاکھ درم ہیں جن میں سے پانچ لاکھ فوراً آپ کو دیدوں گا اور پندرہ لاکھ اس کے ساتھ ہی دیدوں گا جب آپ اپنے اور اپنی اولاد کے اور اپنے قرابت داروں کے اور اپنے موالی کے اور اپنے ہمراہیوں کے فرض کا

ارادہ کریں گے، اگر آپ انکار کریں تو میرے ملک سے کسی ایسے مقام میں منتقل ہو جائیے جہاں میری سلطنت نہو۔

محمد بن علی نے اُسے لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد بن علی کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو، سلام علیک، میں تجھ سے اُس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد، زمانہ دراز سے تمھیں اس امر میں میری رائے معلوم ہے، میں اُسے کسی سے چھپاتا نہیں ہوں، واللہ اگر یہ امت مجھ پر اتفاق کر لے سوائے اہل الزرقاء کے تو میں کبھی اُن سے قتال نہ کروں گا اور نہ میں اُنھیں علیحدہ کر دوں گا تاوقتیکہ وہ متفق نہ ہوں،

جو کچھ مدینے میں ہوا اُس سے بھاگ کر میں مکے میں اُترا، اور ابن الزبیر کا پڑوس اختیار کیا، اُنھوں نے میری ہمسایگی میں بدی کی اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں اُن سے بیعت کروں، میں نے اس سے انکار کیا تاوقتیکہ لوگ تم پر یا اُن پر متفق نہ ہوں، اس صورت میں میں بھی اُس میں داخل ہو جاؤں گا جس میں لوگ داخل ہوں گے اور میں بھی اُنھیں میں سے ایک شخص ہو جاؤں گا۔

تم نے مجھے خط لکھ کر اپنے پاس بلایا میں آیا اور تمھارے جوار میں ایک کنارے اُترا، واللہ میرے پاس مخالفت نہیں، میرے ساتھ میرے ہمراہی تھے ہم نے کہا کہ رخیصہ الاسعار کی بستی (ہمارے لئے زیادہ مناسب ہے) ہم تمھاری ہمسایگی کے بھی قریب ہوں گے اور تمھاری مہربانی کو بھی حاصل کریں گے، پھر تم نے جو کچھ لکھا وہ لکھا، انشاءاللہ ہم تمھارے پاس سے واپس جائیں گے۔

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے ساتھ تھا ہم لوگ ابن عباس کی وفات کے چالیس دن گزرنے کے بعد طائف سے ایلہ روانہ ہو گئے، عبدالملک نے اُنھیں ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ وہ اور اُن کے ساتھی اُس کے ملک میں داخل ہوں یہاں تک کہ لوگ کسی ایک شخص پر مصالحت کر لیں، ۸۰
جب لوگ کسی شخص پر اللہ کے عہد و میثاق کے مطابق صلح کر لیں گے تو اُنھیں

عبد الملک لکھ دے گا۔

محمد شام میں آگئے تو عبد الملک نے اُن سے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ مجھ سے بیعت کیجئے یا میرے ملک سے نکل جائیے، اُس زمانے میں ہم لوگ سات ہزار آدمی تھے، محمد نے اُس کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ملک سے نکل جاؤں گا مگر اس شرط پر کہ میرے ساتھیوں کو امن دیا جائے اُس نے منظور کر لیا،

محمد کھڑے ہوئے، انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا کہ اللہ تمام امور کا مالک و حاکم ہے اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، ہر آنے والی چیز قریب ہے، نزول امر سے پہلے ہی تم نے اُس کے ساتھ عجلت کی۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی پشت پر وہ لوگ ہیں جو آل محمدؐ سے قتال کریں گے، آل محمدؐ کا امر اہل شرک پر پوشیدہ نہیں ہے، آل محمدؐ کا امر تاخیر میں ڈالدیا گیا ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ وہ امر تم میں ضرور ضرور پلٹے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا، سب تعریفیں اُسی اللہ کے لئے ہیں جس نے تمھارے خونوں کی حفاظت کی اور تمھارے دین کی حفاظت کی، تم میں سے جو یہ چاہے کہ امن و حفاظت کے ساتھ اپنے جائے پناہ اور اپنے شہر مکے میں آئے تو وہ انتظام کرے،

اُن کے ساتھ سات ہزار میں سے نو سو آدمی رہ گئے، انھوں نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی حرم کے اونٹ کو ہار پہنایا کہ معلوم ہو یہ حرم میں ذبح کرنے کے لئے ہے، پھر ہم لوگوں نے بیت اللہ کا قصد کیا۔

ہم لوگوں نے حرم میں داخل ہونے کا قصد کیا تو ہمیں ابن الزبیر کا لشکر ملا، اس نے ہمیں داخل ہونے سے روکا، محمد نے کہلا بھیجا کہ میں اس طرح آیا ہوں کہ تم سے قتال کا ارادہ نہیں ہے اور اسی طرح واپس ہوں گا کہ قتال نہ کروں ہمیں چھوڑ دو کہ ہم داخل ہو کر اپنا نسک (عمرہ) ادا کر لیں پھر ہم تمھارے پاس سے

چلے جائیں گے، مگر انھوں نے انکار کیا، حالانکہ ہمارے ہمراہ قربانی کے اونٹ بھی تھے جن کو ہم نے ہار پہنا دیئے تھے۔

ہم لوگ مدینے واپس چلے گئے، حجاج (بن یوسف) آیا اس نے ابن الزبیر کو قتل کیا پھر وہ بصرہ و کوفے چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو ہم لوگ گئے اور ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کیا، میں نے محمد بن علی کے بدن سے جوؤں کو جھڑتے دیکھا ہے، جب ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کر لیا تو مدینے واپس آ گئے محمد بن علی تین مہینے رہے پھر اُن کی وفات ہو گئی۔

اسماعیل بن مسلم الطائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک ابن مروان نے ایک خط لکھا (جس کا عنوان یہ تھا کہ) منجانب امیر المومنین عبدالملک بنام محمد بن علی، جب انھوں نے خط کا عنوان دیکھا تو کہا کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملعون اور آزاد کردہ لوگ منبروں پر ہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ ایسے امور ہیں جن کو قرار نہیں دیا جائے گا"

ابو الطفیل نے کہا کہ ہم لوگ واپسی کے لئے آمادہ ہوئے، انھوں نے موالی کو اور اہل کوفہ و بصرے کو جو اُن کے ہمراہ تھے واپسی کی اجازت دے دی وہ لوگ مدین سے واپس ہو گئے ہم لوگ مکہ آئے اور اُن کے ہمراہ منیٰ کے شعب (گھاٹی) میں اترے ہم لوگ دو یا تین رات بھی نہ ٹھیرے تھے کہ ابن الزبیر نے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ اس منزل سے آپ روانہ ہو جائیے اور وہاں ہمارے پڑوس میں نہ رہیے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ صبر کیجئے، آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا یہ بڑی بات نہیں ہے کہ اُس امر پر صبر نہ کیا جائے جس پر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں، یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے اس سے خلاصی کر دے،
۱۸ واللہ میں نے تلوار کا ارادہ نہیں کیا اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو ابن الزبیر میرے ساتھ ایسی بے فائدہ حرکت نہ کرتے، اگرچہ میں تنہا ہی ہوتا اور اُن کے ساتھ وہ سب جماعتیں ہوتیں جو اُن کے ساتھ ہیں، لیکن واللہ میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا میں دیکھتا ہوں کہ ابن الزبیر میری ہمسائیگی میں

برائی کرنے میں کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے پاس رہنا اچھا نہیں۔

وہ طائف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ یکم ذی القعدہ ۷۲ھ کو ابن الزبیر کے قتال کے لئے حجاج آیا، ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور انھیں ۱۷ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو قتل کر دیا، ابن الحنفیہ نے اُس سال طائف سے حج کیا، اپنے شعب (گھاٹی) واپس ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔

حسن بن علی بن محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی ۷۲ھ میں شعب میں داخل ہوئے تو ابن الزبیر قتل نہیں ہوئے تھے اور حجاج اُن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، حجاج نے ابن الحنفیہ سے کہلا بھیجا کہ عبد الملک سے بیعت کریں۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمھیں مکے میں میرا قیام اور طائف و شام جانا معلوم ہے، جو میری جانب سے انکار ہے کہ ابن الزبیر یا عبد الملک سے بیعت کروں تا وقتیکہ لوگ ان دونوں میں سے کسی ایک پر متفق نہ ہو جائیں، میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس مخالفت نہیں ہے،

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اُنھوں نے اختلاف کیا تو میں نے اُن سے علیحدگی اختیار کی کہ وہ متفق ہو جائیں، میں نے اللہ کے شہروں میں سے سب سے زیادہ محترم شہر کی پناہ لی جس میں پرندے تک کو امن ہے، ابن الزبیر نے میرے ہمسائگی میں بدی کی میں شام کی طرف منتقل ہو گیا، عبد الملک نے میرا قرب ناپسند کیا، میں حرم کی طرف منتقل ہوا، اگر ابن الزبیر مقتول ہو گئے اور لوگ عبد الملک پر متفق ہو گئے تو میں (عبد الملک کے لئے) تم سے بیعت کر لوں گا۔

حجاج نے اُن کی اس بات سے راضی ہونے سے انکار کیا تاوقتیکہ وہ عبد الملک کے لئے بیعت نہ کریں، ابن الحنفیہ نے اس سے انکار کیا اور حجاج نے انھیں اُس پر قایم رکھنے سے انکار کیا، محمد برابر اُسے جواب دیتے رہے یہاں تک کہ ابن الزبیر قتل کر دیئے گئے۔

سہل بن عبید بن عمرو الحارثی سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو مکے و مدینے بھیجا تو اُس سے کہا کہ تمھیں محمد ابن الحنفیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے حجاج آیا تو اس نے اُنھیں دھمکی دی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے زمانے کے کسی دن میں آپ پر قابو دے گا اور آپ پر اختیار دے دے گا اُس وقت میں یہ کروں گا اور یہ کروں گا اُنھوں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو جھوٹا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنے بعض لحظے عطا کر دے گا اور تجھے مجھ پر اختیار نہ دے گا اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا تو عبدالملک نے اسے شاہ روم کو لکھا شاہ روم نے اُسے لکھا کہ واللہ یہ بات نہ تمھارے خزانے کی ہے نہ تمھارے اہل بیت کے خزانے کی، بلکہ اہل بیت نبوت کے خزانے کی ہے۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ میرے والد نے حجاج سے بیعت ۸۲
نہیں کی، جب ابن الزبیر مقتول ہو گئے تو حجاج نے اُنھیں بلا بھیجا، آئے تو کہا کہ اللہ نے عدو اللہ کو قتل کر دیا، ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا، اُس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا، اُنھوں نے کہا، کیا تجھے معلوم نہیں، اُس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا، اُنھوں نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں اور ہر لحظے میں تین سو ساٹھ قضیے ہیں، امید ہے کہ وہ اپنے قضایا میں سے کسی ایک قضیے میں ہمیں تجھ سے کفایت کرے گا۔

اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا، عبدالملک کو اس خط سے بہت تعجب ہوا، اُس نے اس کے متعلق صاحب الروم کو لکھا، اس لئے کہ صاحب الروم نے اُسے دھمکی دی تھی کہ اُس کے مقابلے کو بہت سی فوج جمع کی ہے، عبدالملک نے یہ کلام صاحب الروم کو لکھا اور حجاج کو لکھا کہ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ محمد مخالف نہیں ہیں، وہ تمھارے پاس آئیں گے اور تم سے بیعت کریں گے، تم اُن کے ساتھ مہربانی کرنا۔

جب لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے اور ابن عمرؓ نے بھی بیعت کر لی تو

ابن عمرؓ نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب کچھ اختلاف باقی نہیں رہا لہذا بیعت کر لو، ابن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے عبدالملک امیرالمومنین کو محمد بن علی کی جانب سے، امابعد، میں نے جب امت کو دیکھا کہ اُس نے اختلاف کیا تو میں اُن سے علیحدہ ہوگیا، پھر جب یہ امر تمہارے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے تم سے بیعت کرلی تو میں بھی اُنھیں میں سے کسی ایک شخص کے مثل ہوگیا، میں بھی اُس نیک کام میں داخل ہوتا ہوں جس میں وہ لوگ داخل ہوئے، میں تم سے بیعت کرتا ہوں، تمہارے لئے حجاج سے بیعت کرلی اور تمھارے پاس اپنی بیعت بھیجدی، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اُنھوں نے تم پر اتفاق کرلیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں امن دو اور وفا، پر عہد و میثاق دو، کیونکہ عذر (بیوفائی و بدعہدی) میں کوئی خیر نہیں ہے، اور اگر تم انکار کرو تو اللہ کی زمین کشادہ ہے۔"

عبدالملک نے خط پڑھا تو قبیصہ بن ذؤیب اور روح بن زنباع نے کہا کہ تمھیں اُن سے اختلاف کی اب کوئی وجہ باقی نہیں رہی، اگر وہ باہم جنگ چاہتے تو ضرور اس پر قادر تھے، مگر اُنھوں نے تسلیم کرلیا اور بیعت کرلی لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ اُن کے لئے بھی عہد و میثاق و امان تحریر کردیجئے اور اُن کے ساتھیوں کے لئے بھی عہد لکھ دیجئے، اس نے یہی کیا۔

عبدالملک نے اُنھیں لکھا کہ "آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہمارے ساتھ آپ کی قرابت اور محبت ابن الزبیر سے زیادہ ہے آپ کے لئے عہد و میثاق ہے، اللہ کا ذمہ اور اُس کے رسول کا ذمہ ہے کہ نہ آپ کو نہ آپ کے ساتھیوں کو کسی ایسی چیز سے برانگیختہ کیا جائے گا جو آپ کو ناگوار ہو، آپ اپنے شہر واپس جائیے اور جہاں چاہے جائیے میں جب تک زندہ ہوں آپ کی مدد اور نیکی کو ترک نہ کروں گا حجاج کو لکھ کر اُس نے اُن کے ساتھ ہمسائگی کے اچھے برتاؤ اور اُن کے اکرام کا حکم دیا۔ ابن الحنفیہ مدینے واپس آگئے۔

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی مدینے چلے گئے اور اپنا مکان بقیع میں بنا لیا تو عبدالملک کو لکھ کر اس کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عبدالملک نے انھیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی، وہ اس کے پاس ۷۸ھ میں گئے جس سال کہ جابر بن عبداللہ کی وفات ہوئی، دمشق میں عبدالملک کے پاس آئے تو پھر اجازت چاہی، اس نے اجازت دی۔ اور اپنے قریب اتارا حکم دیا کہ اُن کی اتنی ضیافت کی جائے جو انھیں اور اُن کے ہمراہیوں کو کافی ہو۔ ۸۲

وہ عام لوگوں کی اجازت کے وقت عبدالملک کے پاس جاتے جب عبدالملک اجازت دیتا تو اپنے اہل بیت سے شروع کرتا، پھر انھیں اجازت دیتا اور وہ سلام کرتے، پھر کبھی بیٹھتے اور کبھی واپس ہو جاتے، اس کو قریب ایک مہینے کے گزر گیا تو انھوں نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کی اپنی قرابت و رحم کا ذکر کیا اور جو قرض تھا وہ بیان کیا۔

عبدالملک نے قرض ادا کرنے اور اُن کے ساتھ صلۂ رحم کرنے کا وعدہ کیا اور حکم دیا کہ اپنی حوائج پیش کریں، محمد نے اپنا قرض اور اپنی حوائج اپنی اولاد اور دوسرے خاص لوگوں اور اپنے موالی کے لئے وظائف کی درخواست پیش کی، عبدالملک نے فراخ دلی سے اُن کی سب باتوں کو منظور کر لیا، موالی کے بارے میں وظائف مقرر کرنے میں البتہ تنگی کی محمد نے اصرار کیا تو اُس نے اُن لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا مگر اُن کے ساتھ کمی کی انھوں نے اُس سے گفتگو کی تو اُس نے اُن کے وظائف بھی بڑھا دیئے۔ اس طرح اُن کی کوئی حاجت نہ رہی جسے اُس نے پورا نہ کر دیا ہو، انھوں نے اس سے واپسی کی اجازت چاہی تو انھیں اجازت دے دی۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں عبدالملک کے پاس گیا تو اُس نے میری حوائج پوری کر دیں، میں اُس سے رخصت ہوا اور جب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے قریب ہو گیا تو اُس نے مجھے ابوالقاسم ابوالقاسم کہہ کے پکارا، میں پلٹا تو مجھ سے کہا کہ ۸۳

کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس دن تم بڑے میاں (عبدالملک کے والد مروان) کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے وہ کر رہے تھے تو تم اُن کے ساتھ ظلم کر رہے تھے، (یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ قتل عثمانؓ کے دن ابن الحنفیہ نے مروان بن الحکم کی چادر پکڑ کر اُسے زمین پر رگڑا تھا) عبدالملک نے کہا کہ وہ میری نظر میں ہے اور میرے لئے اُس روز برتری تھی۔

زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں ابان بن عثمانؓ کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اُس کے پاس ابن الحنفیہ بھی تھے، عبدالملک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار منگائی، لائی گئی تو اس نے صیقل کرنے والے کو بلایا، اس نے اُسے دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے بہتر کوئی تلوار کبھی نہیں دیکھی، عبدالملک نے کہا کہ واللہ لوگوں نے اُس کے مالک کا مثل بھی نہیں دیکھا، اے محمد یہ تلوار مجھے دے دو محمد نے کہا کہ تمھاری رائے میں ہم میں جو اُس کا زیادہ مستحق ہو وہی اُسے لے لے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر تمھارے لئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) قرابت ہے تو ہر ایک کے لئے قرابت و حق ہے۔

محمد نے وہ تلوار عبدالملک کو دے دی اور کہا کہ اے امیرالمومنین، اس شخص یعنی حجاج نے جو اس کے پاس تھا مجھے ایذا دی ہے اور میرے حق کی توہین کی ہے، اگر پانچ درم کا معاملہ بھی ہو تو وہ مجھے بلا بھیجتا ہے، عبدالملک نے کہا کہ آپ کو اُس پر کوئی اختیار نہیں ہے،

جب محمد واپس ہوئے تو عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ تم اُن سے ملو اور اُن کی شکایت رفع کرو، وہ اُن سے ملا اور کہا کہ مجھے امیرالمومنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی شکایت رفع کروں، اُسے کامیابی نہ ہو جو آپ کے ساتھ برائی کرے،

محمد نے کہا کہ اے حجاج تم پر افسوس ہے، خدا کا خوف کرو اور اللہ سے ڈرو، کوئی صبح ایسی نہیں جو اللہ کے بندے کرتے ہوں اور اللہ کے یہاں اپنے ہر بندے کے لئے تین سو ساٹھ لحظے نہ ہوتے ہوں نہ اگر وہ گرفت کرے تو اپنی قدرت

۸۴ سے گرفت کرے گا اور اگر معاف کرے تو اپنے علم سے معاف کرے گا، لہذا تم اللہ سے ڈرو، حجاج نے اُن سے کہا کہ آپ مجھ سے جو مانگیں گے وہ میں آپ کو ضرور دوں گا، محمد نے کہا کہ تم کروگے؟ حجاج نے کہا کہ جی ہاں، اُنھوں نے کہا کہ میں تم سے صَرَم الدھر (زمانے سے انقطاع) مانگتا ہوں۔

حجاج نے اس کا ذکر عبدالملک سے کیا، عبدالملک نے راس الجالوت کو بلا بھیجا، محمد نے جو کہا تھا وہ اس کے گوش گزار کیا کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک حدیث بیان کی جو سوائے اُس کے کسی سے نہیں سنی، اُسے محمد کے قول (صَرَم الدھر) سے آگاہ کیا، راس الجالوت نے کہا کہ یہ کلمہ سوائے بیت نبوت کے اور کہیں سے نہیں نکلا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ (بیت اللہ میں) حجاج نے اپنا پاؤں مقام (ابراہیم) پر رکھنا چاہا تو ابن الحنفیہ نے اسے ڈانٹا اور منع کیا۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ کعبے کے اندر داخل ہوئے، ہر کونے میں دو دو رکعتیں اس طرح (کل) آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی تاوقتیکہ لوگوں کے اختلافات اپنے رب کے بارے میں نہ ہوں۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سفید ترکی گھوڑے پر رمی جمار کر رہے تھے۔

سفیان التمار سے مروی ہے کہ وہ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو اپنے سر میں مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھے حالانکہ احرام میں تھے۔

ثُوَیر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ مہندی اور نیل کا خضاب کرتے تھے۔

سفیان التمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ اپنے قربانی کے اونٹوں کے داہنی جانب اشعار کیا۔ (اشعار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ

یہ حج یا عمرے کی قربانی کے لئے ہے)۔

سلیمان الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں محمد ابن الحنفیہ کے بدن پر زرد خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابی اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی۔

رشدین سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سیاہ خرقانی عمامہ باندھتے اور اُسے ایک بالشت یا اس سے کم (پشت کی طرف) لٹکاتے۔

عبدالواحد ابن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے جسم پر ایک زرد میلا لحاف دیکھا۔

۸۵ ابی ادریس سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں خز پہننے سے کون امر مانع ہے، کیونکہ اُس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اُس میں حریر (ریشم استعمال) کیا جاتا ہے۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا تو اُن سے کہا کہ کیا علیؓ خضاب کرتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ہوا، اُنھوں نے کہا کہ میں اس کے ذریعے سے عورتوں کے لئے جوان بنتا ہوں۔

صالح بن ہیثم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے ہاتھ میں مہندی کا اثر دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے مہندی لگاتا تھا۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی والدہ کے تیل لگاتے تھے اور اُن کے کنگھی کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو مہندی لگائے ہوئے دیکھا، میں نے اُنھیں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے دیکھا اور میں نے

اُن کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھے والد نے محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا، میں اُن کے پاس گیا تو وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے داڑھی کو سرخ رنگے ہوئے تھے، میں والد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بوڑھے مخنث کے پاس بھیجا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے بدبودار عورت کے لڑکے، وہ محمد بن علی ہیں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ شکّے کی نبیذ پیتے تھے۔

ربیع بن المنذر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم ابن الحنفیہ کے ساتھ تھے، اُنھوں نے وضو کرنا چاہا موزے پہنے تھے، اس لئے موزے اُتارے اور پانوں پر مسح کیا۔

ابی عمر سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ عیدین اور جمعہ اور شب (منیٰ میں حج کے موقع پر) غسل کیا کرتے اور وہ پچھنوں کا خون بھی دھو ڈالتے۔

رشدین بن کُریب سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو ۸۱ھ میں کہتے سنا کہ یہ میرے لئے پینسٹھواں سال ہے، میں اپنے والد کے سن سے بڑھ گیا جن کی وفات تریسٹھ سال میں ہوئی تھی، ابن الحنفیہ کی وفات اسی سال ۸۱ھ میں ہوئی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد
ابن الحنفیہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کہاں دفن کئے گئے تو اُنھوں نے ۸۶
کہا کہ بقیع میں، میں نے کہا کس سنہ میں، اُنھوں نے کہا کہ ۸۱ھ کے شروع میں، اُس روز وہ پینسٹھ سال کے تھے، جس (سنہ) کو وہ پورا نہ کرنے پائے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ابن الحنفیہ نے عمرؓ سے بھی کوئی روایت کی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ کو بقیع کے ایک جانب اشارہ کر کے کہتے سنا کہ یہ میرے والد ابوالقاسم کی قبر ہے، اُن کے والد کی وفات محرم ۸۱ھ میں ہوئی، وہ سال طغیانی کا ہے کہ اہل مکہ پر ایک سیلاب آیا جو حاجیوں کو بہا لے گیا،

ابو ہاشم نے کہا کہ جب ہم نے اُنھیں بقیع میں رکھ دیا تو ابان بن عثمانؓ بن عفان آئے جو اُس زمانے میں عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ تھے کہ اُن پر نماز پڑھیں، بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں نے کہا کہ ابان اُن پر نماز نہیں پڑھ سکتے تاوقتیکہ ہم سے اجازت نہ طلب کریں، ابان نے کہا کہ تم لوگ اپنے جنازے کے زیادہ حقدار ہو، جسے چاہو آگے کرو کہ اُن پر نماز پڑھے، ہم نے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھو وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ پھر میں نے زید بن السائب سے بیان کیا کہ مجھے بروایت عویمر الاسلمی معلوم ہوا کہ اُس روز ابو ہاشم نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ امام نماز جنازہ کا زیادہ مستحق ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہ کرتے، زید بن السائب نے کہا کہ میں نے ابو ہاشم کو اسی طرح کہتے سنا کہ ابان آگے بڑھے اور اُنھوں نے اُن پر نماز پڑھی۔

عمر اکبر بن علیؓ

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ صہباء، کہ ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حُبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں قیدی تھیں، خالد بن الولید کو اُس وقت ملیں جب اُنھوں نے عین التمر کے علاقے میں بنی تغلب پر حملہ کیا۔

عمر بن علیؓ کے یہاں محمد و ام موسیٰ و ام حبیب پیدا ہوئیں اُن کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔

عمر نے حدیث روایت کی ہے اُن کی اولاد میں متعدد لوگ تھے جن سے روایت کی گئی ہے، ہم نے اُن کا ذکر اُن کے طبقے اور مقام میں کیا ہے۔

عبید اللہ بن علیؓ

۸۷ ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تھیں۔

عبید اللہ بن علیؓ حجاز سے کوفے میں مختار کے پاس آئے اور اُس سے کچھ مانگا مگر اُس نے نہیں دیا اور کہا کہ کیا تم مہدی (ابن الحنفیہ) کا خط لائے ہو، اُنھوں نے کہا نہیں، اُس نے چند روز تک اُنھیں قید رکھا پھر رہا کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس سے نکل جاؤ، وہ مختار سے بھاگ کر مصعب بن الزبیر کے پاس بصرے گئے اور اپنے ماموں نعیم بن مسعود التمیمی ثم النہشلی کے پاس اُترے، مصعب نے اُن کے لئے ایک لاکھ درم کا حکم دیا۔

مصعب بن الزبیر نے لوگوں کو اپنے دشمن کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور روانگی کا وقت معین کر دیا، اُنھوں نے لشکر قایم کیا، چلنے سے پہلے بصرے پر عبید اللہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کو قایم مقام بنایا، مصعب روانہ ہوئے تو عبید اللہ بن علیؓ بن ابی طالب اپنے ماموؤں میں رہ گئے خود اُن کے ماموں نعیم بن مسعود مصعب کے ہمراہ روانہ ہو گئے،

مصعب بصرے سے جدا ہو گئے تو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم عبید اللہ بن علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی آپ کے ماموں ہیں، آپ میں ہمارا بھی

حصہ ہے لہذا آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ہم لوگ آپ کی کرامت (بزرگی) چاہتے ہیں، وہ راضی ہوگئے اور اُن لوگوں کے یہاں منتقل ہو گئے۔

بنی سعد نے انھیں اپنے یہاں اُتارا اور اُن سے بیعت خلافت کی، حالانکہ وہ خود ناپسند کرتے تھے، کہتے تھے کہ اے قوم جلدی نہ کرو اور نہ یہ کام کرو، مگر اُن لوگوں نے انکار کیا، مصعب کو معلوم ہوا تو انھوں نے عبید اللہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کو لکھ کر انھیں (کام کرنے سے) عاجز بنایا اور انھیں عبید اللہ بن علی سے لوگوں نے جو جدید بیعت کی تھی اُس سے آگاہ کیا۔

مصعب نے اُن کے ماموں نعیم بن مسعود کو بلایا اور کہا کہ میں تمھارا اکرام کرتا تھا اور اپنے اور تمھارے درمیان احسان کرتا تھا تمھیں کس امر نے بصرے میں اپنے بھانجے کو چھوڑنے پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگوں کو جمع کریں اور انھیں دھوکا دیں۔

نعیم نے خدا کی قسم کھائی کہ نہ انھوں نے یہ کیا اور نہ انھیں اس قصے کے ایک حرف کا بھی علم ہے، مصعب نے اُن کی بات قبول کر لی اور اُن کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عبید اللہ کو لکھ کر انھیں اس واقعے سے غفلت کرنے پر ملامت کی ہے، نعیم بن مسعود نے کہا کہ انھیں کوئی برانگیختہ نہ کرے، میں اُن کے معاملے کا تم سے ذمہ دار ہوں، میں انھیں تمھارے پاس لاؤنگا۔

نعیم روانہ ہوئے اور بصرے آئے، بنی حنظلہ اور بنی عمرو بن تمیم جمع ہوئے، وہ اُن لوگوں کے لئے بنی سعد میں آئے اور کہا کہ واللہ جو کام تم لوگوں نے کیا اس میں تمھارے لئے خیر نہیں، تم نے پورے بنی تمیم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے لہذا میرے بھانجے کو میرے حوالے کردو۔

تھوڑی دیر تک باہم ملامت ہوتی رہی، پھر بنی سعد نے اُن کو نعیم کے حوالے کردیا، وہ روانہ ہوئے اور انھیں مصعب کے پاس لائے، مصعب نے پوچھا کہ برادر من جو کام تم نے کیا اس پر تمھیں کس نے برانگیختہ کیا، عبید اللہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ انھوں نے اس کی خواہش نہیں کی اور تا وقتیکہ لوگوں نے

اسے کرنہ لیا انھیں اس کا علم بھی نہیں ہوا میں نے اسے ناپسند کیا تھا اور اس سے انکار کیا تھا، مصعب نے اُن کی تصدیق کی اور اُن کی بات قبول کرلی۔

مصعب بن الزبیر نے اپنے سردار مقدمۃ لشکر عباد الحبطی کو حکم دیا کہ مختار کی فوج کی جانب روانہ ہوں، وہ بڑھے اور اُن کے ساتھ عبیداللہ بن علیؓ بن ابی طالب بھی آگے بڑھے، یہ لوگ المذار میں اُترے، مختار کا لشکر بھی آگے بڑھا وہ لوگ ان کے مقابلے پر اُترے، مصعب بن الزبیر کے ساتھیوں نے اُن پر شب خون مارا مختار اور اس کے پورے لشکر کو قتل کردیا، سوائے اُن لوگوں کے جو جان بچا کے بھاگے اور کوئی نہ بچا عبیداللہ بن علیؓ بن ابی طالب بھی اُسی شب کو قتل ہو گئے۔ ۸۸

سعید بن المسیب

ابن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ، اُن کی والدہ ام سعید بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی تھیں۔

سعید بن المسیب کے یہاں محمد و سعید و الیاس و ام عثمان و ام عمرو و فاختہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی کریم بن عامر بن عبد ذی الشری ابن عتاب بن ابی صعب بن فہم بن ثعلبہ بن سلیم بن غانم بن دوس تھیں۔

مریم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید بن المسیب بن حزنؓ سے مروی ہے کہ ان کے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تمھارا نام کیا ہے، عرض کی، حزن (زمین سخت) فرمایا نہیں تم سہل (زمین نرم) ہو، عرض کی یارسول اللہ میرا جو نام والدین نے رکھا ہے میں اُسی سے لوگوں میں مشہور ہو گیا، نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے، سعید بن المسیب نے کہا کہ پھر ہم برابر حزونۃ (سختی) اپنے خاندان میں محسوس کرتے ہیں۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عمرؓ کی خلافت کے چار سال بعد پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

طلحہ بن محمد بن سعید المسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید عمرؓ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے، اور بہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ سعید بن المسیب کی ولادت کے بارے میں میں نے جس امر پر لوگوں کا اتفاق دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ عمرؓ کی خلافت کے دو سال بعد پیدا ہوئے، یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے عمرؓ سے حدیث سنی ہے، میں نے اہل علم کو اس کی تصحیح کرتے نہیں دیکھا، اگرچہ وہ لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں خلافت عمرؓ بن الخطاب کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوا، ان کی خلافت دس سال چار ماہ رہی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ سے ایک کلمہ سنا ہے ۸۹
جس کا کوئی سننے والا میرے سوا زندہ نہیں ہے، عمرؓ جب کعبے کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے "اللھم انت السلام ومنک السلام" (اے اللہ تو ہی تمام عیوب سے پاک ہے یا تو ہی باقی ہے اور تجھ ہی سے بقا وہستی ہے)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمرؓ سے سنا کہ مجھے جو شخص معلوم ہوگا کہ اس نے جماع کرکے غسل نہیں کیا خواہ اسے انزال ہو یا نہ ہو تو میں اسے سزا دونگا۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمرؓ بن الخطاب کو پایا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔

مالک نے کہا کہ انہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب نے کہا، اگر مجھے رات دن صرف ایک حدیث کی طلب میں چلنا پڑتا (تو میں عمر بھر چلتا)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جو فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اور جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے کئے ان کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔

مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے عثمانؓ و معاویہؓ کے فیصلوں کو بھی کہا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ہر وہ فیصلہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہر وہ فیصلہ جو ابو بکرؓ نے کیا اور ہر وہ فیصلہ جو عمرؓ نے کیا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا، راوی نے کہا، میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ فیصلہ جو عثمانؓ نے کیا مجھ سے (زیادہ اُس کا جاننے والا نہ رہا)۔

ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اُس وقت زہری کو کہتے سنا جب اُن سے ایک سائل نے دریافت کیا کہ سعید بن المسیب نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو انھوں نے کہا کہ زید بن ثابت سے، وہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابن عمرؓ کی صحبت میں بیٹھتے، ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ و ام سلمہؓ کے پاس جاتے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان و علیؓ و صہیب و محمد بن مسلمہ سے سنا ہے اُن کی اکثر روایت کی سند ابو ہریرہؓ سے ہے جن کے وہ داماد تھے، انھوں نے عمرؓ و عثمانؓ کے اصحاب سے سنا ہے، کہا جاتا تھا کہ عمرؓ و عثمانؓ نے جو فیصلے کئے ہیں اُن کا اُن سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب کو راویِ عمرؓ کہا جاتا تھا، لیث نے کہا کہ یہ اس لئے کہ وہ اُن کے احکام اور فیصلوں کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔

قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ زندہ تھے۔

۹۰ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اپنے زمانے میں مدینے میں جو لوگ تھے فتوے میں اُن سب پر مقدم اور اُن کے رئیس سعید بن المسیب تھے، وہ فقیہ الفقہاء کہلاتے تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عالم العلماء تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں جو حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں وہ سعید بن المسیب اور شعبی سے ہے۔

ابن ابی الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم سعید بن المسیب کے پاس فتویٰ پوچھنے آتے تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسینؓ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب گزشتہ آثار و احادیث کے سب سے زیادہ عالم اور اپنی رائے کے سب سے زیادہ فقیہ (سمجھدار) ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس بھیجا گیا میں نے اُن سے مسئلہ دریافت کیا۔

شہاب بن عبّاد العَصَری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا پھر ہم لوگ مدینے آئے اور یہاں کے سب سے بڑے عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنا کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے تا وقتیکہ سعید بن المسیب سے دریافت نہ کر لیتے اُنھوں نے ایک آدمی کو مسئلہ دریافت کرنے کے لئے اُن کے پاس بھیجا تو اُس نے اُنھیں بلایا، سعید عمر کے پاس آئے، عمر نے کہا کہ قاصد نے خطا کی کہ آپ کو بلا لایا، ہم نے تو اُسے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس ہی میں مسئلہ دریافت کر لے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنا علم میرے پاس نہ لائے اور میں اُس علم کے پاس لایا جاتا ہوں جو سعید بن المسیب کے پاس ہے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اپنا نسب اُن سے بیان کیا، اُنھوں نے کہا کہ خلافت معاویہؓ کے زمانے میں تمہارے والد میرے پاس بیٹھے ہیں، اُنھوں نے مجھ سے فلاں فلاں بات پوچھی تو میں نے فلاں فلاں جواب دیا، عمران کہتے تھے کہ مجھے تو ایسا کبھی نہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب کے کان پر کوئی بات گزری ہو اور اُن کے قلب نے اُسے یاد نہ کر لیا ہو۔

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن الزبیر نے

جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینے پر عامل بنایا، انھوں نے لوگوں کو ابن الزبیر
کی بیعت کی دعوت دی، سعید بن المسیب نے کہا کہ نہیں، تاوقتیکہ لوگ متفق
نہ ہو جائیں، انھوں نے سعید کو ساٹھ تازیانے مارے، ابن الزبیر کو معلوم ہوا تو 91
انھوں نے جابر کو لکھ کر ملامت کی اور کہا کہ ہمارے اور سعید کے لئے (بیعت)
نہیں ہے، انھیں چھوڑ دو۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جابر بن الاسود نے جو ابن الزبیر
کی جانب سے عامل مدینہ تھا چوتھی بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں
سے نکاح کر لیا تھا، جب اس نے سعید بن المسیب کو مارا تو سعید جن پر کوڑے
لگتے جاتے تھے چلائے کہ واللہ کتاب اللہ پر توجہ نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع" (جو عورتیں تمھیں پسند
آئیں دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرو) تو نے چوتھی کی عدت گزرنے سے پہلے
پانچویں سے نکاح کر لیا ہے، وہ بھی چند شب کی ہے جو تجھے مناسب معلوم ہو
کر لے، پھر تو تجھے عنقریب وہ بات پیش آئے گی جسے تو پسند نہ کرے گا
اس سے بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ ابن الزبیر قتل کر دیے گئے۔

عمر بن حبیب بن قلیع سے مروی ہے کہ میں ایک روز سعید بن المسیب
کے پاس بیٹھا ہوا تھا، مجھ پر بہت سی چیزیں تنگ تھیں اور قرض کا بار تھا،
میں سعید بن المسیب کے پاس اس طرح بیٹھا تھا کہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاؤں گا،
ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں نے ایک خواب دیکھا
ہے، انھوں نے کہا وہ کیا، اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبدالملک
ابن مروان کو پکڑ کے زمین پر لٹا دیا، پھر اسے منہ کے بل لٹا کر اس کی پیٹھ میں
چار میخیں ٹھونک دیں۔

سعید نے کہا کہ تم نے یہ نہیں دیکھا ہے، اس نے کہا، بیشک میں نے ہی
یہ دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ میں تمھیں تعبیر نہ بتاؤں گا تاوقتیکہ تم مجھے نہ بتاؤ
کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے، اس نے کہا کہ ابن الزبیر نے دیکھا ہے اور انھیں
نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

سعید نے کہا کہ اگر تم نے اُن کا خواب صحیح بیان کیا تو عبدالملک بن مروان انھیں قتل کر دے گا، عبدالملک کی پشت سے چار بیٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک خلیفہ ہو گا۔

عمر بن حبیب نے کہا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس ملک شام گیا اور اُسے سعید بن المسیب کی جانب سے اس کی خبر دی اس خبر نے اُسے مسرور کیا، اور مجھ سے سعید کو اور اُن کے حال کو دریافت کیا میں نے اُسے خبر دی اُس نے میرا قرض ادا کرنے کا حکم دیا مجھے اُس سے خیر حاصل ہوئی۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کو مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے خواب میں دیکھا، میں نے سعید بن المسیب سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا تو عبدالملک کی پشت سے چار خلفا مسجد نبوی کے قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ سعید بن المسیب سب سے زیادہ تعبیر خواب کے جاننے والے تھے، انھوں نے یہ علم اسما بنت ابی بکرؓ سے حاصل کیا تھا اور اسماء نے اپنے والد ابو بکرؓ سے حاصل کیا تھا۔

شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے دانت ٹوٹ کے میرے ہاتھ میں گر پڑے پھر میں نے انھیں دفن کر دیا سعید ابن المسیب نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تم نے اپنے خاندان کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں، انھوں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تمھارے نکاح میں کوئی محرم ہے، اُس شخص نے غور کیا تو اتفاق سے اُس کی بیوی کے اور اُس کے درمیان رضاع کا تعلق تھا۔ (یعنی جس عورت نے اس شخص کو دودھ پلایا تھا اُسی نے اس کی بیوی کو بھی دودھ پلایا تھا)۔ ۹۲

اُن کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمدؒ میں نے خواب

میں دیکھا کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں، اُنھوں نے کہا کہ غور کرو کہ تمھارے نکاح میں کون ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے نکاح میں کوئی محرم ہے، اُس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اُس کا نکاح حلال نہ تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ اُن سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کبوتری منارۂ مسجد پر گر پڑی، اُنھوں نے کہا کہ حجاج عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن المسیب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور اُس نے کہا کہ ذبح کرو ذبح کرو، اس شخص نے کہا کہ میں نے ذبح کیا، سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مر گیا، وہ ہٹا بھی نہ تھا کہ اُس کے پاس خبر آگئی کہ وہ مر گیا، محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ابن ام صلاء اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغلخوری کرتا تھا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن السائب سے جو خاندان قارہ سے تھے مروی ہے کہ قبیلۂ فہم کے ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ اُس نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ میں گھسا ہے اُنھوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تمھیں اُس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تم بحری سفر نہ کرو گے اور تمھیں قتل کے ذریعے سے موت آئے گی، اُس نے بحری سفر کیا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا، جنگ قُدَید میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

حصین بن عبیداللہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی مگر میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی، ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں ایک انڈا ڈال دیا گیا، اُنھوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے، لہٰذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو، پھر میں نے ایک باندی لی تو لڑکا پیدا ہوا حالانکہ میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا اور اُن سے بیان کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں خشک کھجور سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اُس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیب سے

مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال ہے، یعنی اُس کی تعبیر میں (مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اُس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے)۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت
ہے، ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا کہ سایے میں ۹۲
بیٹھا ہوں، پھر اُٹھ کر دھوپ میں چلا گیا، ابن المسیب نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے، اُس نے کہا کہ اے ابو محمد مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں سایے سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا، پھر مجھے بیکار کر دیا گیا، اُنھوں نے کہا کہ تمھیں کفر پر مجبور کیا جائے گا، اُس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی، اُسے گرفتار کر کے مجبور کیا گیا، وہ باز آیا اور مدینے آیا، وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان کی وفات مصر میں جمادی ۸۴ھ میں ہوئی، عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو ولی عہد بنایا اور تمام شہروں میں اُن دونوں کی بیعت کے لئے لکھ دیا، اس زمانے میں مدینے پر اس کا عامل ہشام بن اسماعیل المخزومی تھا، اس نے لوگوں کو ان دونوں کی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے بیعت کر لی، سعید بن المسیب کو بیعت کے لئے بلایا تو اُنھوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں غور نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

ہشام بن اسماعیل نے اُنھیں ساٹھ تازیانے لگوائے، کمبل جیسا باندھ کے گشت کرائے رہے، اور اسی حالت میں راس الثنیہ تک لے گئے، جب پلٹایا تو اُنھوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے کہاں پلٹاتے ہو، جواب دیا قید خانے کی طرف، اُنھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ گمان ہوتا کہ اس میں اتنی سختی ہے تو کبھی یہ نہ پہنتا، لوگوں نے اُنھیں قید خانے لیجا کے قید کر دیا۔

ہشام نے عبدالملک کو لکھ کر اُن کی مخالفت اور اُن کے حال کی خبر دی، عبدالملک نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ واللہ سعید کے ساتھ احسان کرنے کی زیادہ حاجت ہے بہ نسبت اس کے کہ تو اُنھیں مارے، ہمیں خوب معلوم ہے

کہ سعید کے پاس اختلاف ونفاق نہیں ہے۔

مسور بن رفاعہ سے مروی ہے کہ قبیصہ بن ذؤیب عبدالملک بن مروان
کے پاس ہشام بن اسماعیل کا خط لے کے آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اُس نے سعید
کو مارا اور اُنھیں گشت کرایا، قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین ہشام اس قسم
کے امور میں آپ پر خود رائی کرتا ہے، ابن المسیب کو مارتا ہے اور اُنھیں گشت
کراتا ہے، جس وقت سعید کو مارا جاتا تھا تو سعید نہ کبھی اُس سے زیادہ جھگڑالو
تھے نہ اُس سے زیادہ مکار، اگر اُنھوں نے بیعت نہیں کی تو اس کی طرف
سے یہ نہ ہونا چاہیے تھا، سعید اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے فساد
و فتنے کا اسلام واہل اسلام پر اندیشہ کیا جائے، وہ اہل الجماعۃ والسنۃ میں سے ہیں
قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین انھیں اس بارے میں معذرت
لکھئے، عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے اُنھیں لکھو، میری رائے سے
اور ہشام نے انھیں مارنے میں میری جو مخالفت کی اُس سے خبر دو، قبیصہ
نے سعید کو لکھ دیا، سعید نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والے
کے درمیان اللہ ہے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں قید خانے میں سعید
ابن المسیب کے پاس گیا، ایک بکری ذبح کر کے کھال اُن کی پشت پر لپیٹ
دی گئی تھی، لوگوں نے اُس کے بعد اُن کے لئے ایک ہری چھڑی تیار کی، ۹۴
وہ جب اپنے بازوؤں کی طرف نظر کرتے تو کہتے کہ اے اللہ ہشام سے
میری مدد کر۔

طلحہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث
ابن ہشام قید خانے میں سعید بن المسیب کے پاس گئے، وہ سعید سے باتیں
کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم اُس کی وجہ سے قید کئے گئے، اُنھوں نے کہا
اے ابوبکر اللہ سے ڈرو، اس کے ماسوا پر اُسی کو ترجیح دو، ابوبکر اسی کو اُن کے
سامنے دُہرانے لگے کہ تم اُس کی وجہ سے قید کئے گئے اور تم نے نرمی نہ کی،
سعید کہنے لگے کہ واللہ تم بصر کے بھی نابینا ہو اور قلب کے بھی۔

ابوبکر اُن کے پاس سے چلے گئے، انھیں ہشام بن اسماعیل نے بلا بھیجا اور پوچھا کہ سعید بن المسیب کو جب سے ہم نے مارا وہ کچھ نرم ہوئے؟ ابوبکر نے کہا کہ واللہ جب سے تم نے اُن کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا اُن سے زیادہ سخت زبان کوئی نہیں ہے، لہذا اس شخص سے باز آؤ۔

ہشام بن اسماعیل کے پاس عبدالملک بن مروان کا ایک خط آیا جس میں اُس نے اُسے سعید بن المسیب کے مارنے کے بارے میں ملامت کی تھی اور کہا تھا کہ تمھیں کیا نقصان تھا اگر تم سعید کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اُسے دبا دیتے، ہشام بن اسماعیل نے جو کچھ سعید کے ساتھ کیا تھا اُس پر نادم ہوا اور انھیں رہا کر دیا۔

اسلم ابوامیہ مولائے بنی مخزوم سے جو ثقہ تھے مروی ہے کہ سعید ابن المسیب جب قید کئے گئے تو اُن کی بیٹی نے بہت سا کھانا تیار کر کے اُن کے پاس بھیجا، کھانا آیا تو سعید نے مجھے بلایا اور کہا کہ میری بیٹی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اب اس طرح دوبارہ کبھی نہ کرنا، کیونکہ یہ ہشام بن اسماعیل کی حاجت ہے جو چاہتا ہے کہ میرا مال چلا جائے اور جو اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہے میں اُس کا محتاج ہو جاؤں، مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک محبوس رہوں گا لہذا تم اُسی کھانے کا خیال رکھو جو میں اپنے گھر میں کھاتا تھا اور وہی مجھے بھیجنا، وہ انھیں یہی بھیجتی تھیں اور وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ میرا گمان ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں سعید بن المسیب کا نفس ان کے نزدیک ایک مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ذلیل تھا۔

ابوالملیح وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب کو پچاس تازیانے مارے، انھیں حرہ میں پھرایا اور کمبل کی لنگوٹی پہنائی، سعید نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مارنے سے زیادہ میرے ساتھ کچھ نہ کریں گے تو میں کبھی ان کے لئے لنگوٹی نہ پہنتا، مجھے تو صرف یہ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے، میں نے کہا کہ لنگوٹی اس کے نہ ہونے سے

زیادہ ستر کرنے والی ہے۔
محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انھیں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مارا گیا، (یہ مطلب نہیں کہ خود عبدالملک نے مارا)۔
آل عمرؓ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے کہا گیا کہ آپ بنی امیہ پر بددعا کیجیے، انھوں نے کہا کہ "اے اللہ اپنے دین کو عزت دے، اپنے اولیا کو غالب کر اور امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عافیت کے ساتھ اپنے دشمنوں کو رسوا کر"۔ ۹۵
علی بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ کو جس امر نے حج سے باز رکھا وہ یہ ہے کہ آپ نے نذر مانی ہے کہ جب کعبے کو دیکھیں گے تو ابن مروان پر اللہ سے بددعا کریں گے، انھوں نے کہا، میں نے تو یہ نہیں کیا، اور یوں تو میں کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتا جس میں ان لوگوں پر اللہ سے بددعا نہ کرتا ہوں، میں نے اُنتیس سال تک حج و عمرہ کیا ہے حالانکہ مجھ پر صرف ایک حج اور ایک عمرہ فرض تھا، میں تمھاری قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ قرض لے کے حج و عمرہ کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں، قرض اُن کی جانب سے ادا نہیں کیا جاتا، ایک جمعہ مجھے حجِ نفل و عمرہ سے زیادہ پسند ہے۔
علی نے کہا کہ میں نے حسن کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اُنھوں نے کوئی (معقول) بات نہیں کہی، اگر ایسا ہوتا جیسا کہ انھوں نے کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ (نفل) حج کرتے اور نہ عمرہ کرتے۔
ابی یونس القزّی سے مروی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں داخل ہوا وہاں سعید تنہا بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کیا حال ہے، اُنھوں نے کہا کہ اُن کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔
عمران سے مروی ہے کہ بیت المال میں سعید بن المسیب کی عطا کے اُنتالیس ہزار درم باقی تھے، انھیں بلایا جاتا مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ مجھے اُن کی حاجت نہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ میرے اور بنی مروان کے درمیان فیصلہ

نہ کردے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے کہا گیا کہ حجاج کا کیا حال ہے کہ نہ تو وہ آپ کے ساتھ بدی کرتا ہے، نہ آپ کو چھیڑتا ہے اور نہ اذیت دیتا ہے، انھوں نے کہا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم، سوائے اس کے کہ وہ ایک روز اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا نماز پڑھی، نہ وہ اس کے رکوع کو پورا کرتا تھا نہ سجود کو، میں نے ایک مٹھی بھر سنگریزے لے کے اسے مارا، راوی کا گمان یہ ہے کہ حجاج نے کہا کہ اس کے بعد میں ہمیشہ نماز اچھی پڑھتا تھا۔

عمران بن عبداللہ بن طلحہ بن خلف الخزاعی سے مروی ہے کہ عبدالملک ابن مروان نے حج کیا، مدینے آیا تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک شخص کو سعید بن المسیب کے پاس بھیجا کہ انھیں بلائے اور انھیں حرکت نہ دے، قاصد ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین دروازے پر کھڑے ہیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ نہ امیر المومنین کو مجھ سے کوئی حاجت ہے اور نہ مجھے امیر المومنین سے کوئی غرض، ان کی جو حاجت مجھ سے ہے وہ پوری ہونے والی نہیں ہے۔

قاصد واپس گیا اور خبر دی تو اس نے کہا کہ ان کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ میں صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں، انھیں حرکت نہ دینا، وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کی بات مانیے، سعید نے اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، اس پر قاصد نے ان سے کہا کہ اگر امیر المومنین نے آپ کے بارے ۹۶
میں مجھے حکم نہ دے دیا ہوتا تو میں بغیر آپ کا سر لئے نہ جاتا، امیر المومنین آپ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ آپ سے بات کریں تو آپ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔

سعید نے کہا کہ اگر وہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے لئے ہے (یعنی میری طرف سے تمہارے ساتھ بھلائی کریں) اور اگر وہ اس کے سوا کچھ کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی گرہ نہ کھولوں گا (قاعدہ تھا کہ کمر و زانو کے درمیان رومال کو لپیٹ کے باندھ لیتے کہ اس سے بیٹھتے میں سہارا ملتا اسی کو گرہ کھولنا کہتے ہیں) تاوقتیکہ انھیں جو فیصلہ کرنا ہے وہ نہ کرلیں، قاصد اس کے پاس آیا اور آگاہ کیا، اس نے کہا کہ ابو محمد پر اللہ کی رحمت ہو، انھوں نے محض سختی کی وجہ سے انکار کیا۔

عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں اسی سند سے کہا کہ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مدینے آیا، مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ اُن کے پاس جمع ہیں، پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب، جب وہ بیٹھ گیا تو انھیں بلایا، قاصد اُن کے پاس آیا اور کہا کہ امیرالمومنین کا حکم مانیے، انھوں نے کہا کہ شاید تم نے میرا نام لینے میں غلطی کی یا شاید انھوں نے تمھیں میرے علاوہ کسی اور کے پاس بھیجا ہو۔

قاصد واپس آیا اور خبر دی تو وہ ناراض ہوا اور اُن کے ساتھ (بدی کا) قصد کیا، اُس زمانے میں کچھ لوگ باقی تھے، اُس کے پاس آئے اور کہا کہ امیرالمومنین وہ اہل مدینہ کے فقیہ قریش کے شیخ اور آپ کے والد کے دوست ہیں آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے یہ خواہش نہیں کی کہ وہ اس کے پاس آئیں، لوگ اُس سے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ اُن سے باز آیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینے آیا دوپہر کی نیند سے بیدار ہوا تو دربان سے کہا کہ دیکھو مسجد میں اہل مدینہ میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے، وہ گیا، اتفاق سے سعید بن المسیب اپنے حلقے میں تھے، وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے سعید اُسے دیکھتے تھے، اُس نے آنکھ اور انگلی سے اُن کی طرف اشارہ کیا، پھر پلٹا، مگر سعید نے حرکت نہ کی اور نہ اُس کے پیچھے روانہ ہوئے، اُس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے۔

دربان اُن کے قریب آیا اور دوبارہ اشارہ کیا پھر کہا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں آپ کی طرف اشارہ کرتا ہوں، انھوں نے کہا کہ تمھیں کیا کام ہے، اُس نے کہا کہ امیرالمومنین بیدار ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا کہ مسجد میں دیکھو کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے، آپ امیرالمومنین کا حکم مانیے، پوچھا کیا اُس نے تمھیں میرے پاس بھیجا ہے، اُس نے کہا نہیں، البتہ یہ کہا کہ جاؤ اور دیکھو اہل مدینہ میں سے کوئی ہم سے بات کرنے والا ہے؟ میں نے آپ سے زیادہ خوش ہئیت کسی کو نہیں دیکھا، سعید نے کہا کہ جاؤ اور اُسے خبر دو کہ میں اُس سے بات

کرنے والوں میں نہیں ہوں"۔
دربان یہ کہتا ہوا گیا کہ مجھے تو یہ بڈھا پاگل معلوم ہوتا ہے، عبدالملک کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ میں نے مسجد میں سوائے ایک بڈھے کے اور کسی کو نہ پایا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہیں ہوا میں نے اُس سے کہا کہ امیرالمومنین نے کہا ہے کہ دیکھو مسجد میں تمہیں کوئی مجھ سے بات کرنے والا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں امیرالمومنین سے بات کرنے والوں میں نہیں ہوں اور مجھ سے کہا کہ امیرالمومنین کو خبر کردو، عبدالملک نے کہا کہ وہ سعید بن المسیب ہیں، لہذا انہیں چھوڑ دو۔
ابی بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے جب بنی امیہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے کہ میں اُن کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میرے رب نے کہلوایا ہے کہ "ربنا اغفرلنا ولاخواننا" (اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت کر) یہاں تک کہ وہ آیت پوری کرتے تھے۔
۹۷ عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہ تیس سال سے میں نے اپنے متعلقین میں اذان نہیں سنی۔ (یعنی اذان کے وقت مسجد میں ہوتے تھے)۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں چالیس سال سے نماز سے واپس ہوتے لوگوں سے نہیں ملا۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس سال سے اُن سے نماز جماعت فوت نہیں ہوئی، نہ انہوں نے لوگوں کی گدیاں دیکھیں (یعنی ہمیشہ صف اول میں جگہ لی) عمران نے کہا کہ باوجود اس کے سعید بکثرت بازار کی آمدورفت کرتے تھے۔
ابن شہاب نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ اگر آپ صحرا میں رہتے تو خوب ہوتا، میں نے اُن سے صحرا کا اُس کی زندگی اور اُس کی تاریکی کا ذکر کیا، سعید نے کہا کہ تاریکی ہونے پر کیسے گذر ہوگا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میرے مکان کے بعد مجھے مدینے میں کسی مکان نے راستہ نہ بھلایا سوائے اس کے کہ میں اپنی بیٹی کے مکان پر کبھی کبھی آجاتا ہوں اور اسے سلام کرتا ہوں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب کی عمر کے چالیس سال اس طرح گزر گئے کہ جب مسجد میں آتے تو اپنے متعلقین کو اس طرح پاتے کہ وہ لوگ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر اُن کا استقبال کرتے۔

بشر بن عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ میرے چچا آپ نکل کر اپنی قوم کے ساتھ ہنس نہیں کھاتے (یعنی لطف معاشرت نہیں اٹھاتے) اُنھوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے، اس سے اللہ کی پناہ کہ میں پچیس یا پانچ نمازیں ترک کروں۔ حالانکہ میں نے کعب کو کہتے سنا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ دودھ اس طرح پانی بن جائے کہ قریش اُن گھاٹیوں میں اونٹوں کی دُموں کے پیچھے جائیں، شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے۔ (یعنی جماعت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر میرے لئے عزلت ہی مناسب ہے)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اُن کی آنکھیں دُکھنے آئیں، لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد اگر آپ وادی عقیق چلے جاتے اور وہاں سبزے کو دیکھتے تو اس (مرض) میں کمی محسوس کرتے، اُنھوں نے کہا کہ رات کو اور صبح کو جو حوادث آتے ہیں اُن سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہ میں نے لیالی حرہ (یزید کی لشکر کشی کے زمانے) میں اپنے کو اس حالت میں دیکھا
ہے کہ مسجد میں مخلوق خدا میں سے سوائے میرے کوئی نہ تھا، اہل شام گروہ گروہ ۹۸
ہو کر داخل ہوتے اور کہتے کہ اس پاگل بڈھے کو دیکھو، کسی نماز کا وقت نہ آتا کہ میں قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں اذان کی آواز نہ سنتا ہوں، اذان سننے کے بعد میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا، حالانکہ مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا۔

طلحہ بن محمد بن سعید نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں

سعید بن المسیب مسجد میں تھے نہ اُنھوں نے یزید کی بیعت کی اور نہ وہاں سے ہٹے، اُن لوگوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھتے اور نماز عید کے لئے بھی جاتے۔ شامی قتل کر رہے تھے اور لوٹ رہے تھے اور سعید مسجد ہی میں تھے کہ اُس سے سوائے رات بھر کے ہٹتے نہ تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں لوگوں کے محفوظ ہونے تک قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے اذان کی آواز سنتا تھا۔ جماعت کی خبر مجھے معلوم نہیں۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے بُرد مولائے ابن المسیب سے کہا کہ ابن المسیب کی نماز اپنے گھر میں کیا تھی، مسجد میں اُن کی نماز کو تو ہم جانتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ واللہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتے تھے سوا اس کے کہ "ص والقرآن ذی الذکر" پڑھتے۔

عطاء سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو تاوقتیکہ وہ نماز سے فارغ نہ ہولیں اور امام واپس نہ ہولے کوئی بات نہیں کرتے تھے، اس کے بعد وہ چند رکعتیں پڑھتے تھے، پھر بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اُن سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب پے در پے روزہ رکھتے تھے، جب آفتاب غائب ہوجاتا تو اُن کے لئے اُن کے گھر سے پانی لایا جاتا، اُسے وہ پیتے تھے۔

عاصم بن العباس الاسدی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب (اللہ کو) یاد دلاتے تھے اور (اللہ کا) خوف دلاتے تھے۔

عاصم بن العباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب کو رات کے وقت اپنی سواری پر قرآن پڑھتے سنا، وہ بہت پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو (نماز میں) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بلند آواز سے پڑھتے سنا۔

عاصم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب شعر سننا پسند کرتے تھے خود اُسے نہیں پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اپنے ناخن بڑھنے نہ دیتے تھے، میں نے سعید کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کترواتے تھے جو منڈانے کے مشابہ تھا، میں نے انھیں دیکھا کہ جو شخص اُن سے ملتا اُس سے مصافحہ کرتے، میں نے دیکھا کہ بہت ہنسنے کو ناپسند کرتے تھے، جب پیشاب 99
کرتے تو وضو کرتے اور جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ وہ انبیاء کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا ناپسند کرتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب اپنے کجاوے میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب (ازار کے اندر) غرقی باندھے ہوتے۔

عمران سے مروی ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ سعید بن المسیب کے جسم پر کس تعداد میں ہرات کے کرتے دیکھے۔

وہ یہی سفید قیمتی چادریں استعمال کرتے تھے، عیدین میں عید الفطر و عید اضحیٰ میں اُن کو حرارت آجاتی۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کسی سے جھگڑا نہیں کرتے تھے، اگر کوئی انسان اُن کی چادر مانگتا تو اس کی طرف پھینک دیتے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کپڑے پر نماز پڑھنے کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ بدعت ہے۔

غنیمہ جاریۂ سعید سے مروی ہے کہ سعید اپنی بیٹی کو (بنات العساج) ہاتھی دانت کی گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ البتہ ڈھول کی اجازت دے دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کو پکارا گیا تو انھوں نے جواب دیا، پھر پکارا گیا تو پھر جواب دیا، سہ بارہ پکارا گیا تو انھوں نے قاصد کو سنگریزے مارے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مجھے کپڑے سے زیادہ کوئی تجارت

پسند نہیں تاوقتیکہ اُس میں قسمیں نہ واقع ہوں۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ میں نے ایک شخص کو نشے میں پایا، کیا اُس کے متعلق آپ کی رائے میں مجھے یہ گنجائش ہے کہ سلطان تک اُس کی شکایت نہ پہنچاؤں، سعید نے اُنھیں جواب دیا کہ اگر تم اُسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو چھپاؤ۔

عمران بن عبداللہ بن طلحہ الخزاعی سے مروی ہے کہ رمضان میں مسجد نبی علیہ السلام میں شربت لایا جاتا، کوئی شخص یہ خواہش نہیں کرتا تھا کہ وہ سعید بن المسیب کے پاس شربت لائے اور وہ اُسے پییں، اگر اُن کے مکان سے شربت لایا جاتا تو وہ اسے پی لیتے اور اگر اُن کے مکان سے کچھ نہیں لایا جاتا تو وہ تاوقتیکہ واپس نہ ہوں کچھ نہیں پیتے تھے۔ ۱۰۰

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اُن سے ورم کے خُردے کو پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ فساد فی الارض (زمین کے اندر فساد) ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ وہ چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے تھے، جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اُس کی بندش کھول دیتے، سجدہ کرتے پھر لوٹتے تو چادر لپیٹ لیتے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ برد مولائے ابن المسیب نے سعید بن المسیب سے کہا کہ یہ لوگ جو کرتے ہیں اس سے بہتر آپ نے نہیں دیکھا، سعید نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں، برد نے کہا کہ اُن میں سے ایک آدمی ظہر پڑھتا ہے پھر عصر تک برابر اپنے دونوں پاؤں سیدھے کیے نماز پڑھتا رہتا ہے، سعید نے کہا کہ اے برد تم پر افسوس ہے، یہ عبادت نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ عبادت کیا ہے، صرف اللہ کے حکم میں غور کرنا اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا عبادت ہے۔

حکم بن ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اُنھوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ ابن عباسؓ کے مولیٰ نے ابن عباسؓ پر جھوٹ کہا، پھر میں نے اسی مولیٰ سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ

ابو محمد کو ابن الزبیر زیادہ پسند ہیں یا اہل شام؟ یہ بات سعید نے سن لی انھوں نے کہا کہ اے عراقی تمھیں دونوں میں سے کون زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو ابن الزبیر اہل شام سے زیادہ پسند ہیں، انھوں نے کہا کہ کیا میں ابھی تمھیں مضبوط نہ پکڑ لوں اور کہوں کہ یہ زبیری ہے، میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے آپ کو بتادیا، لہذا آپ بھی مجھے بتا دیں کہ اُن دونوں میں آپ کو کون زیادہ پسند ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہرگز نہیں میں نہیں پسند کرتا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب بہ کثرت کہا کرتے تھے "اللھم سلم سلم" (اے اللہ محفوظ رکھ محفوظ رکھ)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں اسّی سال کو پہنچ گیا میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں اُن کی بینائی بھی قریب قریب جاتی رہی تھی۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ مجھے عورتوں کے خوف سے زیادہ اپنے نفس پر کسی کا خوف نہیں، لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد نہ آپ جیسا شخص عورتوں کی خواہش کرتا ہے اور نہ عورتیں اُس کی خواہش کرتی ہیں، انھوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا میں تم سے کہتا ہوں، حالانکہ وہ بہت بوڑھے تھے آنکھوں سے پانی بہا کرتا تھا اور کم نظر آتا تھا۔

۱۰۱ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب مدینے میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، اعیدین اور) ایام تشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ) میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیال کی کمی دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ مجھ سے سعید بن المسیب نے کہا کہ اپنے قائد (اونٹ کی نکیل پکڑ کے چلنے والے) سے کہو کہ وہ اس شخص کے چہرے اور اُس کے جسم کو دیکھے وہ گیا اور دیکھا تو کالا آدمی تھا، واپس آیا تو کہا کہ میں نے ایک حبشی

کا چہرہ دیکھا جس کا جسم سفید ہے، اُنھوں نے کہا کہ اس شخص نے طلحہؓ و زبیرؓ و علیؓ کے گروہ کو گالی دی، میں نے منع کیا نہ مانا تو بددعا کی، اور کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تیرا منہ کالا کرے۔ اُس کے منہ میں ایک پھوڑا نکلا اور چہرہ کالا ہوگیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اُن سے درم کے حزوے کو پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب سے کتاب اللہ کی کوئی آیت دریافت کی گئی (یعنی اس کی تفسیر) تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں (اپنی) رائے سے کچھ نہیں کہتا، مالک نے کہا کہ مجھے قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت پہنچی۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب قریش کے ایک شخص سے ملے جن کے ہمراہ بارش کی رات میں چراغ تھا، اُنھوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اے ابو محمد آپ نے کس طرح رات کی، کہا کہ الحمد للہ، جب وہ شخص اپنے مکان پر پہنچا تو اندر چلا گیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ چراغ بھیجتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ مجھے تمھارے نور کی حاجت نہیں، مجھے اللہ کا نور تمھارے نور سے زیادہ پسند ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ تم لوگ (مصحف یعنی قرآن کو) مُصَیحِف (چھوٹا سا قرآن) اور مسجد کو مُسَیجِد (چھوٹی سی مسجد) ہرگز مت کہو، اس کی تعظیم کرو، جس کی اللہ نے تعظیم کی، جس کی اللہ نے تعظیم کی وہ بزرگ و بہتر ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں قریب صبح نکلا تو ایک نشے والا پایا، اُسے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں لایا، سعید بن المسیب سے ملا اور کہا کہ اگر کوئی شخص کسی نشے والے کو پائے تو کیا وہ اُسے سلطان کے حوالے کردے کہ وہ اُس پر حد قایم کرے، اُنھوں نے کہا کہ اگر تم اُسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو ایسا کرو۔ ۱۰۲

میں اپنے گھر واپس آیا اُس شخص کو افاقہ ہوگیا تھا، جب اُس نے مجھے دیکھا تو میں نے اُس میں حیا محسوس کی، اس سے کہا کہ تمھیں شرم نہیں آتی، اگر کل شام کو تم گرفتار کرلئے جاتے تو تمھیں ضرور حد لگائی جاتی (یعنی اسّی تازیانے) اور تم لوگوں میں مثل مردے کے ہو جاتے کہ تمھاری شہادت جائز نہ ہوتی، اُس نے

کہا، واللہ میں کبھی اُس کا اعادہ نہ کروں گا، ابن حرملہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اب تک اُس کا حال اچھا ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے دو درہم (مہر) پر کیا۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے قریش کے ایک نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی کی، شام ہوئی تو بیٹی سے کہا کہ اپنے کپڑے باندھ لو اور میرے ساتھ چلو، انھوں نے اپنے کپڑے باندھ لئے پھر بیٹی سے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھو، بیٹی نے دو رکعت نماز پڑھی اور خود انھوں نے بھی دو رکعت نماز پڑھی، پھر انھوں نے اُن کے شوہر کو بلا بھیجا اور بیٹی کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھ دیا، کہا کہ انھیں لے جاؤ، وہ انھیں اپنے مکان لے گئے۔

اُن کی والدہ نے زوجہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہیں انھوں نے کہا کہ میری بیوی سعید بن المسیب کی بیٹی جن کو انھوں نے میرے حوالے کر دیا، والدہ نے کہا کہ میری صورت تمھاری صورت پر حرام ہے اگر تم اُس وقت تک اُن کے پاس گئے جب تک کہ میں اُن کے ساتھ وہ بناؤ سنگار نہ کرلوں جو قریش کی عورتوں کا کیا جاتا ہے، انھوں نے اُن کو اپنی والدہ کے سپرد کر دیا، ماں نے اُن کا سنگار کیا پھر شوہر نے اُن سے زفاف کیا۔

عبید بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے تھے، میں نے اُن کے بدن پر تہ بند، طیلسان (جو ایک لباس ہے) اور دو موزے دیکھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو عمامہ باندھے ہوئے دیکھا، اُن کے سر پر سفید عمامے کے ساتھ باریک ٹوپی تھی، عمامے میں سرخ دھاریاں تھیں اور عمامے کو اپنے پیچھے ایک بالشت لٹکاتے تھے۔

عُشیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عُشیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اُس پر سے سُرخ چادر اوڑھتے تھے۔

عثمان بن عثمان المخزومی سے مروی ہے کہ ہم نے سعید بن المسیب کے جسم پر سرخ چادر دیکھی۔

۱۰۳ عبد اللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ بسا اوقات نماز میں اپنی تہمد ڈھیلی کر دیتے تھے اور بسا اوقات اُسے باندھ لیتے تھے۔

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے جسم پر ایک کرتہ دیکھا جو اُن کی آدھی پنڈلیوں تک تھا اور آستینیں اُن کی اُنگلیوں کے کناروں سے نکلی ہوئی تھیں کرتے پر ایک چادر تھی جو پانچ گز (۵ ہاتھ) اور ایک بالشت کی تھی۔

اسماعیل بن عمران سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب طیلسان الیاس پہنتے تھے جس کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔

اسماعیل سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے بدن پر ایک طیلسان دیکھا جس پر ریشم کی گھنڈیاں تھیں، میں نے کہا کہ آپ کے طیلسان کی گھنڈیاں تو ریشم کی ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم نے اُسے پائدار پایا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو سوائے سفید کے اور کسی رنگ کا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے بدن پر گیرو کے رنگ کا چادرہ اور کرتا دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کو دیکھتا تھا کہ پاجامہ پہنتے تھے، میں نے سعید کے (بالوں میں) پٹے دیکھے جن میں وہ مانگ نکالتے تھے۔

عُثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ عشاء کے وقت پاجامے اور چادر میں آئے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو اس طرح دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو ریشم کی چادریں گیروے رنگ کی تھیں اور ایک لانبے کا کرتا جس کی آستینوں سے اُن کے ہاتھ باہر رہتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب پر خز (سوت اور ریشم ملا ہوا)

کپڑا) دیکھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اُن کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان نہ تھا۔ ۱۰۴

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید المسیب کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے، (ہاں) اُسے بہتر طریقے سے کترواتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب خضاب نہیں لگاتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو سفید سر اور ڈاڑھی والا دیکھا۔

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اُن میں بڑھاپے کا تغیر نہیں تھا۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جو کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جو اُنھیں دشوار ہوتی تو وہ کہتے کہ سعید بن المسیب سے پوچھو کیونکہ وہ صالحین کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ کتابوں سے ڈرتے تھے، اگر اُس زمانے میں ہم لکھتے ہوتے تو سعید کے علم و رائے سے ہم بہت کچھ لکھ لیتے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب جب مکتب سے گزرتے تو بچوں کو دیکھ کے کہتے کہ ہمارے بعد یہی لوگ ہوں گے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو اُن کی بیماری کے زمانے میں دیکھا کہ چت لیٹے نماز پڑھتے تھے اپنے سر سے سینے تک اشارہ کرتے اور سر تک کچھ نہیں اٹھاتے تھے، سعید نے کہا کہ مریض جب بیٹھنے پر

فا ور نہ ہو تو اشارہ کرے اور اپنے سر تک کچھ نہ اٹھائیے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس گیا جو سخت بیمار تھے، چت لیٹ کر اشارے سے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے میں نے انھیں "والشمس وضحٰھا" پڑھتے سنا۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں سعید بن المسیب کے ساتھ تھا، ایک شخص نے کہا کہ اس کے لئے استغفار کرو، انھوں نے کہا کہ اُن کا رجز خواں کیا کہتا ہے، میں نے تو اپنے متعلقین کو منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ ان کا رجز خواں رجز پڑھے اور لوگ یہ کہیں کہ سعید بن المسیب کی وفات ہو گئی، مجھے وہی کافی ہے جسے لے کے پروردگار کے پاس واپس جاؤں، میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ عود دان لے جائیں، کیونکہ اگر میں پاک ہوں

۱۰۵ تو جو اللہ کے پاس ہے وہ میرے لئے اُن کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

سعید بن المسیب سے (ایک دوسرے طریق سے بھی) اسی کے مثل مروی ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب میری وفات کا وقت آئے تو میں نے اپنے متعلقین کو تین باتوں کی وصیت کی ہے کہ میرے ساتھ رجز خوان نہ چلے، نہ ہمراہ آگ ہو اور (تجہیز وتکفین میں) میرے ساتھ عجلت کی جائے، کیونکہ اگر میرے پروردگار کے پاس میرے لئے خیر ہے تو وہ اس سے بہتر ہے جو تمھارے پاس ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے مرض موت میں کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر نہ نصب کرنا، نہ مجھے سرخ چادر پر اُٹھانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا، نہ کسی کو اطلاع کرنا، مجھے وہی کافی ہے جو میرے رب کے پاس مجھے پہنچا دے۔ اور نہ اُن کا رجز خواں میرے ساتھ ہو۔

عبدالرحمٰن بن الحارث المخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب علیل ہوئے، بیماری بہت بڑھ گئی تو عیادت کے لئے نافع بن جبیر بن مطعم آئے اُن پر بیہوشی طاری ہو گئی تو نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ اُن کا بستر قبلے کے رُخ کر دو، لوگوں نے کر دیا، جب افاقہ ہو گیا تو کہا کہ تمھیں کس نے حکم دیا کہ میرا بستر قبلے کی طرف پلٹ دو، کیا نافع بن جبیر نے تمھیں حکم دیا، نافع

نے کہا جی ہاں، سعید نے کہا کہ اگر میں قبلے و ملت پر نہ ہوا تو تمھارا میرے بستر کو پھیرنا
مفید نہ ہوگا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس گیا
جو اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، میں نے اُن کے بیٹے محمد سے کہا کہ اُن کا
بستر پلٹ دو اور اُنھیں قبلہ رُخ کر دو، سعید نے کہا کہ ایسا نہ کرو، میں اُسی
پر پیدا ہوا، اُسی پہ مروں گا اور انشاء اللہ اُسی پر اُٹھایا جاؤں گا۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ
سعید بن المسیب کے پاس گئے اُن پر غشی طاری تھی، اُنھیں قبلہ رُخ کر دیا گیا،
جب افاقہ ہوا تو اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ کس نے کیا، کیا میں مرد مسلم
نہیں ہوں کہ جہاں کہیں ہوں میرا رُخ اللہ ہی کی طرف ہے۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب وفات کے وقت
جب سخت علیل ہو گئے تو اُنھیں قبلے کی طرف پھیر دیا گیا، جب افاقہ ہو گیا تو پوچھا
کہ میرا بستر کس نے پلٹا تو م خاموش رہی، اُنھوں نے کہا کہ یہ فعل نافع بن جبیر کا ۱۰۶
ہے کیا میں اسلام پر نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں؟۔

زرعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب کی وفات
ہوئی میں اُن کے پاس ہو جو دتھا، کہتے تھے کہ اے زُرعہ میں تمھیں اپنے بیٹے
محمد پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ کسی کو میری اطلاع نہ کریں، مجھے وہی چار آدمی کافی
ہیں جو مجھے اُٹھا کر میرے رب تک لے جائیں گے، اور نہ میرے ساتھ کوئی بلند
آواز سے رونے والی ہو جو میرے بارے میں وہ (صفات) بیان کرے جو
مجھ میں نہیں ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب کی وفات کا وقت
آیا تو اُنھوں نے دینار چھوڑے اور کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ میں نے
صرف اس لئے چھوڑے کہ میں اُن کے ذریعے سے اپنا دین اور اپنا حسب
و نسب محفوظ کروں۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب

کی وفات ہوئی میں اُن کے پاس موجود تھا میں نے اُن کی قبر کو دیکھا کہ اس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کی وفات مدینے میں سنہ ۹۴ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، وہ پچھتر سال کے تھے جس سال سعید کی وفات ہوئی بہ کثرت فقہاء نے انتقال کیا اس وجہ سے اُسے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب جامع، ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت یعنی مستقل مزاج یا قابل وثوق، فقیہ، مفتی، مامون یعنی جن پر یہ اعتماد تھا کہ وہ جو کچھ فرمائیں گے صحیح فرمائیں گے، متقی، عالی رتبہ و بلند پایہ شخص تھے۔

عبداللہ بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب،

اُن کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں، ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

عبداللہ بن مطیع کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور یعقوب، دونوں کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد و عمران، اُن کی والدہ ام عبدالملک بنت عبداللہ بن خالد بن اُسید ابن ابی العیص بن اُمیہ تھیں۔

ابراہیم و بُریہہ کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل و زکریا، کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب تھیں۔

ام سلمہ و ام ہشام ان کی والدہ دختر خراش بن امیہ بن ربیعہ بن الفضل بن منقذ

ابن عفیف بن کلیب بن حُبشیہ بن خزاعہ تھیں۔

عبداللہ بن مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے سقیاء
107 اور الواء کے درمیان اُن کی زمینیں اور کنواں تھا جو بیر(چاہ) ابن مطیع کے نام سے مشہور تھا، لوگ وہاں اُترتے تھے۔

امیہ بن محمد بن عبداللہ بن مطیع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے فتنۂ یزید بن معاویہؓ کے زمانے میں مدینے سے بھاگنے کا ارادہ کیا، عبداللہ بن عمرؓ نے سنا تو اُن کی جانب نکلے، اُن کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اطاعت کا عہد کبھی نہ دوں گا، انھوں نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے ایسا نہ کرنا کیونکہ میں شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس حالت پر مر جائے کہ بیعت نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

ابی عون سے مروی ہے کہ جب حسینؓ بن علیؓ نکلے کا ارادہ کر کے مدینے سے نکلے تو ابن مطیع پر گزرے، وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے، انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں کا قصد کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مکے کا ارادہ ہے، مزید بیان کیا کہ وہاں جو اُن کے شیعہ ہیں انھوں نے لکھا ہے (اور بلایا ہے)، ابن مطیع نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنی ذات سے ہمیں مستفید کیجئے اور اُن لوگوں کے پاس نہ جائیے حسینؓ نے انکار کیا تب ابن مطیع نے کہا کہ میں نے یہ کنواں کھودا ہے اور آج ہی کا دن ہے کہ ڈول میں کچھ پانی نکلے گا، اگر اُس میں ہمارے لئے اللہ سے برکت کی دعا کر دیتے (تو بہتر ہوتا)، انھوں نے کہا کہ اُس کا پانی لاؤ، ڈول میں اُس کا پانی لایا گیا، انھوں نے اُس میں سے پیا پھر کلی کی اور اسے کنویں میں ڈال دیا وہ شیریں ہو گیا اور بہت پانی ہو گیا۔

عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حسینؓ بن علیؓ، ابن مطیع کے پاس سے گزرے، وہ اپنے کنویں پر تھے جس کو انھوں نے کھودا تھا، حسینؓ اپنی سواری سے اُترے تو ابن مطیع نے انھیں اُٹھا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا دیا، پھر

کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنے آپ کو ہمیں لوگوں میں رکھئے کیونکہ واللہ اگر وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو یہ قوم ہم لوگوں کو ضرور غلام بنا لے گی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں جب یزید بن معاویہؓ نے ارادہ کر لیا کہ مدینے پر لشکر کشی کرے گا تو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اُس سے اُن لوگوں کے بارے میں گفتگو کی اور اُسے اُن لوگوں پر نرم کیا اور کہا کہ تو اُن لوگوں کے سبب سے اپنے آپ ہی کو قتل کرے گا۔

یزید نے کہا کہ میں پہلا لشکر بھیجوں گا اور حکم دوں گا کہ وہ مدینے سے گزرتے ہوئے ابن الزبیر کی جانب جائیں کیونکہ انھوں نے ہمارے لئے جنگ قائم کی ہے، اہل لشکر مدینے کو راستہ بنائیں مگر اہل مدینہ سے قتال نہ کریں، اگر اہل مدینہ فرماں برداری کا اقرار کر لیں تو انھیں چھوڑ دیں اور ابن الزبیر کی طرف بڑھ جائیں اگر وہ لوگ اقرار کرنے سے انکار کریں تو اُن سے قتال کریں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ میں اسے بہت بڑی گنجائش سمجھا اور قریش کے ان تینوں حضرات عبداللہ بن مطیع و ابراہیم بن نُعیم النخام و عبدالرحمٰن بن عبداللہ
۱۰۸ ابن ابی ربیعہ کو کہ اہل مدینہ نے اپنا معاملہ اُن کے سپرد کر دیا تھا لکھ کر ان لوگوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ جو گزرے اُس کا استقبال کرو، سلامت و امن کو غنیمت جانو اور اُس کے لشکر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ اُن لوگوں کو اپنے پاس سے گزر جانے دو، تینوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ لشکر کبھی ہمارے پاس داخل نہ ہونے پائے گا۔

سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے ایام حرہ میں اپنا معاملہ عبداللہ بن مطیع کے سپرد کر دیا تھا، وہی اس کے منتظم تھے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قریش نے باہم رشک کیا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنائیں، اُس زمانے میں عبداللہ بن مطیع و ابراہیم بن نعیم و محمد بن ابی جہم

وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ابی ربیعہ تھے کہ عمر میں بھی اور شرف میں بھی بے پایاں شہرت رکھتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس نے عبداللہ بن مطیع کو اُس وقت منبر پر دیکھا کہ یزید کے مخبر مخیض میں تھے اور شکر ذی خشب میں تھا اُنھوں نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ سے تقویٰ اور اُس کے کام میں کوشش لازم ہے، بزدلی اور آپس کی نزاع و اختلاف سے بچو، موت کے لئے تیار رہو، واللہ نہ اُس سے کوئی مفر ہے نہ بھاگنے کی جگہ، آدمی کا مقابلے پر بہ نیت ثواب قتل ہوتا اس سے ضرور بہتر ہے کہ وہ پشت پھیرتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کی گردن پکڑی جائے، یہ گمان نہ کرو کہ اُس قوم کے پاس زندگی ہے، لہذا اُن کے لئے اپنی جانیں خرچ کرو، کیونکہ وہ لوگ بھی موت کو ایسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مطیع سے کہا کہ یوم الحرہ میں تم نے کیونکر نجات پائی حالانکہ تم نے اہل شام کا جو غلبہ دیکھا وہ دیکھا، عبداللہ نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ اگر وہ لوگ ایک مہینے قیام کریں تب بھی ہم میں سے کسی کو قتل نہ کر سکیں گے، جب ہمارے ساتھ جو کیا گیا وہ کیا گیا، خدا نے انھیں ہم پر غالب کر دیا اور لوگ بھاگ گئے تو مجھے حارث بن ہشام کا شعر یاد آیا۔

وعلمت انی ان اُقاتل واحدا ٭ اُقتل ولا یضرو عدوی مشھدی

مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر میں نے تنہا قتال کیا تو۔ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور میرا موجود ہونا میرے دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔

میں بھاگ کے چھپ گیا، اور ابن الزبیر سے جا ملا میں پورے طور پر تعجب کرتا تھا کہ ابن الزبیر کے پاس وہ لوگ تین مہینے تک کیوں نہیں پہنچے حالانکہ ان پر راستے بند کر دیے تھے اور منجنیق نصب کر دی تھی، اُن کے متعلق اُن لوگوں نے مختلف عمل کئے تھے ابن الزبیر کے ساتھ اس وقت خوارج کے ایک گروہ اور ایک

۱۰۹ دوسری مختصر جماعت کے علاوہ کوئی دوسرا مدافعت کرنے والا نہ تھا یوم الحرہ میں ہمارے ساتھ دو ہزار آدمی مدافعت کرنے والے تھے مگر ہم اہل شام کو ایک دن سے زیادہ نہ روک سکے۔

عیسیٰ بن طلحہ کہتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن مطیع کا ذکر کیا کہ یوم الحرہ میں مسلم بن عقبہ سے بچ کے مکے میں ابن الزبیر سے مل گئے پھر عراق بھاگ گئے، حالانکہ ہر سمت انھوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے لیکن میری رائے اُن سے اور اپنی قوم کے دوسروں سے درگزر کرنا ہے، اُن لوگوں کے قتل سے (گویا) میں اپنے آپ ہی کو قتل کروں گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع عبداللہ بن الزبیر کے تمام امور میں اُن کے ساتھ تھے، جب سنہ ۶۴ھ کے حج سے لوگ لوٹے اور سنہ ۶۵ھ شروع ہو گیا تو اہل مکہ نے عبداللہ بن الزبیر سے بیعت کرلی سب سے پہلے اُن کی بیعت کرنے والے عبداللہ ابن مطیع اور عبداللہ بن صفوان اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبید بن عمیر تھے، اہل آفاق جو موجود تھے سب نے اُن سے بیعت کی، ابن الزبیر نے منذر بن الزبیر کو والی مدینہ اور عبداللہ بن مطیع کو والی کوفہ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو والی بصرہ بنایا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار نے ابن ابی عبید سے عراق کی جانب عبداللہ بن الزبیر سے بغاوت کرنے پر اصرار کیا اُس نے اُسے اجازت دے دی، ابن الزبیر نے ابن مطیع کو جو کوفے پر اُن کے عامل تھے لکھ کر مختار کا حال جو اُن کے نزدیک تھا بیان کیا، مختار کوفے آیا تو ابن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی، اُس نے ابن الزبیر کی خیرخواہی ظاہر کی مگر خفیہ طور پر اُن کی برائی کے درپے ہوا اور ابن الحنفیہ کی بیعت کی جانب دعوت دی لوگوں کو ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اور ایک جماعت بنا کر روانہ ہوا، معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ اُس کے لشکر نے ابن مطیع کے لشکر پر حملہ کیا اور لوگوں کو ہلاک کیا، ابن مطیع بھاگ گئے۔

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع کو اطلاع دی گئی کہ کوفے پر مختار کی نیت خراب ہو گئی ہے تو انھوں نے ایاس بن المضارب العجلی کو جو ابن مطیع کے شحنہ تھے اس کی جانب بھیجا، انھوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور محل کو لائے، راستے میں شیعہ اور موالی مل گئے، ان لوگوں نے اسے چھڑا لیا، ایاس بن المضارب قتل کر دیے گئے اور ان کے ساتھی بھاگ گئے۔

ابن مطیع نے راشد بن ایاس بن المضارب کو شحنہ بنایا، مختار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو حبشیہ کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا اس نے
انھیں بھی قتل کر دیا اور راشد کا سر مختار کے پاس لایا، پھر جب عبد اللہ بن مطیع ۱۱۰
نے یہ دیکھا تو انھوں نے اس شرط پر اپنی جان و مال پر امان طلب کی کہ وہ ابن الزبیر کے پاس چلے جائیں گے، مختار نے انھیں پناہ دے دی اور وہ ابن الزبیر کے پاس چلے گئے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ ابن مطیع بغیر امان لئے بھاگ گئے، مختار نے انھیں تلاش نہیں کیا اور کہا کہ میں تو ابن الزبیر کا فرمانبردار ہوں ابن مطیع کیوں چلے گئے۔

ریاح بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع نے عمر بن سعد ابن ابی وقاص سے کہا کہ تم نے ہمدان اور رے کو اپنے چچا کے بیٹے کے قتل پر اختیار کر لیا، عمر نے کہا کہ وہ ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ آسمان سے ہو چکا تھا، میں نے قتل جنگ اپنے چچا کے بیٹے سے عذر کیا مگر انھوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا، جب ابن مطیع نکلے اور مختار سے بھاگے تو مختار اپنے ساتھیوں کو عمر بن سعد کے مکان پر لے گیا انھیں ان کے مکان میں قتل کر دیا اور ان کے بیٹے کو بھی بہت بری طرح قتل کیا۔

عبد اللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابن مطیع کوفے سے نکلے تو ان کے پیچھے مختار نے عبد اللہ بن الزبیر کے نام ایک خط بھیجا جس میں اس نے ابن مطیع کی شکایت کی انھیں بزدل بتایا اور کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہو کر کوفے آیا، یہاں عبد اللہ بن مطیع کو بنی امیہ کے

معاملے میں چشم پوشی کرنے والا پایا، آپ کی بیعت کا بار اپنی گردن پر لینے کے بعد مجھے اس کی گنجائش نہ تھی کہ میں انھیں اس حالت پر برقرار رکھتا، وہ کوفے سے چلے گئے اور میں اپنی جانب سے آپ کی فرمانبرداری پر ہوں۔

ابن مطیع ابن الزبیر کے پاس آئے تو انھوں نے اُن کو اس کے خلاف خبر دی کہ وہ ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دیتا ہے، مگر ابن الزبیر نے اُن کا قول قبول نہ کیا اور مختار کو لکھا کہ میرے پاس بہ کثرت تمھارے خلاف وہ امر بیان کیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ تم اُس سے بری ہو، لیکن قلب کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ جو کچھ کہیں وہ اُس میں واقع ہو جائے، تم نے جب اپنی بہترین رائے کی طرف رجوع کیا تو ہم تم سے قبول کرتے ہیں اور تمھاری تصدیق کرتے ہیں، ابن الزبیر نے اُسے کوفے کے لوگوں پر والی مقرر کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع مکے میں عبداللہ ابن الزبیر کے ساتھ مقیم رہے، یہاں تک کہ اُن کی وفات عبداللہ بن الزبیر کے قتل سے کچھ ہی پہلے ہوئی۔

عبدالرحمان بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن [illegible]

۱۱۱ اُن کی والدہ ام کلثوم بنت معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی ابن الدیل بن بکر تھیں۔

عبدالرحمان بن مطیع کے یہاں ہشام پیدا ہوئے جن کا سوائے عورتوں کے کوئی پس ماندہ نہ تھا، اور محمد اکبر و مطیع و عبدالملک و محمد اصغر اُن سب کی والدہ ام سلمہ بنت مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ تھیں۔

عبدالرحمن بن مطیع کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔
اِن دونوں کے بھائی۔

سلیمان بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب اُن کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی البخیار تھیں، ابی البخیار کا نام عبد یا لیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔
سلیمان بن مطیع کے یہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ بنی نصر میں سے کوئی تھیں۔
سلیمان بن مطیع یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سعید

ابن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اُن کی والدہ ام عُبَید اروی بنت عمرکی بن عمرو بن قیس بن سُوید بن عمرو بنی عَدّ میں سے تھیں، عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں عثمان اور ابوبکر وسعید وعمر پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ربیعہ بنت یزید بن عبداللہ ابن عمرو بن حبیب بن عتاب بن رئاب بنی عَبس میں سے تھیں۔
عباس وخالد ویحییٰ، ان کی والدہ ام الحکم بنت ہلعاء بن نہیک بن معاویہ ابن الوحید بنی عامر کی تھیں۔
عکرمہ، ان کی والدہ ام الفضل بنت عکرمہ بن ربیعہ بنی ہلال میں سے تھیں۔
محمد جو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام حکیم کی والدہ عائکہ بنت سعد بن الاعشی

خزاعہ کے بنی المصطلق میں سے تھیں۔
عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی، ۱۰۹ھ میں بعمر اسّی سال وفات ہوئی، حدیث میں ثقہ تھے۔

عمرو بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لؤی ابن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمرو بن عثمان کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور خالد دونوں کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان بن امیہ تھیں۔

عبداللہ اکبر بن عمرو جو المطرف تھے، اُن کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن عمرؓ ابن الخطاب تھیں۔

عثمان اصغر بن عمرو، ان کی والدہ بنت عمارہ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

عمر بن عمرو، مغیرہ، ابوبکر و عبداللہ اصغر اور ولید کئی ام ولد سے تھے۔

عائشہ و ام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔

عمرو نے اپنے والد اور اسامہؓ بن زید سے روایت کی ہے، ثقہ تھے اُن کی احادیث ہیں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن فرزندان صحابہ کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا اُن میں سے عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے۔

عمر بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حُممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمر بن عثمان کے یہاں زید و عاصم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمر بن عثمان نے اسامہؓ بن زید سے روایت کی، اُن سے زہری نے روایت کی، مدینے میں اُن کا مکان تھا، قلیل الحدیث تھے۔

ابان بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حُممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر ابن غنم بن وہمان بن مُنہب بن دوس تھیں۔

ابان بن عثمان کے یہاں سعید پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی، اُن کی والدہ بنت عبد اللہ بن عامر بن کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عمر و عبد الرحمٰن و ام سعید، اُن کی والدہ ام سعید بنت عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

عمر اصغر و مروان۔ اور ام سعید صغریٰ، ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عمر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ یحییٰ بن الحکم بن

ابی العاص بن امیہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینے پر عامل تھے، اُن میں حماقت تھی، عبدالملک کے پاس بطور وفد کے عبدالملک کی بغیر اجازت گئے" عبدالملک نے کہا کہ تمھیں بغیر میری اجازت کے میرے پاس کیا چیز لائی، تم نے مدینے پر کس کو عامل بنایا، انھوں نے کہا کہ ابان بن عثمان بن عفان کو، اُس نے
۱۱۳ کہا لامحالہ تم وہاں واپس نہ جاؤ، عبدالملک نے ابان کو مدینے پر برقرار رکھا اور انھیں اُس پر اُن کی عہدہ داری کے متعلق لکھ دیا۔

ابان نے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو قضاء سے معزول کر دیا اور نوفل بن مساحق کو قضائے مدینے کا والی بنایا، ابان کی ولایت مدینے پر سات سال رہی، اسی میں وہ سال انھوں نے لوگوں کو حج کرایا، انھیں کی ولایت کے زمانے میں جابر بن عبداللہ اور محمد ابن الحنفیہ کی وفات ہوئی، بحیثیت والی کے اُن دونوں پر نماز پڑھی، اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے ابان کو مدینے سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل کو اس کا والی بنایا۔

خارجہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ابان کے برص (سفید داغ) بہت تھے، ہاتھ میں جس جس جگہ وہ تھا اُسے رنگتے تھے، چہرے کے داغ البتہ نہیں رنگتے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ اُن میں شدت سے بہرہ پن تھا۔

بلال بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کی آنکھوں کے درمیان تھوڑا سا سجدے کا نشان دیکھا۔

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے

حجاج بن فرافصہ نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں ابان بن عثمان کے پاس گیا، ابان نے کہا کہ جس نے صبح کے وقت "ولا الہ الا اللہ العظیم سبحان اللہ العظیم وبحمدہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہا تو وہ اس روز ہر بلا سے محفوظ رہے گا، اُس زمانے میں ابان کو فالج تھا، انھوں نے کہا کہ حدیث

اسی طرح ہے جس طرح میں نے تم سے بیان کی، سوائے اس کے کہ جس روز میں اس میں مبتلا ہوا میں نے اسے کہا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابان اپنی وفات سے ایک سال قبل فالج میں مبتلا ہوئے کہا جاتا ہے کہ ابان کو مدینے میں فالج کی شدت کی وجہ سے فلج ہوا، وفات مدینے میں یزید بن عبد الملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، ابان نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ تھے اور اُن کی احادیث ہیں۔

سعید بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف، اُن کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ تھیں اور اسماء کی والدہ اروی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھیں اروی کی والدہ رقیہ بنت الحارث ابن عبید بن عمر بن مخزوم تھیں، اور رقیہ کی والدہ رقیہ بنت اسید بن عبد العزی بن قصی تھیں، رقیہ کی والدہ خالدہ بنت ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سعید بن عثمان کے یہاں محمد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں، وہ قلیل الحدیث تھے۔

حُمید بن عبد الرحمٰن

ابن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، اُن کی والدہ ام کلثوم

بنت عقبہ بن ابی مُعَیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں، ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی، اور اروی کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد ابن قصی تھیں، ام حکیم البیضاء کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم اور فاطمہ کی والدہ صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم تھیں صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب اور تخمر کی والدہ سلمیٰ بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

حُمید کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔

حمید بن عبد الرحمٰن کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور مغیرہ وحَبّابہ کبریٰ وام کلثوم وام حکیم، ان سب کی والدہ جویریہ بنت ابی عمرو بن عدی بن علاج بن ابی سلمہ الثقفی تھیں جو اُن لوگوں کے حلیف تھے۔

عبد اللہ پیدا ہوئے اُن کی والدہ قریبہ بنت محمد بن عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عبد اللہ اصغر وبلال وعونہ وحکیمہ صغریٰ وبُرَیکہ ایک ام ولد سے تھیں۔

عبد الملک ایک ام ولد سے تھے اور عبد الرحمٰن بن حمید دوسری ام ولد سے تھے۔

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں عمر وعثمان کو دیکھا کہ شبِ تاریک کو دیکھتے تو مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد افطار کرتے۔

حمید بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ عمر وعثمان رمضان میں مغرب کی نماز پڑھتے، اُنھوں نے ''میں نے دیکھا''، نہیں کہا،

محمد بن عمر نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں ہمارے نزدیک مالک کی حدیث زیادہ ثابت ہے، حمید نے عمر کو نہ دیکھا نہ اُن سے کچھ سنا، شاید اُنھوں نے عثمان سے سنا ہو اس لئے کہ وہ اُن کے ماموں تھے اور وہ اُن کے پاس اسی طرح جاتے تھے جس طرح اُن کے چھوٹے بڑے لڑکے اُن کے پاس جاتے تھے اُنھوں نے سعید ابن زید بن عمرو بن نُفَیل اور معاویہ بن ابی سفیان اور ابوہریرہ اور نعمان
۱۱۵ ابن بشیر سے روایت کی ہے، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ تھیں، ثقہ وعالم وکثیر الحدیث تھے، حمید بن عبد الرحمٰن کی وفات بعمر تہتر سال ۹۵ھ میں مدینے

میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ اُن کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی، یہ غلط و خطا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ہو، نہ اُن کی عمر کے حساب سے اور نہ اُن کی روایت کے حساب سے، ۹۵ھ زیادہ صحیح اور صواب کے قریب تر ہے، واللہ اعلم۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، ابو سلمہ ہی عبد اللہ اصغر تھے، اُن کی والدہ تماضر بنت الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث ابن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب بن ہُبَل قضاعہ کی شاخ کلب میں سے تھیں، وہ پہلی کلبیہ تھیں جن سے قُرشی نے نکاح کیا۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کے یہاں سلمہ پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی اور تُماضر پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن و حسین و ابو بکر و عبد الجبار و عبد العزیز و نائلہ و سالمہ، ان سب کی والدہ ام حسن بنت سعد بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلب قضاعہ میں سے تھیں۔

عبد الملک و ام کلثوم صغریٰ کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ، جن سے بشر بن مروان بن الحکم نے نکاح کیا اور ان سے اُن کے یہاں اولاد ہوئی، ام کلثوم کی والدہ ام عثمان بنت عبد اللہ بن عوف تھیں۔

ام عبد اللہ و تماضر صغریٰ و اسماء، ان کی والدہ بُریہہ بنت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مُکمل بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عمر بن ابی سلمہ جن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔
لوگوں نے بیان کیا کہ سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ جب پہلی مرتبہ معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوئے تو انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی مدینہ بنایا، سعید بن العاص معزول کردیے گئے اور مروان دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو قضاء سے معزول کردیا اور ان کے بھائی مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف کو شحنہ اور قضاء کا حاکم بنایا۔
محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب سے مروی ہے کہ بشر بن مروان کی امارت کے زمانے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہم لوگوں کے پاس بصرہ آئے، خوبصورت آدمی تھے، چہرہ گویا ہرقلی دینار تھا۔ ۱۱۶
شعبی سے مروی ہے کہ کوفے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہمارے پاس آئے، میرے اور ابوبردہ کے درمیان چلنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے شہر میں جن لوگوں کو چھوڑا ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم دونوں کے درمیان ہے۔
یونس بن یوسف سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے مقام عرج میں ایک بلی خریدی حالانکہ بحالت احرام تھے، بعد کو اسے ذبح کر ڈالا، سعید بن المسیب کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ہیں، بڑے ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔
ابی سلمہ سے مروی ہے کہ وہ مہندی اور نیل کا خضاب اتنا کرتے تھے کہ قایم رہتا تھا (یعنی بال سفید نہیں ہونے دیتے تھے)
محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو اپنے سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے دیکھتے تھے۔
ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا۔
معن بن عیسیٰ نے دوبارہ اسی حدیث کو اسی سند سے بیان کیا کہ انھوں نے ابوسلمہ کو وسمے کا خضاب کرتے دیکھا، ان کا نام عبداللہ تھا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوسلمہ وسمے کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوسلمہ پر زرد رنگ کے خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت کو ابوہریرہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو، اے اللہ روح القدس سے اُن کی تائید کر، ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسلمہ نے اپنے والد (عبدالرحمن بن عوف) اور
۱۱۷ زید بن ثابت اور ابی قتادہ اور جابر بن عبداللہ ابی ہریرہ اور ابن عمر اور عبداللہ
ابن عمرو اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ سے روایت کی ہے، ثقہ و
کثیر الحدیث تھے، ابوسلمہ کی وفات بہتر سال کی عمر میں بعہد خلافت ولید بن
عبدالملک سنہ ۹۴ھ میں ہوئی، یہ اُن لوگوں کے قول سے زیادہ ثابت ہے جو
کہتے ہیں کہ اُن کی وفات سنہ ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

مُصعب بن عبدالرحمٰن

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زُہرہ، کنیت ابوزرارہ تھی
ان کی والدہ ام حُریث بہراء کے قیدیوں میں سے اور قضاعہ کے قبیلے میں سے تھیں

مصعب بن عبدالرحمن کے یہاں زرارہ پیدا ہوئے جن سے اُن کی
کنیت تھی اور عبدالرحمٰن، ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت الاسود بن عوف
ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔
مصعب بن مصعب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں
ام الفضل، اُن کی والدہ ام سعید بنت المخارق بن عروہ تھیں۔

فاطمہ و ام عون، دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت عبید اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرہ تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم خلافت معاویہ کے زمانے میں دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے مصعب بن عبد الرحمن کو شحنہ اور مدینے کا قاضی بنایا، جو شکوک ہوتے وہ اُن پر سخت تھا، والیان مدینہ ہی قاضیوں کا انتخاب کرتے اور اُنھیں مقرر کرتے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مصعب بن عبد الرحمن بن عوف عبد اللہ ابن الزبیر سے مل گئے اور اُنھیں کے ساتھ رہے، عمرو بن الزبیر جب عبد اللہ بن الزبیر سے جنگ کے ارادے سے مکہ آئے تو عبد اللہ بن الزبیر نے مصعب بن عبد الرحمن کو ایک جماعت کے ہمراہ اُن کی جانب روانہ کیا، اُن کے ساتھی اُن سے جدا ہو گئے اور عمرو گرفتار ہو گئے، یہ اس لئے ہوا کہ عمرو بھاگ کر ابن علقمہ کے مکان میں گھس گئے اسے بند کر لیا تو مصعب بن عبد الرحمن نے اُسے گھیر لیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین ابن نمیر کی جنگ میں لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسور نے وہ ہتیار نکالے جنھیں مدینے سے لائے تھے، ہم لوگ اس طرح قتال کر رہے تھے کہ مسور پر اُن کے ہتیار تھے اور مصعب بن عبد الرحمن لوگوں کو بہت سختی سے پشت کی طرف سے بڑھا رہے تھے۔

ابن نمیر کے ساتھیوں نے حملہ کر کے ہمیں ڈھکیل دیا تو مسور نے مصعب ابن عبد الرحمن سے کہا کہ اے میرے ماموں کے فرزند کیا تم اُس غلبے کو نہیں دیکھتے جو ان لوگوں نے ہم پر حاصل کیا ہے؟ پوچھا اے ابو عبد الرحمن تمھاری کیا رائے ہے، جواب دیا کہ اگر ہم لوگ کمین گاہ میں چھپیں تو شاید اللہ ہمیں اُن پر فتح دے، ہمراہ منتخب بہادروں کو لے لو۔

مصعب سو خوارج کے ہمراہ اُن لوگوں کے لئے کمین گاہ میں چھپے، صبح کے وقت روانہ ہوئے، اِن لوگوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو وہ لوگ حاصل کیا کرتے تھے، مصعب نے اپنے ساتھیوں سے اُن کو گھیر لیا، اُن میں سے

سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا اور کوئی نہ بچا، یہ خبر مسور کے پاس آئی تو وہ اس سے مسرور ہوئے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ میں مسور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، مجھے اس سے زائد ابن صفوان کے متعلق نہ معلوم ہوا جو کہتے تھے کہ اے ابو عبدالرحمٰن اس قوم کے ساتھ جو ہم پر غالب تھے مصعب نے جو کچھ کیا اُس نے ہمیں مسرور کر دیا، مسور نے کہا کہ وہ سب کے سرور ہیں، اے اللہ مصعب کو ہمارے لئے زندہ رکھ کیونکہ وہ ہمارے ساتھیوں میں سب سے زیادہ کافی اور سب سے زیادہ ہمارے دشمن کے ہلاک کرنے والے ہیں، پھر مسور نے کہا کہ وہ ویسے ہی ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین بن نمیر کی جنگ میں ایک روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ ابن نمیر نے ہماری جانب بہت سے ہتھیار والا لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن مسعدہ الفزاری بھی تھا، اُن لوگوں نے بہت بری اور نہایت خراب طریقے کی بات ہم سے حاصل کی۔

میں نے والد کو ان لوگوں پر غضبناک دیکھا، اُنھوں نے کہا کہ جنگ میں یہ کونسا طریقہ ہے یہ تو عورتوں کا فعل ہے، مصعب سے کہا کہ اے ابو زرارہ ہم لوگوں کے ساتھ حملہ کرو، مصعب نے اس طرح حملہ کیا کہ گویا وہ حملہ آور اونٹ ہیں، والد نے بھی حملہ کیا اور میں بھی ساتھ ہو گیا، ایک جماعت ہمارا قصد کئے آرہی تھی۔

میں نے تلواروں کو دیکھا کہ تھوڑی ڑکی رہیں، آدمیوں کی کھوپڑیاں اور اُن کے ہاتھ گویا لکڑیوں کے ٹکڑے تھے، یہاں تک کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعدہ کے قریب بچکر پہنچ گئے، مصعب نے اُسے ایسی کاری ضرب ماری کہ تلوار اُس کی زرہ کاٹ کے ران تک پہنچ گئی، ابن ابی ذراع نے اُسے دوسری جانب سے تلوار ماری، اُنھوں نے اس کے ایک دوسرے مقام کو زخمی کر دیا۔

مجھے معلوم نہ ہوا کہ ہم لوگوں نے اس کے بعد اُسے اپنی جانب نکلتے دیکھا وہ مجروح ہو کر اپنے لشکر میں مقیم رہا تا آں کہ لوگ واپسی کے لئے پلٹے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم اوروں سے قتل کئے ہوئے لوگوں سے مصعب بن عبدالرحمٰن کے قتل کئے ہوئے لوگوں کو پہچان

لیتے تھے یہ امتیاز مصعب کے جست وخیز سے قایم ہو جاتا تھا (جو بحالت مقابلہ اُن سے نمایاں ہوتا) میں نے اس مقام کو دیکھا ہے جہاں اُس روز ابن مسعدۃ الفزاری کھڑا ہو کر قتال کر رہا تھا، جب وہ لوگ واپس ہوئے تو میں نے اہل شام کے مقتولین کو شمار کیا چودہ مقتول پائے ان میں سے سات کو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا تھا جن کو ہم جست وخیز سے پہچانتے تھے۔ یہ اُن کا اُچھلنا کودنا تھا۔

مسلمہ بن عبداللہ بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الزبیر اور اُن کے ساتھیوں نے حصین بن نمیر کے ساتھیوں میں سے بہتوں کو قتل کر دیا، لیکن جیسے ہی اُن کا کوئی آدمی مقتول ہوتا تھا وہ دفن کر دیا جاتا تھا، کوئی مقتول نظر نہ آتا تھا۔

راوی کہتے تھے کہ جس روز غلبہ ابن الزبیر کو ہوا مصعب بن عبدالرحمٰن نکلے، پانچ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، واپس آئے تو اس طرح تلوار خمیدہ تھی، کہنے لگے:۔

انا لنورد ها بیضاً ونصدرها ❊ حمراً وفیها انحناء بعد تقویم

ہم تلواروں کو سفید لیجاتے ہیں اور سرخ واپس لاتے ہیں جنمیں راستی کے بعد کجی پیدا ہو جاتی ہے۔

والد نے کہا کہ مصعب کی ایک ہی ضرب ایسی ہوتی تھی کہ مضروب کے خاندان میں یتیمی پیدا کر دیتی تھی۔

۱۱۶ شرجبیل بن ابی عون نے والد سے روایت کی کہ جب مسور کے رخسارے اور اُن کی بائیں کنپٹی پر پتھر لگا تو اُن پر غشی طاری ہو گئی، ہم نے انھیں اُٹھا لیا ابن زبیر کو خبر ہوئی تو وہ بھی ہمارے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور اُن کے اٹھانیوالوں میں ہو گئے، مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن عمیر نے بھی ہمیں پالیا، مسور مر گئے تو ان لوگوں نے اُن کا انتظام کیا اور انھیں دفن کیا، اس کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مصعب بن عبدالرحمٰن کی بھی وفات ہو گئی، وہ اور حصین بن نمیر اب تک مکے ہی میں تھے۔

مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی تو ابن الزبیر نے اپنے لئے دعوت (بیعت) ظاہر کی لوگوں نے اُن سے بیعت خلافت کرلی، اس کے قبل وہ لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ خلافت لوگوں کے مشورے سے ہوگی، مسور و مصعب کی وفات سے قبل اُن کا شعار "لاحکم الا اللہ" (سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں) تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ۶۴ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

طلحہ بن عبداللہ

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ، اُن کی والدہ فاطمہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں،

طلحہ بن عبداللہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی، اور عاتکہ اور طیبہ، ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی اُثیلہ حارث بن عباس بن جابر بن عمرو ابن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

عمران، اُن کی والدہ ام ابراہیم بنت المسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں، ام ابراہیم کی والدہ جویریہ بنت عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ، ان کی والدہ امتہ الرحمٰن بنت المسور بن مخرمہ تھیں۔

ابراہیم و ام ابراہیم و ام ابیہا و ربیحہ، ان سب کی والدہ ہند بنت عبدالرحمٰن ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

عبداللہ، اُن کی والدہ فاختہ بنت کُلَیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ ابن عمرو بن عُقَیل تھیں۔

عمر، اُن کی والدہ ام ولد تھیں ایک اور بیٹی تھیں جن سے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے اپنی خلافت سے پہلے نکاح کیا تھا، وہ اُنھیں کے پاس وفات پاگئیں،

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف والی مدینہ تھے، سعید بن المسیب جب اُن کا ذکر کرتے تو کہتے کہ ہمارا کوئی والی اُن کے مثل نہیں ہوا، بڑے سخی وکریم تھے۔

فرزدق (شاعر) مدینے میں آیا، اُس نے اُن کی اور دوسرے قریش کی مدح کی تھی، پہلے طلحہ سے ملاقات کی تو اُنھوں نے اُسے ایک ہزار دینار دیئے، پھر وہ دوسروں کے پاس آیا تو لوگ پوچھنے لگے کہ طلحہ نے اُسے کتنا دیا کہا گیا کہ ایک ہزار دینار، وہ لوگ بھی اس سے کم دینا پسند نہ کرتے تھے، فرزدق

۱۲۰ کی زبان پر وہ اعتراض کرتے اور اُسے برداشت کرتے جو اُسے طلحہ نے دیا تھا کہا جاتا تھا کہ طلحہ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈالدیا۔

طلحہ کی یہ حالت تھی کہ جب اُن کے پاس مال ہوتا تو اپنے دونوں دروازے کھول دیتے، احباب اور اغیار اُنھیں گھیر لیتے، سب کو کھلاتے، انعام دیتے اور سواری عطا کرتے، جب اُن کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اپنے دروازے بند کردیتے، اُن کے پاس کوئی نہ آتا۔

بعض متعلقین نے اُن سے کہا کہ دنیا میں آپ کے احباب سے بدتر کوئی نہ ہوگا کہ جب آپ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں اور جب کچھ نہیں ہوتا تو نہیں آتے، اُنھوں نے کہا کہ دنیا میں ان سے بہتر کوئی نہیں، اگر یہ لوگ ہمارے پاس تنگی کے وقت آتے تو ہم یہ قصد کرتے کہ اُن کے لئے تکلف برداشت کریں جب وہ لوگ ہمارے پاس کچھ آنے تک رکے رہے تو یہ اُن کی نیکی و احسان ہے۔

طلحہ نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن عوف اور ابی ہریرہ اور ابن عباس سے سنا ہے، ثقہ وکثیر الحدیث تھے، ۹۷ھ میں بعمر بہتر سال مدینے میں اُن کی وفات ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ

خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں۔ قعقاع کو اُن کی سخاوت کی وجہ سے "تیار الفرات" (دریائے فرات کا جاری کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ کے یہاں عیسیٰ و محمد پیدا ہوئے، یہی محمد اس زمانے میں کوفے کے امیر تھے جب لوگ ابی فدیک خارجی کی جانب گئے تھے اور انھیں (محمد) کے لئے عبید اللہ بن شبل البجلی نے کہا تھا۔

تبارى ابن موسى يا ابن موسى ولم تكن ٭ يداك جميعا تعدلان له يدا؟

اے (محمد) بن موسیٰ تم (عمر) بن موسیٰ (بن عبید اللہ بن معمر) سے دوڑ کرتے ہو۔ حالانکہ تمھارے دونوں ہاتھ ملکر بھی اُس کے ایک ہاتھ کے برابر نہیں ہیں)

ابراہیم بن موسیٰ و عائشہ، جن سے عبد الملک بن مروان نے نکاح کیا اُس سے اُن کے یہاں بکار پیدا ہوا، پھر اُن سے علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے نکاح کیا اور قریبہ بنت موسیٰ، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق تھیں

عمران بن موسیٰ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام جیداء تھا، انھیں عمران کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

ان يك يا جناح على دين ٭ فعمران بن موسى يستدين

اے جناح اگر مجھ پر کچھ قرض ہے تو عمران بن موسیٰ بھی قرض لیتے ہیں (یعنی اُن کے قرض لینے کے بعد میرا مقروض ہونا تعجب نہیں)

خالد بن سُمیر سے مروی ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید کوفہ آیا تو معززین بھاگ کر ہمارے پاس بصرے میں آئے اِن میں موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ بھی تھے لوگ اُن کے زمانے میں سمجھتے تھے کہ وہی مہدی ہیں اور انھیں گھیر لیا گیا میں بھی انھیں میں سے تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بہت دیر تک خاموش رہنے والے بہت کم بولنے والے بہت غم و فکر والے بوڑھے

تھے، انھیں دنوں میں سے کسی دن انھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس کی انتہا ہے تو مجھے فلاں و فلاں چیز کے ہونے سے زیادہ پسند تھا۔

انھوں نے اُسے بہت خطرناک بتایا، ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد وہ کیا چیز ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جو فتنے سے بھی زیادہ شدید ہے، انھوں نے کہا کہ میں "ہرج" سے ڈرتا ہوں، ہرج کیا ہے، ہرج یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے تھے کہ قیامت سے پہلے اس طور پر قتل ہوگا کہ لوگ کسی امام پر متفق نہ ہوں گے حتیٰ کہ اُن پر قیامت قائم ہو جائے گی یہ ہرج ایسا ہی ہے، خدا کی قسم اگر وہ یہی ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا کہ نہ تمھاری آواز سنتا اور نہ تمھارے کسی داعی کو لبیک کہتا یہاں تک کہ میرے پاس میرے رب کا داعی آجاتا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے، پھر کہا کہ اللہ عبداللہ بن عمر یا ابو عبدالرحمٰن پر رحمت کرے، واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے اُسی عہد پر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لیا تھا کہ نہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ اُن میں کوئی تغیر ہوا، واللہ قریش انھیں اپنے پہلے ہی فتنے میں نہ نکال سکے

(راوی نے کہا کہ) میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد پر اُن کے قتل کے بارے میں معترض ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ موسیٰ بن طلحہ نے کوفے کی طرف منتقل ہو کے وہیں سکونت اختیار کر لی، ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی صقر بن عبداللہ المزنی نے اُن پر نماز پڑھی جو عمر بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے، فضل بن دُکین نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ کو سیاہی کا خضاب کرتے دیکھا۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کو دیکھا کہ وہ صرف یہ کرتے تھے کہ اس حصار کا اظہار کریں

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کی آستینوں کو دیکھا کہ چار انگل یا ایک بالشت اُن کی انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں۔

عیسیٰ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کے سر پر خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی ٹوپی دیکھی۔

ابی الزبیر الاسدی سے مروی ہے کہ موسیٰ بن طلحہ نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنی طرف والوں کو اور ان کے اہل بیت کو اُن کی کنیت ابو عیسیٰ بیان کرتے دیکھا، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ ۱۲۲

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

عیسیٰ بن طلحہ کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

محمد بن عیسیٰ، جن کی والدہ ام حلیبہ بنت اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر بنی فزارہ میں سے تھیں۔

عیسیٰ بن عیسیٰ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

عیسیٰ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانے میں ہوئی ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اُن کی والدہ سعدیٰ بنت عوف

ابن خارجہ بن سنان بن ابی حارثۃ المری تھیں۔
یحییٰ بن طلحہ کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے جن کی والدہ ام ابان وام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں، یحییٰ بن طلحہ کے اخیافی بھائی عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ تھے۔

اُن کے یہاں اسحاق بن یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ حسناء بنت زبار بن الابرد قبیلۂ کلب کے مصاد بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن عُلَیم میں سے تھیں۔
سلمہ بن یحییٰ اور عیسیٰ اور سالم اور بلال جن کی حزین الکنانی نے مدح کی ہے کہ:

بلال بن یحییٰ غرۃ لاخفابھا ... لکل اناسٍ غرۃ وھلال

(بلال بن یحییٰ پہلی رات کے چاند ہیں جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ پہلی رات کا چاند سب کیلئے ہیں)
اور ربیع بن یحییٰ وسلمہ وام محمد یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔
ام حکیم وسعدیٰ جن سے سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور وہ بغیر اولاد ہوئے مرگئیں اور فاطمہ، ان سب کی والدہ سَودہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔
یعقوب بن طلحہ کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جن کی والدہ ام حمید بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی تھیں ام حُمَید کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔
۱۲۳ طلحہ، اُن کی والدہ ام الخلاس بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ

بن المغیرہ تھیں۔

اسماعیل و اسحاق، دونوں اپنے والد کی حیات ہی میں لاولد مر گئے اور ابوبکر، ان تینوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی تھیں۔

یعقوب سخی و کریم تھے، یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں لشکر یزید کے ہاتھوں مقتول ہوئے، اُن کے قتل اور اہل حرہ کی مصیبت کی خبر کوفے میں الکرُوس بن زید الطائی لائے، اسی واقعے کے متعلق عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے (اشعار ذیل) کہے:

لعمری لقد جاء الکرُّوس کاظما　　٭　　علی خبر للمسلمین وجیع

میری جان کی قسم الکروس اس خبر پر صبر کرتے ہوئے آئے جو مسلمانوں کے لئے دردناک ہے

حدیثٌ اتانی عن لوی بن غالب　　٭　　فمار قأت لیل التمام و موعی

لوئی بن غالب کی جانب سے میرے پاس ایسی خبر آئی کہ تمام رات میرے آنسو نہ تھمے

یخبرّان لم یبق الا ارامل　　٭　　والا دمٌ قد سال کل مریع

جو یہ خبر دیتے ہیں کہ سوائے بیوگاں کے۔ اور سوائے اُس خون کے جو ہر سیلاب گاہ میں بہا ہے کوئی نہ بچا

قرومٌ تلاقت من قریش فانہلت　　٭　　باصہب من ماء السمام نقیع

سرداران قریش نے مقابلہ کیا اُنھیں زہروں کا سُرخ ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔

فکم حول سلعٍ من عجوزٍ مصابۃٍ　　٭　　وابیض فیّاض الیدین صریع

کوہ سلع کے گرد کتنی ہی بوڑھیا تھیں جو مصیبت زدہ تھیں۔ اور کتنے ہی ہاتھوں کے فیاض گورے آدمی (مقتول) چت پڑے تھے۔

طلوع ثنایا المجد سامٍ بطرفہ　　٭　　قُبیل تلاقیھم اشمّ منیع

جو بزرگی کی گھاٹیوں پر ظاہر ہونے والے اور اپنے خاندان کی وجہ سے بلند تھے۔ جو اُن

لوگوں کے مقابلے سے کچھ ہی پہلے محفوظ سردار تھے۔

وذی سنۃٍ لم یبق للشمس قبلُھا ٭ وذی صغوۃٍ غض العظام رضیع

ایسے سالخوردہ کہ آفتاب کے لئے اُن کی روشنی کے سامنے کچھ باقی نہ رہا۔ ایسے خُرد سال جن کے ہڈیاں بھی نرم تھیں اور دودھ پینے بچے تھے۔

شبابٌ کیعقوب بن طلحۃ اقفرت ٭ منازلہ من رومۃٍ وبقیع

یعقوب بن طلحہ جیسے جوانوں کے رومہ وبقیع کے مکانات ویران ہو گئے۔

فو اللہ ماھذا بعیش فیشتھٰی ٭ ھنیئ ولا موت یریح سریع

واللہ نہ تو یہ عیش خوشگوار ہے جس کی خواہش کی جائے اور نہ فوراً آنیوالی موت ہے جو راحت دے

زکریاء بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں، ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے تھیں۔

زکریاء بن طلحہ کے یہاں یحییٰ وعبید اللہ پیدا ہوئے، دونوں کی والدہ عُقیل بنت خالد بن مالک بن اَجنش بن کوزین سوالہ بن ہمام بن ضب بن القین بن مالک بن ثعلبہ بن ودان بن اسد تھیں۔

ام اسمعیل وام یحییٰ ان کی والدہ ام اسحاق بنت جبلۃ بن الحارث کندہ میں سے تھیں۔

ام ہارون، جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اسحاق بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ، ابو بکر جو لاولد مر گئے اور عبید اللہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام اُناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں۔

مصعب ایک ام ولد سے، معاویہ ایک اور ام ولد سے یعقوب ایک دوسری ام ولد سے اور حفصہ و ام اسحاق دونوں ایک ام ولد سے تھیں۔

عمران بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں۔

عمران بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ و اسحاق و محمد و حُمَید پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر اوفیٰ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ تھیں، اُن کی اولاد کی بھی اولاد تھی جو سب مر گئے، عمران کی اولاد میں سے کوئی نہ رہا۔

محمد بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، اُن کی

والدہ ماریہ بنت قیس بن معدیکرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

محمد بن سعد کے یہاں اسماعیل و ابراہیم و عبداللہ کہ دونوں لاولد مر گئے اور ام عبداللہ و عائشہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئیں۔

محمد بن سعد نے عثمان سے سنا ہے، ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں مگر بہت نہیں ہیں، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا، جنگ دیر الجماجم میں موجود تھے، لوگ حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اُس نے انھیں قتل کر دیا۔

ابو بکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن سعد کی کنیت ابو القاسم تھی۔

عامر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، اُن کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام ملیکہ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن بہرا تھا، وہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عامر بن سعد کے یہاں داؤد و یعقوب و عبداللہ پیدا ہوئے، موخر الذکر
دونوں کے پس ماندہ نہ تھے، اور ام اسحاق و حفصہ و حمیدہ و ام ہشام و ام علی، ۱۲۵
اُن سب کی والدہ ام عبید اللہ بنت عبداللہ بن موہب بن رباح بن مالک بن غنم بن ناجیہ اشعریین میں سے تھیں، عبداللہ بن موہب بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن سعد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی اوروں نے کہا کہ اُن کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عمر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس کندہ میں سے تھیں۔

عمر بن سعد کے یہاں حفص وحفصہ پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام حفص تھیں، اُن کا نام مریم بنت عامر بن ابی وقاص تھا۔

عبداللہ اکبر، جن کی والدہ ام ولد تھیں اُن کا نام سلمیٰ تھا۔

عبدالرحمٰن اصغر وام عمرو، ان دونوں کی والدہ ام یحییٰ بنت عبداللہ بن معدی کرب بن قیس بن معدی کرب کندہ میں سے تھیں۔

حمزہ وعبدالرحمن ومحمد ومغیرہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور حمزۂ اصغر ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد اصغر ومغیرہ اور عبداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ اصغر، ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں۔

ام یحییٰ وام سلمہ وام کلثوم وحمیدہ وحفصۂ صغریٰ وام عمرو صغریٰ وام عبداللہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

عمر بن سعد کوفے میں تھے، عبیداللہ بن زیاد نے ری وہمدان کا اُنھیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا، حسینؓ بن علیؓ عراق آئے تو عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو اُن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا، ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے اُن سے کہا کہ اگر حسینؓ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم اُن سے قتال کرنا۔

عمر نے انکار کیا، ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمھیں

خدمت سے معزول کر دوں گا اور تمہارا مکان منہدم کر دوں گا انہوں نے حسینؓ کی جانب روانگی منظور کر لی، ان سے قتال کیا تا آنکہ حسینؓ قتل کر دیئے گئے جب مختار بن ابی عبید کوفے پر غالب ہوا تو اس نے عمر بن سعد اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سعد

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمیر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ، ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

مصعب بن سعد

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ، ان کی والدہ خولہ

بنت عمرو بن اوس بن سلامہ بن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

مصعب بن سعد کے یہاں زرارہ و یعقوب و عقبہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام حسن بنت فرقد بن عوف بن عبد یغوث بن الحکیس بن عبد مناف بن بکر سعد بن ضبیعہ بن اد تھیں۔

ام حسن و سلامہ دونوں کی والدہ سکینہ بنت الحکیس بن ہاشم بن عتبہ بن نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

مصعب ثقہ و کثیر الحدیث تھے محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب کی وفات سنہ ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ زبرا تھیں جن کے متعلق اُن کے فرزند یہ دعوی کرتے تھے کہ وہ حارث بن یعمر بن شراحیل ابن عبد عوف بن مالک بن جناب بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں اور وہ بطور قیدی کے حاصل کی گئیں۔

ابراہیم نے علی سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اسماعیل بن سعد

۱۲۷ ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام مکیتہ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ تھا، قضاعہ کے بہراء میں سے تھیں۔

اسماعیل بن سعد کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر سلیمان بن ازہر ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

ابراہیم و ابوبکر و محمد و اسحاق و یعقوب و موسیٰ و عمران مختلف امّ ولد سے تھے۔

ام یحییٰ ایک ام ولد سے اور ام ایوب دوسری ام ولد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ام ہلال بنت ربیع بن مُرّی بن اوس بن حارثہ بن لام قبیلۂ طے کی تھیں۔

ابراہیم بن نعیم

نحام بن عبد اللہ بن اُسید بن عبد بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب

اُن کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ قبیلۂ طے کے قیس بن عبید بن طریف بن
مالک بن جدعاء بن ذُہل بن رومان میں سے تھیں،
زینب بنت قسامہ پہلے اسامہ بن زید کی بیوی تھیں، اُسامہ چودہ ہی سال
کے تھے کہ اُن کو طلاق دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں کم
خوراک یا نازک پاکیزہ عورت کس کو بتاؤں، جو اُس سے نکاح کرے گا اُس کا خسر
میں ہوں گا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نُعیم کی جانب نظر فرمانے لگے تو نعیم نے کہا کہ شاید
آپ کی مراد مجھ سے ہے، فرمایا، ہاں، نُعیم نے اُن سے نکاح کر لیا، اُن کے
یہاں اُن سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے۔
ابراہیم بن نُعیم کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر عباس بن سعید
قبیلۂ نمر الازد کی تھیں،
زید و عبداللہ و عبیداللہ و ابوبکرہ امہات اولاد سے تھے۔
اُن کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ رُقیہ بنت عمر بن الخطاب تھیں،
رقیہ کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب تھیں اور ام کلثوم کی والدہ فاطمہ[رض]
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں،
یوم حرہ میں ابراہیم بن نُعیم بھی ایک سرگروہ تھے، اُسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ
میں قتل کر دیئے گئے، مسرف بن عقبہ کے ہمراہ مروان بن الحکم اُن پر گزرا تو وہ اپنا
ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے، مروان نے کہا کہ تم نے موت میں بھی اُس
کی حفاظت ویسی ہی کی جیسی حیات میں کی تھی، مُسرف نے کہا کہ واللہ میں تو اُن
لوگوں کو جنتی ہی سمجھتا ہوں مگر تمہاری یہ بات اہل شام نہ سن لیں کہ انھیں فرمانبرداری
سے پھیر دے مروان نے کہا کہ اِن لوگوں نے (دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا تھا

محمد بن ابی الجہم

۱۲۸ ابن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عَبید بن عویج بن عدی بن کعب اُن کی

والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عُدُس بن زید بن عبد اللہ بن دارم بنی تمیم کی تھیں۔

محمد بن ابی الجہم کے یہاں عبید اللہ و حُذیفہ و سلیمان و ام خالد و ام جہم و مریم و عبد الرحمٰن مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئے۔

محمد بن ابی الجہم یوم حرہ میں ایک سرگروہ تھے اور اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کئے گئے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ لیلیٰ بنت عُطارد بن حاجب بن زُرارہ بن عُدُس بن زید بن عبد اللہ بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کے یہاں عمرو پیدا ہوئے جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں، ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اُسیرہ بن عَسیرہ بن عطیہ بن جدارہ ابن عوف بن الحارث خزرج کے تھے، اُن کے اخیافی بھائی زید بن حسن بن علی بن ابی طالب تھے،

عثمان بن عبد الرحمٰن و ابراہیم و موسیٰ و ام حُمید و ام عثمان، ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق تھیں، ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زُہیر بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

ابو بکر و محمد کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ تھیں، فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام تھیں۔

عبد اللہ و ام جمیل ام ولد سے تھے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی یوم الحرہ میں ایک سرلشکر تھے وہ

بچ گئے، اُس روز مقتول نہیں ہوئے، اُن کی وفات اس کے بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حُویطب

ابن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی، اُن کی والدہ اُنیسہ بنت حفص بن الاحنف بنی عامر بن لوئی کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن حویطب کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور عبداللہ ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام عتبہ بنت عبداللہ بن معاویہ
۱۲۹
ابن عامر عبدالقیس کی تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن و عاتکہ، دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں، عبدالرحمٰن بن حویطب یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

ابوسفیان بن حُوَیطب

ابن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی، اُن کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صُفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ابوسفیان بن حویطب کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت عمرو بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر

بن لوی تھیں۔

عطاء بن یسار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے۔

عُثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ ایک عرب نے عطاء بن یسار کی لڑکی کا پیام دیا تو عطاء نے اُن سے کہا کہ نہ تو ہم تمھاری شرافت نسب کا انکار کرتے ہیں اور نہ تمھارے مرتبے کا، لیکن ہم اپنے ہی جیسوں سے نکاح کریں گے، تم اپنے خاندان میں نکاح کرو،

عُثیم نے کہا کہ میں نے سعید بن المسیب کو اس کی خبر دی تو اُنھوں نے کہا، عطاء نے جو چاہا وہ اچھا چاہا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ وہ اور اُن کے لوگ ہاتھ میں لاٹھی لے کر رات کو پیادہ چلا کرتے تھے۔

عطاء بن یسار نے ابی بن کعبؓ وعبد اللہ بن مسعودؓ وخوات بن جبیرؓ و ابو ایوب الانصاریؓ وابو واقد اللیثیؓ وابو رافعؓ وعبد اللہ بن سلامؓ و زید بن خالد الجُہنیؓ وابو ہریرہؓ وابو سعید الخدریؓ وابن عمرؓ وعائشہؓ ومیمونہؓ وابو عبد اللہ الصُنابحی سے سنا ہے، البتہ مالک بن انس نے کہا کہ عطاء بن یسار نے عبد اللہ الصنابحی سے روایت کی ہے، وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

اُسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عطاء کی وفات بعمر چوراسی سال ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

۱۳۰ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ عطاء کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی اگرچہ مشتبہ ہے اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔

اُن کے بھائی :-

سلیمان بن یسار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے اور کہا جاتا ہے کہ خود سلیمان اُن کے مکاتب تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے ملنے کی اجازت چاہی اُنھوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا کہ کیا تم سلیمان ہو؟ عرض کی جی ہاں سلیمان ہوں اُنھوں نے کہا کہ تم نے وہ بدل کتابت ادا کر دیا جس کا اقرار کیا تھا؟ عرض کی جی ہاں صرف تھوڑا سا رہ گیا ہے، فرمایا، اندر آؤ، بدل کتابت میں سے تم پر کچھ بھی باقی رہے تو تم مملوک (غلام) ہی ہو۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار سعید بن المسیب سے زیادہ فہیم تھے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کراتے کہ معلوم ہوتا گویا اُنھیں مونڈ دیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ابو عبدالرحمٰن کو زید بن ثابت سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ سلیمان بن یسار تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنے اصحاب میں اس امر میں اختلاف نہیں دیکھا کہ سلیمان کی کنیت ابو تراب تھی، بنی حدیلہ میں رہتے تھے عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جو اس زمانے میں ولید بن عبدالملک کی طرف سے والی مدینہ تھے بازار مدینے کے والی تھے۔

سلیمان نے زیدؓ بن ثابت وابی واقدؓ اللیثی وابی ہریرہؓ وابن عمرؓ وعبید اللہؓ وعبداللہؓ فرزندان عباسؓ وعائشہؓ وام سلمہؓ ومیمونہؓ وعروہؓ بن الزبیر سے روایت کی

ہے، ثقہ و بزرگ و بلند مرتبہ فقیہ و کثیر الحدیث تھے، سلیمان بن یسار کی وفات بعمر تہتر سال سنہ ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ سلیمان کی وفات سنہ ۱۰۳ھ میں یزید بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی۔

ان دونوں کے بھائی:۔

عبداللہ بن یسار

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولی تھے، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، قلیل الحدیث تھے،

ان تینوں کے بھائی:۔

عبدالملک بن یسار

وفات سنہ ۱۱۰ھ میں ہوئی، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، یہ چار بھائی تھے سب سے روایت کی گئی ہے، عبدالملک قلیل الحدیث تھے۔

فُرافِصَہ بن عُمَیر

ابن شیبان بن سُمیع بن سلمہ بن عُبَید بن ثعلبہ بن الدُّول بن حنیفہ بن لُجَیم بن علی بن بکر بن وائل، ربیعہ میں سے قریش کے حلیف تھے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے۔

قَبیصہ بن ذُویب

ابن حَلحَلَہ بن عمیرد بن کلیب بن اَصرَم بن عبداللہ بن قمیر بن حُبشیہ بن سلول بن کعب

ابن عمرو جو خزاعہ میں سے تھے، کنیت ابو اسحاق تھی، انھوں نے عثمان رضؓ بن عفان سے سنا مدینے میں کوچۂ نقاشین میں کھجور والوں کے یہاں مکان تھا، ملک شام میں منتقل ہو گئے تھے۔

عبد الملک بن مروان کے نزدیک سب سے زیادہ ذی اثر تھے، اس کی مُہر پر مامور تھے، ڈاک انھیں کے سپرد تھی، خطوط آتے تو وہ پڑھ کے عبد الملک کے پاس پہنچاتے اور مضمون کی اسے اطلاع دیتے۔

قبیصہ کی وفات سنہ ۸۶ھ میں عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی، اُن کے والد صحابی تھے، خود وہ بھی ثقہ و مامون و کثیر الحدیث تھے

ابو غطفان بن طریف

المُرّی جو بنی عُصَیم وہان بن عوف بن سعد بن ذُبیان میں سے تھے، ابو غطفان عثمان رضؓ کے ساتھ ہو گئے تھے اور اُن کے کاتب تھے، مروان کے بھی کاتب تھے، اور قلیل الحدیث تھے، مدینے میں عمر بن عبد العزیز کے مکان کے پاس الشنیہ میں اُن کا مکان تھا۔

ابی بکر بن محمد سے مروی ہے کہ ابو غطفان بن طریف مروان کے کاتب تھے۔

ابو مُرّہ

عقیل بن ابی طالب کے مولیٰ تھے محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ۱۳۲
کے مولیٰ تھے، لیکن عقیل کے ساتھ رہنے سے اُن کی ولایت کی طرف منسوب کر دیے

گئے، پرانے شیخ تھے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان وابی ہریرہ وابی واقد اللیثی سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عبداللہ

ابن حُنَیْنہ، بحینہ عبداللہ کی والدہ تھیں جو ابو مالک حارث ارت الازدی بن المطلب ابن عبد مناف بن قصی کی دختر تھیں، بنی المطلب کے وہ حلیف تھے، جعفر بن عبداللہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

عبداللہ بن عُتْبَہ

ابن غزوان بن جابر بن نُسَیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضر، عبداللہ بن عتبہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

ولید بن ابی الولید

مولائے عثمانؓ بن عفان، جنھوں نے عثمانؓ بن عفان رحمۃ اللہ سے سنا۔

طبقۂ ثانیہ

تابعین اہل مدینہ

راویان اُسامہ و ابن عمرؓ و جابر و خدری و رافع و ابن عمرو و ابی ہریرہؓ و سلمہؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و اُم سلمہؓ و میمونہ

عروۃ بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیؓ بن کلاب، اُن کی والدہ اسماء بنت ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔ ۱۳۳

عروۃ بن الزبیر کے یہاں عبد اللہ و عمر و اسود و ام کلثوم و عائشہ و ام عمر پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ فاختہ بنت الاسود بن ابی البختری بن ہاشم بن الحارث ابن اسد عبد العزیٰ تھیں۔

یحییٰ بن عروہ و محمد و عثمان و ابوبکر و عائشہ و خدیجہ، ان سب کی والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عروہ و صفیہ ام ولد سے تھے۔

عبید اللہ بن عروہ، اُن کی والدہ اسماء بنت سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد

بنی مخزوم کی تھیں۔

مصعب بن عروہ وام یحییٰ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام واصلہ تھا۔

اسماء بنت عروہ' ان کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں' سودہ کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ جمل سے میں اور ابوبکر ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اس لئے واپس کر دیئے گئے کہ ہم دونوں کو لوگوں نے بچہ سمجھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عروہ نے اپنے والد اور زید بن ثابت و اسامہ بن زید وعبداللہ بن الارقم و ابی ایوب و نعمان بن بشیر و ابی ہریرہؓ و معاویہؓ و عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن الزبیرؓ و مسور بن مخرمہ و عائشہؓ و مروان بن الحکم و زینب بنت ابی سلمہ و عبدالرحمٰن بن عبدالقاری و بشیر بن ابی مسعود الانصاری و زبید بن الصلت و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب و جمہان مولائے اسلمیین سے روایت کی' ثقہ و کثیر الحدیث و مامون و فقیہ و برتر و مستقل (ثبت) تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں میرے والد نے وہ کتب فقہ جو اُن کی تھیں جلا دیں' اس کے بعد وہ کہا کرتے کہ مجھے اُن کتب کا اپنے پاس ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس میرے اہل و مال کے برابر ہو۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عروہ بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح نہیں کترواتے تھے' البتہ اُن کا کچھ حصہ اچھی طرح لے لیتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اے میرے بیٹو مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں اس حالت میں چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گویا عنقریب مجھے بھلا دیا جائے گا جب میں (پہلے کی) حدیث کی تحقیق کرتا ہوں تو آج کی حدیث اس سے صاف ہو جاتی ہے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ اُن کے والد روزانہ غسل کرتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو زرد چادر اوڑھے دیکھا۔ ۱۳۴

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُن کی شال (یعنی سر پر

اوڑھنے کا رومال) برگ دینار سے (زرد) رنگا جاتا تھا اور سب سے آخری کپڑا جو اُنھوں نے پہنا وہ اُن کے لئے برگ دینار میں زرد رنگا گیا تھا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ ریشمی گھنڈیوں کا طیلسان پہنتے تھے جو خز کا لباس تھا، حالانکہ وہ احرام میں ہوتے تھے اور اُس کی گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ کُرتے اور شالی رومال میں جسے وہ کُرتے سے ملا لیتے تھے نماز پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ گرمی میں سندس (ریشم) کی قبا پہنتے تھے جس کا استر حریر (ریشم) کا تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز (غیر خالص ریشم) کی خاکی رنگ کی یا اسی قسم کی چادر دیکھی۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ عروہ قریب سیاہی کے خضاب لگاتے تھے مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ اُس میں وسمہ شامل کرتے تھے یا نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ اُن کے والد پے در پے روزہ رکھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ اُن کے والد سوائے عید الفطر و عید النحر کے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، اُن کی وفات بھی روزے ہی کی حالت میں ہوئی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عروہ کے ساتھ سفر کرتے روزے بھی رکھتے اور ترک بھی کرتے، مگر وہ نہ ہمیں روزے کا حکم دیتے اور نہ خود روزہ ترک کرتے۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو اپنے جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عروہ کے پاؤں میں (آکلہ کی) بیماری تھی، اُنھوں نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا تھا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث

بیان کریں جس سے حدیث عروہ کی تصدیق ہوتی، جب میں نے عمرہ کی گہرائی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ عروہ بحر ناپیدا کنار ہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ "سلام علیک۔ اما بعد" لکھنا ناپسند کرتے تھے تا وقتیکہ اس کے ساتھ یہ نہ ملائیں کہ "فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو" (میں تم سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ ۱۳۵

عبداللہ بن حسنؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب اور عروۃ بن الزبیر عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حصے میں ہر شب کو بیٹھا کرتے تھے، میں بھی ساتھ بیٹھتا تھا، بنی امیہ کے مظالم اور ان کا ساتھ دینے کا ایک شب تذکرہ ہو رہا تھا کہ علیؓ و عروہ وغیرہ اس کو بدل نہیں سکتے، دونوں صاحبوں نے اس عذاب الہی کا ذکر کیا جس کا خوف تھا کہ اُن لوگوں پر نازل ہوگا۔ عروہ نے علیؓ سے کہا کہ اے علیؓ جو شخص اہل جور سے علیحدہ رہے اور اللہ جانتا ہو کہ ایسے لوگوں کی کرتوت سے وہ ناخوش ہے تو خواہ اُن سے میل جول ہی کیوں نہ رکھتا ہو مگر اُن لوگوں پر عذاب الہی کی صورت میں امید ہے کہ وہ محفوظ رہے گا، عروہ نے (وہاں سے) نکل کر وادی عقیق میں سکونت اختیار کر لی؛ عبداللہ نے کہا کہ میں (وہاں سے) نکل کر سویقہ کو چلا گیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے والد نے یہ وصیت کی کہ مجھ پر حنوط (عطر میت) نہ چھڑکنا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عروہ بن الزبیر کی وفات الفرع کے نواح میں اپنی مجاح کی زمینداری میں ہوئی، اور وہیں جمعہ کے روز سنہ ۹۴ھ میں دفن کئے گئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے "سنۃ الفقہاء" کہا جاتا ہے، عروہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی، مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا۔

مُنذر بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، اُن کی والدہ اسماء بنت

ابی بکر الصدیق رضؓ تھیں، قاسم سے ایک حدیث ہیں مروی ہے کہ منذر بن الزبیر کی کنیت ابو عثمان تھی،

منذر کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

عبدالرحمٰن و ابراہیم و قریبہ، ان سب کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضؓ تھیں۔

عبیداللہ، ان کی والدہ حسان بن نہشل کی دختر بنی سلمہ بن جندل میں سے تھیں۔

عمرو و ابو عبیدہ و معاویہ رضؓ و عاصم و فاطمہ جو ہشام بن عروہ کی بیوی تھیں، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمر رضؓ و عون و عبداللہ، امہات اولاد سے تھے۔

مُصعب بن الزبیر

۱۳۶ ابن العوام بن خویلد، ان کی والدہ رباب بنت اُنیف بن عُبَید بن مَصَاد بن کعب بن علیم بن جناب قبیلۂ کلب کی تھیں۔

مصعب بن الزبیر کے یہاں عکاشہ و عیسیٰ اکبر جو اپنے والد مصعب کے ساتھ قتل کئے گئے اور سکینہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب ابن ابی حُبیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن مصعب و محمد، دونوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضؓ تھیں۔

حمزہ و عاصم و عمر ایک ام ولد سے تھے، جعفر ایک ام ولد سے، مصعب بن مصعب جو خضیر تھے ایک ام ولد سے، سعد ایک ام ولد سے، منذر ایک ام ولد سے اور عیسیٰ اصغر ایک ام ولد سے۔

رباب بنت مصعب، ان کی والدہ سکینہ بنت الحسین رضؓ بن علی بن ابی طالب تھیں۔

ثریکینہ بنت مصعب، اُن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
مصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری سے مروی ہے کہ مصعب بن الزبیر کی کنیت ابو عبداللہ تھی، حالانکہ اُن کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو۔
محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب بن الزبیر کو والی عراق بنایا، اُنھوں نے بصرے سے ابتدا کی، وہاں اُترے، ایک لشکر عظیم کے ہمراہ مختار بن ابی عبید کی طرف روانہ ہوئے، وہ کوفے میں تھا، مصعب نے جنگ کی مختار قتل ہوا، اُس کا سر اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر کے پاس بھیج دیا اور اُس کے عاملوں کو دیہات اور قصبات میں منتشر کر دیا۔
اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ ہم نے منبر پہ مصعب بن الزبیر سے زیادہ خوبصورت کسی امیر کو نہیں دیکھا۔
مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے پوچھا کہ مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ کب مقتول ہوئے، اُنھوں نے کہا کہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۷۲ھ یوم پنجشنبہ کو جس شخص نے اُنھیں قتل کیا وہ عبدالملک بن مروان تھا۔

جعفر بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، ان کی والدہ زینب تھیں کہ وہی ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک ابن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھیں۔
جعفر بن الزبیر کے یہاں محمد و ام حسن و حمادہ ام ولد سے پیدا ہوئیں۔
ثابت دیکھی، ان دونوں کی والدہ لبابہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک

ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔
صالح وہند وام سلمہ ایک ام ولد سے تھیں، شعیب وآدم وعمرو ونوح ۱۴۷
ایک ام ولد سے تھے، ام صالح وعائشہ وام حمزہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں یعقوب
وفاطمہ وام عُبَیدہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں، ام عبد اللہ وام الزبیر وسودہ کی
والدہ ایک ام ولد تھیں، مریم ایک ام ولد سے پیدا ہوئیں، ام عروہ کی والدہ
ایک ام ولد تھیں، اور عائشہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ
بہت زیادہ نہیں کترتے تھے اُسے وہ اچھی طرح کترتے تھے۔

مصعب بن عبد اللہ نے کہا کہ جعفر بوڑھے ہوئے اور زندہ رہے،
سلیمان بن عبد الملک کے آخری زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

خالد بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، اُن کی والدہ ام خالد
تھیں جن کا نام امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا،

خالد بن الزبیر کے یہاں محمد اکبر ورملہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ایک ام
ولد تھیں۔

محمد اصغر وموسیٰ وابراہیم وزینب، ان کی والدہ حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن
ازہر بن عوف تھیں۔

سلیمان بن خالد وام سلیمان، دونوں کی والدہ ام محمد بنت عبد اللہ بن عمرو
ابن الحصین ذی الغصّۃ الحارثی تھیں۔

نبیہ بن خالد وجُہیمہ، ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں، خالد بن خالد
اور ہند ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور ام عمرو بنت خالد دوسری ام ولد سے ہوئیں۔

عمرو بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ، اُن کی والدہ ام خالد تھیں، وہی اُمتہ بنت خالد بن سعید بن العاص تھیں،

عمرو بن الزبیر کے یہاں محمد و ام عمرو پیدا ہوئیں، دونوں کی والدہ ام یزید بنت عدی بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ تھیں۔

عمرو بن عمرو و حلیبہ، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام عمرو بنت عمرو اُن کی والدہ بنی غفار میں سے تھیں۔

یزید بن معاویہؓ نے عمرو بن سعید بن العاص کو جو مدینے کے عامل تھے لکھا کہ عبد اللہ بن الزبیر کی جانب لشکر روانہ کرو، عمرو بن سعید نے عبد اللہ بن الزبیر کے سب سے بڑے دشمن کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ اُن کے بھائی عمرو ابن الزبیر ہیں، اُنھوں نے اُن کو مدینے کا شحنہ بنا دیا، عمرو بن الزبیر نے قریش اور انصار کے بہت سے آدمیوں کو تازیانے مارے اور کہا کہ یہ لوگ عبد اللہ ابن الزبیر کے شیعہ ہیں،

عمرو بن سعید نے انھیں اہل شام کے ایک لشکر کے ہمراہ عبد اللہ بن الزبیر
۱۳۸ کی جانب روانہ کیا اور قتال کا حکم دیا، عمرو روانہ ہوئے مکے آئے اور ذی طویٰ میں اُترے، عبد اللہ بن الزبیر نے اُن کی جانب مصعب بن عبد الرحمن بن عوف کو ایک گروہ کے ساتھ اور عبد اللہ بن صفوان کو ایک دوسرے گروہ کے ساتھ روانہ کیا، یہ لوگ اُن سے ملے، اُنیس بن عمرو الاسلمی جو عمرو بن الزبیر کی فوج کے امیر تھے قتل کردیے گئے۔ عمرو مع اپنے ساتھیوں کے بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔

عبیدۃ بن الزبیر، عمرو بن الزبیر کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمھیں عبد اللہ

سے پناہ دیتا ہوں، وہ انھیں گرفتار کرکے اس طرح لائے کہ دونوں پاؤں پر خون ٹپک رہا تھا عبداللہ بن الزبیر نے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے، عمرو نے کہا۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ٭ ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

ہم لوگ ایسے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم خون بہائیں۔ لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں، یعنی پیشقدمی کرتے ہوئے ہم زخمی ہو سکتے ہیں، بھاگتے نہیں کہ اس حالت میں مجروح ہو جائیں۔

عبداللہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن، حرم میں خوں ریزی کرنے والے حلال سمجھنے والے تو باتیں بھی بناتا ہے حکم دیا کہ اُن سے ہر اُس شخص کا قصاص لیا جائے جس کو انھوں نے مارا تھا یا جس پر ظلم کیا تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے انھوں نے سو تازیانے مارے حالانکہ نہ وہ والی تھے نہ میں نے کوئی بدی کی تھی، نہ کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیا تھا اور نہ کسی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچا تھا، عبداللہ بن الزبیر نے حکم دیا کہ عمرو کو کھڑا کیا جائے، مصعب کو تازیانہ دیا اور کہا کہ مارو، مصعب نے انھیں سو تازیانے مارے، اس ضرب کے بعد وہ صحیح و سالم ہو گئے۔

قیدخانے سے نکلنے کے بعد عمرو اپنی اُس منزل کے بیرونی میدان میں جس میں وہ رہتے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبداللہ بن الزبیر اُن کے پاس سے گزرے پوچھا، اے ابو یکسوم کیا میں تمھیں زندہ نہیں دیکھتا، حکم دیا کہ انھیں قیدخانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں، وہ پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں وفات ہو گئی عبداللہ نے حکم دیا کہ انھیں شعب الجیف (مرداروں کی گھاٹی) میں پھینک دیا جائے اس کی تعمیل ہوئی۔

شعب الجیف وہی مقام ہے جہاں عبداللہ بن الزبیر کو اس کے بعد سولی دی گئی۔

عبیدہ بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، اُن کی والدہ زینب تھیں

جو ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھیں۔
عبیدۃ بن الزبیر کے یہاں ام ولد سے منذر پیدا ہوئے۔
زینب اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

حمزہ بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ، اُن کی والدہ رباب بنت اُنیف ابن عُبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن جناب قبیلۂ کلب سے تھیں، حمزہ مصعب بن الزبیر کے حقیقی بھائی تھے۔

۱۴۹ حمزہ کے یہاں عمارہ پیدا ہوئے اُن کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے
کوئی پسماندہ نہ چھوڑا عروہ و جعفر فرزندان زبیر اُن کے وارث ہوئے

قاسم بن محمد

ابن ابی بکرؓ الصدیق، ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم بن مُرّہ تھا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سَودہ تھا۔
قاسم بن محمد کے یہاں عبدالرحمن و اُمّ فروہ پیدا ہوئیں، اُمّ فروہ جعفر بن محمد ابن علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کی والدہ تھیں۔
ام حکیم بنت القاسم و عبدۃ، ان کی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔
قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ شب عرفہ کو عائشہؓ ہمارے سر منڈاتی تھیں

اور ہمارا حلقہ بنا کر ہمیں مسجد میں بیٹھتی تھیں، پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ قاسم نے عائشہؓ و ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ و اسلم مولائے عمر و عبداللہ بن عبداللہ بن عمر و صالح بن خوات بن جبیر الانصاری سے روایت کی ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔

عبیداللہ سے مروی ہے کہ قاسم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قاسم سوائے امر ظاہر کے اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے۔

قاسم سے مروی ہے کہ انھوں نے کسی امر (کے جواب) میں کہا میری رائے یہ ہے مگر میں نہیں کہتا کہ وہ حق ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد سے کچھ دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس مشورے کی طرف کسی نے مجبور نہیں کیا، اور نہ میں اس کے کسی جزو میں ہوں، انصاری نے کہا کہ گویا اُن کی رائے یہ تھی کہ والی جب اپنے پاس والے سے کسی علمی امر میں مشورہ کرے تو اُس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اُس کے جاننے کے بعد اُس کا جاہل رہنا اُس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اُسے علم نہ ہو۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قاسم نے اُس قوم سے جو تقدیر کا ذکر کر رہی تھی کہا کہ تم بھی اُس امر سے باز رہو جس سے اللہ باز رہا۔

۱۴۰ عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم و قاسم کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم سے درخواست کی کہ مجھے احادیث لکھوا دیں، اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں احادیث کی کثرت ہوگئی تو اُنھوں نے حکم دیا کہ احادیث اُن کے پاس لائی جائیں، لوگ جب

لائے تو اُن کے جلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب کی نقالی ہے، راوی نے کہا کہ قاسم نے مجھے حدیث لکھنے سے منع کر دیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ وہ اور اُن کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ قاسم اور سالم بن عبداللہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہی مجلس تھی، ان دونوں کے بعد عبدالرحمٰن بن القاسم و عبیداللہ بن عمرؓ وہاں بیٹھے، ان کے بعد مالک بن انس بیٹھے، وہ جگہ قبر و منبر کے درمیان عمرؓ کی کھڑکی کے روبرو تھی۔

مالک بن انس کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر قاسم خلافت کے لئے ہوتے (تو بہتر ہوتا)۔

سلیمان بن قتہؓ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے میرے ہمراہ عبداللہ ابن عمرؓ و قاسم بن محمد کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، میں ابن عمرؓ کے پاس آیا، حمام کر رہے تھے، انھوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار اُن کے ہاتھ میں ڈال دیئے انھوں نے کہا کہ یہ صلۂ رحم ہے، ضرورت پر یہ ہمارے پاس آئے ہیں، میں قاسم بن محمد کے پاس آیا تو انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، اُن کی بیوی نے کہا کہ اگر قاسم بن محمد اُن کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں اُن کی پھوپی کی بیٹی ہوں، لہذا مجھے دے دو، دینار اُن کو دیدیے۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے جسم پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں، ایوب نے کہا کہ وہ ایسے ایک لاکھ درم بھی چھوڑ دیتے جس میں اُنھیں کچھ بھی شک ہوتا۔

علی بن عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان سے قاسم بن محمد ابن ابی بکرؓ کا ذکر سنا، اُنھوں نے اُن کی بزرگی بیان کی اور کہا کہ اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن القاسم کے لئے بھی بزرگی تھی۔

سفیان نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے لوگوں کو کسی زکوٰۃ کے بارے میں جس پر اُن کے والد منتظم تھے تذکرہ کرتے سُنا تو کہا کہ واللہ تم لوگ ایسے شخص سے بات

کرتے ہو جس نے اُس میں سے کبھی ایک کھجور بھی نہیں حاصل کی۔ اُنھوں نے کہا کہ قاسم کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے تم بقدر اپنی واقفیت کے یہ کہتے ہو۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔

۱۴۱ عبدالرحمن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ اول نہار میں مسجد آتے دو رکعت نماز پڑھ کے لوگوں کے درمیان بیٹھتے پھر لوگ اُن سے مسائل پوچھتے۔

عبدالرحمن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنے گھر سے صبح کو مسجد آتے، نماز پڑھتے اور لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے۔ لوگ اُن کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد بہت ضعیف ہوگئے تھے اپنی منزل سے سوار ہو کے مسجد منیٰ میں آتے اور اُتر پڑتے، پھر مسجد سے جمار (جمرات) تک پیادہ جاتے، پیادہ چل کر اُن پر رمی کرتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے، جب مسجد میں آتے تو سوار ہو جاتے۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم کی انگوٹھی کا نقش اُنھیں کا نام تھا۔

افلح بن حُمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی کے نگینے میں اُن کا اور اُن کے والد کا نام لکھا ہوا تھا، انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی جس میں اُن کا نام تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو اُن کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش "القاسم بن محمد" تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے۔ اُسے اچھی طرح کترواتے تھے۔

مختار بن سعد الاحول مولائے بنی مازن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم ابن محمد کے ناخن سفید دیکھے، اُن پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے کرتے اور جبے کی آستینیں دیکھیں جو اُن کی اُنگلیوں سے چار اُنگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو خز پہنتے دیکھا۔

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز کا عمامہ دیکھا۔

موسیٰ بن ابی بکر الانصاری سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد ھرو کا کپڑا اور خز پہنتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد خز کا جُبہ زینیہ پہنتے تھے اور عبدالرحمن بن القاسم خز کی چادر اوڑھتے تھے۔

۱۴۲ عباد بن ابی علی سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے بدن پر زرد خز کا جبہ اور اون کی چادر تھی۔

معاذ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ کجاوے پر غباری رنگ کے خز کی چادر، بدن پر زرد خز کا جبہ اور گیرو سے رنگ کی چادر تھی۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے بدن پر باریک کرتا دیکھا۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اُس وقت دیکھا جب

بیماری میں اُن کی عیادت کو گیا تھا، اُن کے بدن پر زرد رنگ کی ایک تہمد تھی جس سے نصف ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

ابوزرعہؒ عبداللہ بن العلاء بن زبرؒ سے مروی ہے کہ میں قاسم بن محمد کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکیے تھے میں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا، انھوں نے کہا کہ اس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔ (شبابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) صرف تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اُس وقت دیکھا جب انھوں نے شادی کی تھی وہ قدرے زعفران کے رنگ کی چادر اوڑھے تھے۔

عبدالرحمن بن القاسم سے مروی ہے کہ اُن کے والد قاسم بحالت احرام خفیف عصفر (زرد رنگ کی گھاس) کی رنگی ہوئی چادریں استعمال کرتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ خز کا لباس پہنتے تھے اور بدن پر زرد تہمد تھی۔

۱۴۳ خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم کے بدن پر خاکی خز کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو خضاب لگاتے نہیں دیکھا۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اپنا سر اور ڈاڑھی مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔

فطرؒ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنا سر اور ڈاڑھی قریب میرے

خضاب کے رنگتے تھے، محمد بن عمرو کی ڈاڑھی کا خضاب زردی مائل مہندی کا تھا اور اُن کا سر شوخ سرخ تھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ اُن کے بدن پہ باریک کرتا تھا اور وہ اپنی ڈاڑھی تیل سے زرد کرتے تھے۔

افلح بن حُمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے جب اپنی وصیت لکھوائی تو کہا کہ لکھو، کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جس کی قاسم بن محمد نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، قاسم نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی وفات قُدَید میں ہوئی، اُنھوں نے کہا کہ میرے انہیں کپڑوں میں جن میں میں نماز پڑھتا تھا (یعنی) میرے کرتے اور تہبند اور چادر میں مجھے کفن دینا، اُن کے بیٹے نے کہا کہ اے والد آپ دو کپڑے نہیں چاہتے؟، اُنھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ابوبکر کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، اور زندہ بہ نسبت میت کے نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے وصیت کی کہ اُن کی قبر پر تعریف نہ کی جائے۔

یزید سے مروی ہے کہ میں قاسم کی وفات میں موجود تھا، اُن کی وفات قُدَید میں ہوئی، مُشَلَّل میں دفن کئے گئے، قُدَید اور اس کے درمیان قریب تین میل کا فاصلہ ہے، اُن کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھے پر رکھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ مشلل پہنچ گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی، جب وہ ستر یا بہتر برس کے تھے تو اُن کی نگاہ جا چکی تھی، ثقہ اور بلند و عالی مرتبہ فقیہ و امام و کثیر الحدیث و متقی تھے، اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبداللہ بن محمد

ابن ابی بکر الصدیقؓ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا، عبداللہ 144

یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن ابی بکر الصدیقؓ، اُن کی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم تھیں، اُن کی خالہ ام سلمہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے یہاں ابو بکر و طلحہ و عمران و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، نفیسہ، جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور ام فروہ اُن سب کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں، عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

ام ابیہا بنت عبداللہ اُن کی والدہ مریم بنت عبداللہ بن عقال العُقَیلی تھیں۔

عبداللہ بن محمد

ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ، یہ وہی تھے جنھیں ابن ابی عتیق کہا جاتا تھا، ان کی والدہ رُمیثہ بنت الحارث بن حُذیفہ بن مالک بن ربیعہ بن اَعْیا بن مالک بن علقمہ ابن خراس بنی کنانہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں محمد و ابو بکر و عثمان و عبدالرحمٰن و عمر و عاتکہ و عائشہ و زینب پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔

عائشہ بنت عبداللہ، کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام ام کلثوم تھا، اُن کی والدہ ام ولد

تھیں۔

آمنہ بنت عبداللہ، اُن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی تھیں۔ ام اسحاق کی اخیافی بہن فاطمہ بنت حسینؑ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

سالم بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔ سالم کی کنیت ابوعمر تھی۔

سالم کے یہاں عمر و ابوبکر پیدا ہوئے جن کی والدہ ام الحکم بنت یزید بن عبد قیس تھیں۔ ۱۴۵

عاصم و جعفر و حفصہ و فاطمہ، جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالعزیز و عبدہ، ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ سالم کی کنیت ابوعمر تھی، ابن ابی فدیک نے کہا کہ محمد بن ہلال نے اُن سے ملاقات کی اور مسائل پوچھے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن کے مشابہ عبداللہ تھے، اور عبداللہ کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن کے مشابہ سالم تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے سالم بن عبداللہ کو تلوار دی اور ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا، سالم نے اُس شخص سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو، اُس نے کہا، ہاں، آپ اُس کام کو جاری کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، پوچھا کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے، اُس نے کہا جی ہاں۔

سالم حجاج کے پاس واپس گئے، تلوار اس کے آگے پھینک دی اور کہا کہ اُس شخص نے بیان کیا کہ مسلمان ہے اور آج صبح کی نماز پڑھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز صبح پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے،
حجاج نے کہا کہ ہم اُسے نماز صبح پر قتل نہیں کرتے تھے، وہ اُن لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قتل عثمانؓ پر مدد کی تھی، سالم نے کہا کہ یہاں مجھ سے زیادہ عثمانؓ سے محبت کرنے والا کون ہے،
اس کی خبر عبداللہ بن عمرؓ کو ہوئی تو فرمایا کہ سالم نے کیا کیا، لوگوں نے کہا کہ انھوں نے یہ یہ کیا، ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عقلمند ہے، عقلمند ہے،
خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرؓ کو سالم کی محبت میں ملامت کی جاتی تو وہ کہتے

یلومونني فی سالِم والومهم ÷ وجلدۃ بین العین والانف سالم

سالم کے بارے میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں انھیں ملامت کرتا ہوں۔ سالم تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کی درمیانی کھال)
حنظلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو اُن کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش سالم بن عبداللہ تھا۔
خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔
خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اس طرح دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی حالانکہ وہ حالتِ احرام میں تھے۔
محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں
۱۴۶ بالکل نہیں کترتے تھے، اُس میں سے اچھی طرح کترتے تھے۔
محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔
ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا۔
فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا۔
محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو خضاب کرتے نہیں دیکھا۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور میں نے اُن کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جس کا ایک بالشت سے زیادہ حصہ وہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے

امام دار مصقلہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کے بدن پر کتان کا کرتا دیکھا جو آگ کی طرح (سرخ) تھا

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ اُن کے بدن پر آدھی پنڈلی تک کا کرتا تھا۔

عبد الرحمن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ کتان کا کرتا اور چادر استعمال کرتے تھے۔

ایوب سے مروی ہے کہ سالم نے ایک کرتے اور ایک جبے میں جس کے اوپر انھوں نے تہمد باندھ لی تھی ہماری امامت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ سالم بن عبد اللہ عبد اللہ کے زمانے میں ارغوانی (سرخ) چار جامے پر سوار ہوتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ ایسی چھوٹی تہمد باندھتے تھے جس کا حاشیہ نہ ہوتا تھا حالانکہ اُن کا شکم فراخ تھا۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ ایک کُرتا پہنے نماز پڑھتے، گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔

اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کے کرتے میں گھنڈی نہیں دیکھی، نہ جاڑے میں نہ گرمی میں۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو تہمد کھولے ہوئے دیکھا۔

عبد الملک بن قدامہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ اُن کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔

عبد الملک بن قدامہ الجمحی سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھول کر نماز پڑھتے دیکھا۔

۱۴ عبد الرحمن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو اس طرح

مسجد سے نکلتے دیکھا کہ اُن کی گھنڈی کھلی ہوئی تھی۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو کرتے کی گھنڈیاں کھولے ہوئے دیکھا۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ بحالت احرام اکثر اپنی پشت دھوپ میں رکھتے،

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو مکے کے راستے پر حج میں بحالت احرام دیکھا، وہ تلبیہ (لبیک لبیک الخ) کہہ رہے تھے حالانکہ پشت کھولے ہوئے اور چادر اپنی رانوں پر ڈالے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ اُنکی کھال آفتاب کی وجہ سے اکھڑ رہی تھی۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کے ساتھ عمرے کے سفر سے واپس آئے، جب وہ ایسے سواروں سے ملتے تھے جو تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہہ رہے تھے تو وہ اور اُن کے ساتھی تکبیر کہتے۔

سلیمان بن ابی الربیع سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے پاس گیا، دیکھا کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، قیام چو زانو ہو کر کرتے اور جب جلوس کا ارادہ کرتے تو دو زانو بیٹھ جاتے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ اُن کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ درست کرکے ایک ہی جوتی پہنے چلتے، جب اس باب میں کہا جاتا تو کہتے کہ اس سے مجھے کیا ضرر پہنچا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھجور کی چھال کا تسمہ بنا لیتے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ سالم گھر میں آتے تھے اور ہم لوگوں کو کھیلتا ہوا پاتے تھے، حالانکہ ہم لوگ بچے تھے مگر وہ ہمیں اپنی چادر کے کنارے سے مارتے تھے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم صبح ہی کو صدقۂ فطر کی کھجوریں لے جاتے، اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو ناپسند کرتے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کی بیٹی کی ایک چھوٹی سی چھلنی دیکھی جس سے وہ اُن کے سامنے کھیلتی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن المجبرؒ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کے آغوش

میں یتیم تھے، وہ ہمارے پرانے کپڑے جمع کر کے کسی چیز میں پوشیدہ کر دیتے تھے
ابو عبد الملک مروان بن جبر البزّاز سے مروی ہے کہ سالم بن عبد اللہ ہمارے پاس سات گز کے کپڑے کی تلاش میں آئے، میں نے اُن کے سامنے کپڑا پھیلا دیا، اتفاق سے وہ سات گز سے کم تھا، انھوں نے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے کہا نہ تھا کہ سات گز کا ہے، میں نے کہا ہم لوگ اُس کا اسی طرح نام رکھ لیتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اسی طرح تو جھوٹ ہو جاتا ہے۔

۱۴۸ عکرمہ بن عمّار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اُن قدریوں پر لعنت کرتے سنا جو قَدَر (تقدیر) کی تکذیب کرتے ہیں تا وقتیکہ وہ لوگ اُس (قدر) کے خیر و شر پر ایمان نہ لائیں (یعنی یہ نہ کہیں کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ جماعت کے قصہ گو وغیرہ کے پاس نہیں آتے تھے۔

موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ ہتھیلیاں بھر بھر کے کھجوریں کھاتے تھے۔

عطّاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبد اللہ کے ساتھ کھڑا تھا، ان کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس کے ہمراہ اور بھی لڑکے تھے مگر اُن سب میں سخت تر وہی تھا، اس نے اپنی نہمد سے ایک تاگا گھسیٹا اور کاٹ کے اُسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع کیا، اُس میں دو یا تین مرتبہ پھونکا، پھر اُسے کھینچا تو بالکل درست تھا، کوئی نقص نہ تھا، سالم نے کہا کہ اگر اس کے معاملے کا مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں اُسے سولی دے دیتا۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کی آستینوں کو دیکھا کہ اُن کی انگلیوں کے برابر تھیں۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ سالم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سالم نے ابو ایوب الانصاری اور ابو ہریرہ اور اپنے والد سے روایت کی ہے، میں نے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر کو سنا ہے کہ وہ تفسیر کیے

کے بارے میں اپنے والد کو عائشہؓ کی روایت سناتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری قوم نے ابراہیمؑ کی بنیادوں میں کمی کر دی، سالم ثقہ و کثیر الحدیث متقی اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھے۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں ہشام بن عبد الملک نے سالم بن عبد اللہ کو صرف دو کپڑوں میں دیکھا، اور اچھی حالت میں پایا، پوچھا کہ اے ابو عمر تمھاری غذا کیا ہے، انھوں نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون، ہشام نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون سے تمھاری طبیعت کیسے بھرتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں اس میں خمیر کر دیتا ہوں، جب مجھے اس کی اشتہا ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں راوی نے کہا کہ اسی روز سالم کو بخار آگیا اور مدینے آنے تک برابر بخار میں مبتلا رہے

عبد الحکیم بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبد اللہ کی وفات آخر ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں ہوئی، اس روز ہشام بن عبد الملک (خلیفہ) مدینے ہی میں تھا، اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا، پھر وہ مدینے آیا تو سالم بن عبد اللہ کی وفات میں شریک ہوگیا، اسی نے ان پر نماز پڑھی۔

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سالم بن عبد اللہ کی نماز جنازہ بقیع میں پڑھی، جب ہشام نے بقیع میں بھی ان کی کثرت دیکھی تو اس نے ہشام بن ابراہیم المخزومی کو حکم دیا کہ ان میں سے چار ہزار آدمی جہاد کے لئے منتخب کر لئے جائیں، اس سال کا نام عام الاربعۃ آلاف یعنی سال چار ہزار رکھ دیا گیا، جب لوگ گرمائی لشکر میں داخل ہوتے تو چار ہزار آدمی مدینے سے ساحلوں کی طرف روانہ ہو جاتے اور لوگوں کی واپسی اور ان کے گرمائی لشکر سے نکلنے تک وہیں رہتے۔ ۱۴۶

ابو سلمہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس روز سالم ابن عبد اللہ کی وفات ہوئی میں نے جعفر بن سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی چادر اتار دی اور صرف کرتا پہنے ہوئے روانہ ہوئے مجھے قاسم بن محمد نے ان کے پاس بھیجا کہ تم ان سے کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لیں، قاسم کی بصارت اس زمانے میں جا چکی تھی، مگر انھیں اس (چادر اتارنے) کی

اطلاع کر دی گئی تھی۔

عبداللہ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئیؓ، اُن کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی تھیں، اور یہی قسی ثقیف تھے، صفیہ کی والدہ عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں اور عاتکہ کی والدہ زینب بنت ابی عمرو بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ کے یہاں عمر پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت المختار بن ابی عُبید بن مسعود تھیں،

عبدالحمید و عبدالعزیز والی مدینہ اور عبدالرحمٰن و ابراہیم اور ام ابراہیمؒ ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب تھیں،

ریاح بن عبداللہ، ان کی والدہ حَبّابہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ تھیں، عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد عبداللہ بن عُمرؓ کے وصی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ خز کا لباس پہنتے تھے، ابن عمرؓ اپنا ہاتھ اُن پر رکھ کر تکیہ لگاتے اور اُس خز کے کپڑے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ کی وفات ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، وہی سالم بن عبداللہ

کی والدہ بھی تھیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ کے یہاں ابوبکر و عمر و عبداللہ و محمد و ام عمر پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

قاسم بن عبداللہ اور ابو عبیدہ و عثمان و ابو سلمہ و زید و عبدالرحمٰن و حمزہ و جعفر، یہ دونوں (حمزہ و جعفر) توام (جڑواں) تھے، اور قریبہ و اسماء، ان سب
150 کی والدہ ام عبداللہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

اسماعیل ایک ام ولد سے تھے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی کنیت ابوبکر تھی۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کے سر پہ سفید ٹوپی دیکھی اور عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے ایک بالشت سے زیادہ لٹکاتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ کے جسم پر کسم کی رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں جن میں وہ بعد عصر جاتے اور انھیں میں عشاء میں آتے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عبداللہ ابن عبداللہ سے عمر میں زیادہ تھے، اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس حاضر تھے، عبیداللہ کی قبر پر ایک خیمہ تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، وہی سالم بن عبداللہ کی

بھی والدہ تھیں، حمزہ کی کنیت ابو عمارہ تھی، زہری نے اُن سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ کے یہاں عمر و ام المغیرہ و عبدہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام حکیم بنت المغیرہ بن الحارث بن ابی ذؤیب تھیں۔

عثمانؓ و معاویہؓ و ام عمرو و ام کلثوم و ابراہیم و ام سلمہ و عائشہ ویلی مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن عبداللہ کے یہاں محمد و ام حمید و ام زید و فاطمہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبیداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

عبداللہ بن زید و ابراہیم و عمر و فاطمہ و حفصہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام ولد حکیمہ تھیں۔

سودہ بنت زید ام ولد بیانیہ سے پیدا ہوئیں۔

زید عبداللہ بن عمرؓ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، وہ انھیں اُنکی حیات ہی میں چھوڑ کر کوفے آگئے اور وہیں مقیم ہو گئے، اُن کی وفات بھی وہیں ہوئی میں اور کوفے میں اُن کی پس ماندہ اولاد تھی۔

بلال بن عبداللہ 1151

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

بلال کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے اُن کی والدہ ام سعید بنت ابی نعیم ابن عامر بن سیار بن ضُبیعہ قبیلۂ خزاعہ میں سے تھیں۔

واقدؓ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

واقد بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ امتہ اللہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بنی مخزوم میں سے تھیں۔

زہری سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ کی وفات بحالت احرام السقیا میں ہوئی، ابن عمرؓ نے انہیں پانچ کپڑوں میں کفن دیا جن میں کرتا اور عمامہ بھی تھا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقدؓ بن عبداللہ کی وفات السقیا میں ہوئی، ابن عمرؓ نے اُن پر نماز پڑھ کر انھیں دفن کر دیا۔ پھر اعراب کو بلایا اور سبق دینے لگے، میں نے کہا کہ آپ نے ابھی ابھی واقد کو دفن کیا اور آپ اعراب کو سبق دیتے ہیں، فرمایا کہ اے نافع تم پر افسوس ہے، تم جب اللہ کو دیکھو کہ وہ کسی امر پر غالب آگیا تو اُس سے غافل ہو جاؤ۔

محمد بن جبیر

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف بن قصی اُن کی والدہ قتیلہ بنت عمرو ابن الارزق بن قیس بن النعمان بن معدی کرب بن کلب بن کنانہ بن تیم بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حُبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں۔

محمد بن جبیر کے یہاں سعید پیدا ہوئے انھیں سے انکی کنیت تھی اور ام سعید و ام سلیمان و ام حبیب و ام عثمان وحمیدہ، ان سب کی والدہ فاختہ بنت عدی الاصغر بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

سہلہ بنت محمد اُن کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی تھیں۔

عمر بن محمد و ایوب و ابان و ابو سلیمان، ان سب کی والدہ ام ایوب بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔

جبیر بن محمد، اُن کی والدہ کبیشہ بنت شُرحبیل بن عریب بن عبد کلال تھیں۔

عبد الرحمٰن و عبد اللہ و عبیدہ امہات اولاد سے تھیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر اور اُن کے بھائی

152 نافع بن جبیر مدینے میں اپنے والد کے مکان میں رہتے تھے، محمد کی وفات سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت میں ہوئی۔

ابی مالک الحِمیَری سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جُبیر کو جس روز اُن کے بھائی محمد بن جُبیر کی وفات ہوئی دیکھا کہ اپنی چادر پشت سے اُتارے ہوئے جا رہے تھے، راوی نے کہا کہ محمد ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن جبیر

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ ام قتال بنت نافع بن ضُریب بن نوفل تھیں۔

نافع بن جبیر کے یہاں محمد و عمر و ابو بکر پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل تھیں۔

علی بن نافع، اُن کی والدہ میمونہ بنت عبد اللہ بن العباسؓ بن عبد المطلب ابن ہاشم تھیں، نافع کی کنیت ابو محمد تھی۔

ولید بن عبد اللہ بن جُمیع سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ

سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

ابوالغصن ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو اپنے دانتوں کو سونے کے گھیروں سے باندھے ہوئے دیکھا۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سوائے سفید کے اور کوئی رنگ نہیں پہنتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سفید عمامہ اور بے استر کی ٹوپی پہنتے تھے۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ خز پہنے ہوئے تھے۔

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا، لوگ کہتے ہیں کہ گویا میں تکبر کرتا ہوں، واللہ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں، کملی استعمال کی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ افعال کیئے اُس میں ذرا بھی کبر نہیں۔

عمران بن موسیٰ سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم حج کو پیادہ جاتے تھے حالانکہ ۱۵۲
اُن کی سواری کجاوہ کسی ہوئی اُن کے پیچھے ہوتی تھی۔

جویریہ ابن اسماء و عبداللہ بن جعفر بن نجیح سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر علاء بن عبدالرحمٰن الحُرَقی کے حلقۂ درس میں بیٹھے جو لوگوں کو پڑھا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو (نافع نے) کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس کیوں بیٹھا لوگوں نے کہا کہ آپ اس لئے بیٹھے کہ (درس) سنیں۔ انھوں نے کہا نہیں میں اس لئے تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تمھارے پاس بیٹھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

دوسرے راوی نے کہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نافع نے ایک شخص کو (امامت کے لئے) آگے کر دیا، جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمھیں کیوں آگے کر دیا اُس نے کہا کہ آپ نے اس لئے مجھے آگے کر دیا کہ میں آپ لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ اُنھوں نے کہا نہیں، میں نے تمھیں اس لئے آگے کر دیا تھا کہ میں تمھارے پیچھے نماز پڑھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر کی وفات مدینے میں ۹۹ھ میں آخر خلافت سلیمان بن عبدالملک میں ہوئی، نافع نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے، ثقہ تھے، ان کی اکثر حدیثیں اپنے بھائی سے ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

ابوبکر کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی نسل ختم ہوگئی عبداللہ و عبدالملک و ہشام جن کا کوئی بقیہ تھا، سہیل جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور حارث و مریم، ان سب کی والدہ سارہ بنت ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوسلمہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور عمر و ام عمرو جن کا نام ربیحہ تھا، ان سب کی والدہ قریبہ بنت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں قریبہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں اور زینب کی والدہ ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوجہ نبی علیہ السلام تھیں۔

فاطمہ بنت ابی بکرؓ، اُن کی والدہ رُمیثہ بنت الولید بن کلکبہ بن قیس بن عاصم المنقری تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں پیدا ہوئے اُن کی بزرگی اور کثرت نماز کی وجہ سے انھیں راہب قریش کہا جاتا تھا، بینائی جاتی رہی تھی، اُن کا کوئی نام نہ تھا کنیت ہی سے پکارے جاتے تھے، جنگ جمل میں وہ اور عروہ بن الزبیر چھوٹے سمجھ کر واپس کردیے گئے، ابومسعود الانصاری و عائشہؓ و ام سلمہؓ سے روایت کی

ہے اور وہ ثقہ و فقیہ و کثیر الحدیث و عالم و عاقل و بلند مرتبہ و سخی تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبد الرحمٰن کے جسم پر خز ۱۵۴
کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبد الرحمٰن کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواپا کرتے تھے بلکہ خوبی کے ساتھ کترتے تھے۔

عثمان بن محمد سے مروی ہے کہ عروہ نے بنی مصعب کے مالوں میں سے کوئی مال ابوبکر بن عبد الرحمٰن کے پاس بطور امانت رکھ دیا، کل مال یا اس کا کچھ حصہ ابوبکر کے پاس ضائع ہوگیا، عروہ نے کہلا بھیجا کہ آپ پر تاوان نہیں ہے، آپ تو صرف امین تھے، ابوبکر نے کہا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ پر تاوان نہیں ہے، لیکن آپ ایسے نہ تھے کہ قریش سے بیان کرنے کہ میری امانت برباد گئی۔ انھوں نے اپنا کوئی مال فروخت کر کے ادا کر دیا۔

عبد الحکیم بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبد الرحمٰن اپنے غسل خانے میں داخل ہوئے، اسی میں ناگہانی طور پر اُن کی وفات ہوگئی۔

عبد اللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبد الرحمٰن نے عصر کی نماز پڑھی اور غسل خانے میں داخل ہوئے، گر پڑے تو کہنے لگے کہ واللہ مجھے اس دن کے شروع میں کوئی چیز حادثہ نہیں ہوئی، راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی وفات تک سورج غروب ہوگیا تھا، یہ ۹۴ھ میں مدینے میں ہوا، محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے سال فقہاء کہا جاتا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد الملک بن مروان ابوبکر بن عبد الرحمٰن کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا، اس نے ولید و سلیمان کو اُن کے اکرام کی وصیت کی تھی، عبد الملک نے کہا کہ اہل مدینہ ہمارے یہاں بڑا اثر پیدا کرتے ہیں، میں اُن کے ساتھ کسی امر کے کرنے کا قصد کرتا ہوں مگر ابوبکر بن عبد الرحمٰن کو یاد کر کے ان سے شرماتا ہوں اور اس امر کو ترک کر دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں عبداللہ اکبر پیدا ہوئے، اُن کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھیں۔

محمد، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔

عبداللہ اصغر و حارث، ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن ۱۵۵
حفص بن المغیرہ تھیں۔

عثمانؓ، اُنکی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زمعہ بن الاسود تھیں۔

ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔

عکرمہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی، اُن کی وفات یزید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سُہیل بن عمرو تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن کے یہاں قاسم و فاختہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ

ام علی بنت یسار بن قیس بن الحارث بنی الحارث بن عبد مناۃ بنی کنانہ میں سے تھیں۔
خالد وابوبکر وسلمہ وہشام وحنتمہ وام حکیم، ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش تھیں۔
زہری نے محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے، وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ، اُن کی والدہ سُعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ بن مُرہ بن نُشبہ بن غَیظ بن مُرہ تھیں، مغیرہ کی کنیت ابوہاشم تھی،
مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں حارث وسعادیہ وسعدیٰ پیدا ہوئیں،
ان سب کی والدہ ام البنین بنت حبیب بن یزید بن الحارث بنی مُرہ کی تھیں۔
عُیینہ وام البنین، ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت سعید بن عُیینہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر الفزاری تھیں۔
ابراہیم ویسع ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ وسلمہ ایک ام ولد سے،
عبدالرحمٰن وہشام وابوبکر، ان تینوں کی والدہ ام یزید بنت الاشعث بنی جعفر ابن کلاب میں سے تھیں۔
عثمان وصدقہ وزُبیحہ، ان سب کی والدہ بہیم بنت صدقہ بن شُعیث قبیلۂ کلب کے بنی عُلیم بن جناب میں سے تھیں۔
محمد، ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن محمد بن عبداللہ بن زُہیر بن ابی امیہ ابن المغیرہ تھیں۔
ام البنین، ان کی والدہ ام البنین بنت عبداللہ بن حنظلہ بن عبیدہ بن مالک بن جعفر تھیں۔
رَیطہ، اُن کی والدہ قریبہ بنت واقع بن حکمہ بن نجبہ بن ربیعہ بن ریاح تھیں۔

آمنہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
محمد بن عمر نے کہا کہ مغیرہ بن عبد الرحمن کئی مرتبہ مجاہدین کے ملک شام گئے، 156
وہ اُس لشکر سلسلہ میں تھے جو ملک روم میں روک لئے گئے تھے، یہاں تک کہ اُن لوگوں کو عمر بن عبد العزیز نے واپس کیا، اُن کی بینائی جاتی رہی، مدینے واپس آ گئے اور مدینے ہی میں اُن کی وفات ہوئی، اُنھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انھیں شہداء کے ساتھ اُحد میں دفن کیا جائے مگر اُن کے متعلقین نے یہ نہیں کیا اور اُنھیں بقیع میں دفن کیا۔ اُن سے روایت کی گئی رحمۃ اللہ وقلیل الحدیث تھے، البتہ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے راوی تھے جسے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا، مغازی کی تعلیم اُن کے ہاں بہت تھی، اور ہمیں تعلیم مغازی کی تاکید بھی کیا کرتے۔

ابو سعید بن عبد الرحمن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ، اُن کی والدہ ام رَسَن بنت الحارث بن عبد اللہ بن الحُصَین ذی الغُصَّہ بنی الحارث بن کعب میں سے تھیں۔
ابو سعید کے یہاں محمد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ میمونہ بنت عبید اللہ بن عبّاس بن عبد المطلب تھیں۔
ولید اُنکی والدہ اُمامہ بنت عبد اللہ بن الحصین ذی العضہ الحارثی تھیں۔
ابو سعید خلافت یزید بن معاویہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

تابعین

طبقۂ ثانیہ

علی بن الحسین رضی اللہ عنہ

ابن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام

غزالہ تھا اُن سے حسین کے بعد زُبید مولائے حسین بن علی نے نکاح کیا، اُن سے اُن کے یہاں عبداللہ بن زُبید پیدا ہوئے، وہ علی بن الحسین کے اخیافی بھائی تھے۔ اور ان علیؓ بن حسینؓ کی اولاد حسینؓ سے پس ماندہ اولاد تھی۔ اور وہ علی اصغر بن حسین تھے لیکن علیؓ اکبر بن حسین نہر کربلا پر اپنے والد کے ساتھ قتل کردیے گئے اور اُن کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔ چنانچہ علی اصغر بن حسین بن علی کے یہاں الحسن بن علی پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے۔ اور الحسین اکبر جو لاولد مر گئے۔ اور محمد ابو جعفر فقیہ اور عبداللہ۔ اور ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔ اور عمر و زید جو کوفے میں قتل کیے گئے جن کو یوسف بن عمر الثقفی نے ہشام بن عبدالملک کے زمانۂ خلافت میں قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ اور علیؓ بن علی و خدیجہ اور ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور حسین اصغر بن علی و ام علی بنت علیؓ اور انھیں کا نام علیہ تھا۔ اور ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور کلثم بنت علیؓ و سلیمان کہ جن کی بقیہ اولاد نہ تھی اور مُلَیکہ چند امہات ولد سے تھے۔ اور القاسم و ام الحسن جن کا نام حسنہ تھا اور ام الحسینؓ و فاطمہ چند امہات ولد سے تھیں۔

۱۵۷ علیؓ بن الحسینؓ اپنے والد کے ساتھ (کربلا میں) تھے، اس وقت تیرہ سال کی عمر تھی، اور بحالت بیماری اپنے بستر پر سو رہے تھے، جب حسین علیہ السلام قتل کردیے گئے تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا کہ انھیں بھی قتل کردو، اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم ایسے نوخیز جوان مریض کو قتل کردیں جس نے قتال نہیں کیا، عمر بن سعد آگئے، انھوں نے کہا کہ نہ ان عورتوں سے بولو اور نہ اس مریض سے۔

علیؓ بن الحسین نے کہا کہ مجھے انھیں میں سے ایک شخص نے پوشیدہ کردیا اور خوبی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی، میرے ساتھ خاص برتاؤ کیا، جب میں باہر جاتا اور اندر آتا تو رویا کرتا اور کہتا کہ اگر کسی شخص کے پاس نیکی و وفاداری ہے تو وہ اسی شخص کے پاس ہے،

بالآخر ابن زیاد کے منادی نے ندا دی کہ خبردار، جو شخص علیؓ بن حسین کو پائے وہ انھیں ہمارے پاس لے آئے، ہم نے اُن کے بارے میں تین سو درہم (پچہتر روپے انعام) مقرر کیا ہے،

واللہ وہ شخص روتا ہوا میرے پاس آیا، میرے ہاتھ گردن کی طرف باندھنے لگا اور کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں، واللہ وہ مجھے اُن لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا، اُن کے حوالے کر دیا اور تین سو درم لے لئے، میں اُن درموں کو دیکھ رہا تھا۔

میں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا، اُس نے کہا کہ آپ کا کیا نام ہے، میں نے کہا علیؓ بن حسینؓ، پوچھا کیا اللہ نے علیؓ کو قتل نہیں کر دیا، میں نے کہا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا، اُنھیں لوگوں نے قتل کر دیا، اس نے کہا، نہیں، اللہ نے اُنھیں قتل کیا، میں نے کہا کہ "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا"، (اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت لے لیتا ہے)

اُس نے اُن کے قتل کا حکم دیا، زینب بنت علی (ابن ابی طالب) نے چلا کر کہا کہ اے ابن زیاد تجھے ہم لوگوں کے خون (جو تو کر چکا) کافی ہیں، میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ بغیر مجھے اُن کے ساتھ قتل کئے اُنھیں قتل نہ کرنا، اُس نے اُنھیں چھوڑ دیا۔

حسینؓ کا اسباب اور اُن کے بقیہ متعلقین جب یزید بن معاویہ کے پاس لائے گئے اور وہ لوگ اس کے پاس داخل کئے گئے تو اہل شام میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ان لوگوں کے قیدی ہمارے لئے حلال ہیں، علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ تو جھوٹا اور ذلیل ہے، یہ تیرے لئے نہیں ہے تاوقتیکہ تو ہماری ملت سے باہر نہ ہو جائے اور ہمارے خلاف دین نہ اختیار کرے،

یزید نے دیر تک کنکھیوں سے دیکھا اور اُس شامی سے کہا کہ بیٹھ، اور علیؓ بن حسینؓ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ہمارے پاس قیام کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ احسان کریں اور آپ کے لئے آپ کا حق پہنچائیں تو آپ (قیام) کیجئے اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو آپ کے شہر واپس کر دوں اور آپ کے ساتھ احسان کروں (تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں۔

علیؓ نے کہا کہ نہیں، مجھے میرے شہر کو واپس کر دو، اس نے انھیں اُن کے شہر واپس کر دیا اور اُن کے ساتھ احسان کیا

ابوجعفرؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن الحسینؓ کی کنیت ابوالحسینؓ تھی اور دوسری حدیث

ہیں ہے کہ اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔
عیزار بن حُریث سے مروی ہے کہ میں ابن عباس کے پاس تھا کہ علی بن حسین آئے، اُنھوں نے کہا کہ حبیب ابن حبیب کو مرحبا۔
نصر بن اوس سے مروی کہ میں علیؓ بن حسین کے پاس گیا تو اُنھوں نے کہا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو، میں نے کہا کہ قبیلۂ طے سے، اُنھوں نے کہا کہ خدا تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری قوم کو زندہ رکھے جن کی طرف تم نے نسبت کی، تمھارا قبیلہ بڑا اچھا قبیلہ ہے، میں نے کہا کہ آپ کون ہیں، اُنھوں نے کہا کہ میں علیؓ بن الحسینؓ ہوں میں نے کہا کہ کیا وہ اپنے والد کے ساتھ قتل نہیں کیئے گئے، اُنھوں نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اگر وہ قتل کر دیے جاتے تو تم انھیں نہ دیکھتے۔
۱۵۸ تنقبری سے مروی ہے کہ مختار نے علیؓ بن حسینؓ کو ایک لاکھ درم بھیجے، اُنھوں نے قبول کرنا بھی پسند نہ کیا اور واپس کرنے سے بھی ڈرے، اُنھوں نے اُن کو لے لیا اور اپنے پاس رکھے رہے، جب مختار قتل کر دیا گیا تو علیؓ بن حسین نے عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ مختار نے مجھے ایک لاکھ درم بھیجے تھے، میں نے انھیں واپس کرنا بھی ناپسند کیا اور لینا بھی ناپسند کیا، وہ میرے پاس ہیں، لہذا کسی کو بھیجو کہ اُنھیں لے لے، عبد الملک نے لکھا کہ اے بھتیجے آپ اُنھیں لے لیجئے، وہ میں نے آپ کے لئے حلال کر دیے ہیں، اُنھوں نے اُن کو قبول کر لیا۔
عیسٰی بن دینار مؤذن سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر سے مختار کو دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ علی بن الحسینؓ کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے، اُن سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ اُس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ وہ محض آپ ہی لوگوں کے بارے میں ذبح کیا گیا، اُنھوں نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا تھا، اللہ اور اُس کے رسول پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔
ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم لوگ بغیر تقیے کے اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور میں علیؓ بن حسینؓ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے بغیر تقیے کے نماز پڑھتے تھے۔
علیؓ بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا چھوڑ دینے والا

کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینک دینے والے کے مثل ہے سوائے اس کے کہ وہ ڈرتا ہو، کہا گیا کہ اس کا خوف کیا ہے، انھوں نے کہا کہ سرکش ظالم سے ڈرے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا یا شرارت کرے گا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ سے جو ان ہاشمیوں میں سب سے افضل تھے جن کو میں نے پایا سنا کہ اے لوگو ہم سے اسلامی محبت کرو، کیونکہ ہم سے تمھاری محبت برابر رہی یہاں تک کہ وہ ہم پر عار ہوگئی۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ ہم سے اسلامی محبت کرو، کیونکہ واللہ ہمارے متعلق تمھارے اقوال برابر رہے یہاں تک کہ تم نے ہمیں لوگوں کے نزدیک قابل نفرت بنا دیا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ ایک جماعت علیؓ بن حسینؓ کے پاس آئی اور ان کی تعریف کی، انھوں نے کہا کہ تم لوگ کس قدر جھوٹے ہو اور کس قدر اللہ پر جرأت کرنے والے ہو، ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں اور ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں۔

یزید بن عیاض سے مروی ہے کہ زہری سے قتل خطا سرزد ہوگیا تو وہ نکلے اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا، ایک خیمہ نصب کر لیا اور کہا کہ مجھ پر کسی مکان کی چھت سایہ فگن نہ ہوگی، ان کے پاس سے علیؓ بن حسینؓ گزرے اور کہا کہ اے ابن شہاب تمھاری مایوسی تمھارے گناہ سے بہت زیادہ ہے اللہ سے ڈرو اور اس سے طلب مغفرت کرو، اس مقتول کے متعلقین کو خوں بہا بھیج دو اور اپنے متعلقین کے پاس واپس جاؤ، زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے۔

عثمان بن عثمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے ایک لڑکی کا اپنے آزاد کردہ غلام سے نکاح کر دیا اور اپنی ایک لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا، عبدالملک بن مروان نے انھیں لکھ کر اس واقعے پر عار دلائی، علیؓ نے اسے لکھا کہ تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اچھا نمونہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیئ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا، اور زید بن حارثہ کو آزاد کیا اور ان سے اپنی پھوپی کی بیٹی زینب بنت جحش کا نکاح کر دیا۔ 159

عبداللہ بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب حسینؓ قتل کر دیے گئے تو مروان نے میرے والد سے کہا کہ آپ کے والد نے میرے والد سے چار ہزار دینار مانگے تھے مگر وہ میرے پاس موجود نہ تھے، آج میرے پاس موجود ہیں آپ اگر چاہیں تو لے لیجئے، والد نے وہ لے لیے اولاد مروان میں سے کسی نے اُن کے متعلق کچھ نہ کہا یہاں تک کہ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اُس نے والد سے کہا کہ ہمارا وہ حق کیا ہوا جو آپ لوگوں کی طرف ہے، اُنھوں نے کہا کہ وہ محفوظ و قابل شکر گذاری ہے، اُس نے کہا وہ آپ ہی کا ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ زہری جب علی بن حسین کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ میانہ رو اور سب سے بہتر عبادت گزار اور مروان بن الحکم و عبدالملک بن مروان کو اُن سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اُن سے یوم الحرہ کو دریافت کیا کہ آیا اس میں کوئی آپ کے اہل بیت میں سے بھی نکلا تھا، اُنھوں نے کہا کہ نہ اُس میں آل ابی طالب میں سے کوئی نکلا اور نہ ہی عبدالمطلب میں سے، وہ لوگ اپنے گھروں ہی میں رہے، پھر جب مسرف آیا اور اس نے لوگوں کو قتل کیا اور عقیق کو گیا تو اس نے میرے والد علی بن حسین کو دریافت کیا کہ آیا وہ موجود ہیں کہا گیا کہ ہاں، اُس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں اُنھیں نہیں دیکھتا۔

والد کو معلوم ہوا تو وہ اس کے پاس آئے، ہمراہ محمد بن علی ابن الحنفیہ کے دونوں بیٹے ابوہاشم عبداللہ اور حسن بھی تھے، جب اس نے والد کو دیکھا تو اُنھیں مرحبا کہا اور اُن کے لئے اپنے تخت پر گنجائش کر دی، پوچھا کہ آپ میرے بعد کیسے رہے، اُنھوں نے کہا کہ میں تمھارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں مسرف نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ نیکی کی نصیحت کی ہے، والد نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے، پھر اُس نے ابوہاشم اور حسن فرزندان محمد کو دریافت کیا تو میں نے کہا کہ وہ دونوں میرے چچا کے بیٹے ہیں، اُس نے اُن دونوں کو مرحبا کہا اور وہ سب اُس کے پاس سے

واپس ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس اُن سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کے ساتھی اُن کے پاس تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، علیؓ بن حسین بیٹھ گئے، نماز سے فارغ ہو کر عبیداللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ سے مستفید کرے، آپ کے پاس یہ صاحب آئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے فرزند اور اُن کے جانشین ہیں اور آپ سے کچھ دریافت کرتے ہیں، اگر آپ اُن کی ضرورت پوری کر دیتے (تو بہتر ہوتا) پھر جو کام کر رہے ہیں کرتے، عبیداللہ نے اُن لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے ۱۶۰
جو اس شان کو طلب کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ مشقت بھی اٹھائے

ایک شیخ سے جن کا نام مستقیم تھا مروی ہے کہ ہم علیؓ بن حسینؓ کے پاس رہتے تھے، اُن کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اُسے دیتے اور کہتے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے، اُنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

مسعود بن مالک سے مروی ہے کہ مجھ سے علیؓ بن حسین نے کہا کہ سعید ابن جبیر کیسے ہیں، میں نے کہا نیک ہیں، اُنھوں نے کہا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں تو ہم اُن سے فرائض اور وہ اشیاء دریافت کرتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ ہمیں فائدہ دیتا ہے، بیشک وہ چیز ہمارے پاس نہیں ہے جس کی یہ اہل عراق ہم پر تہمت لگاتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ واللہ عثمان حق کے طور پر قتل نہیں کئے گئے۔

عبداللہ بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ علیؓ بن الحسینؓ جب چلتے تھے تو اُن کے ہاتھ ران سے آگے نہ بڑھتے تھے اور نہ وہ اپنا ہاتھ ہلاتے تھے، جب نماز کو کھڑے ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا، اُن سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوا تو اُنھوں نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کس کے آگے کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے مناجات

کرتا ہوں۔

علی بن محمدؒ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ جنگ سے منع کرتے تھے، اہل خراسان کی ایک جماعت اُن سے ملی، اُنھوں نے اس ظلم کی شکایت کی جو اُنھیں اپنے والیوں سے پہنچتا تھا، علی نے اُن لوگوں کو صبر اور باز رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ "ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم" (اگر تو اُن لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انھیں معاف کردے تو بیشک تو عزت والا اور حکمت والا ہے)۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ اپنی سواری پر اس طرح مکے کی جانب روانہ ہوتے اور واپس آتے کہ اُسے کوڑا نہیں مارتے تھے۔ اور اسلم مولائے عمر کو اپنے ہمراہ بٹھا لیتے تھے قریش کے ایک شخص نے کہا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کو اپنے ہمراہ بٹھا لیتے ہیں، علی نے کہا کہ انسان صرف اس جگہ بیٹھتا ہے جہاں اُسے نفع ہوتا ہے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ و سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ دونوں قبر و منبر کے درمیان سورج بلند ہونے تک بیٹھ کر باتیں کرتے اور باہم تذکرہ کرتے، جب اُٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبداللہ بن ابی سلمہ اُنھیں کوئی سورۃ پڑھ کر سناتے پھر جب وہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو وہ لوگ دعا کرتے، حماد نے کہا کہ وہ الماجشون تھے۔

علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے خضاب کرتے تھے۔

۱٦۱ موسیٰ بن ابی حبیب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن الحسینؓ کو مہندی اور نیل سے خضاب کرتے دیکھا، علیؓ بن حسینؓ کے جوتے دیکھے جن کا سر اگول تھا، اُن میں کوئی نوک نہ تھی۔

علیؓ بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے متعلقین کو مہندی اور نیل کا خضاب کرتے دیکھا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ کی زرد و خز کی چادر تھی جسے وہ جمعہ کو اوڑھتے تھے۔

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ کے بدن پر خز کی چادر اور خز کا جبہ دیکھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ کو عراق سے کھالوں کا ایک جبہ بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ اسے پہنتے تھے، مگر جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ کا لومڑی کی کھالوں کا جبہ تھا وہ اُسے پہنتے تھے مگر جب نماز پڑھتے تو اُسے اُتار دیتے

نصر بن اوس الطائی سے مروی ہے کہ میں علیؓ بن حسینؓ کے پاس گیا جو اس حالت میں تھے کہ بدن پر سرخ پرانی چادر تھی اور گیسو شانوں تک چھوٹے ہوئے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ کے جسم پر ایک کردی موٹا طیلسان (جبہ) اور یمنی موٹے موزے دیکھے۔

علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ خز کی چادر پچاس دینار میں خریدتے اُس میں جاڑا گزارتے، پھر اُسے فروخت کر کے اُس کی قیمت خیرات کر دیتے مصر کے شہر اشمون کی بنی ہوئی دو چادروں میں کہ ایک دینار کی ہوتیں گرمی گزار دیتے، بیچ میں مختلف کپڑے پہن لیا کرتے اور کہتے تھے کہ "من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ" (اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی کس نے حرام کی)، عمامہ باندھتے تھے عیدین میں اُن کے لئے شکیزے میں بغیر جھاگ کی نبیذ بنائی جاتی تھی، جب احرام کا ارادہ کرتے تو غسل کے بعد تیل یا خوشبو لگاتے تھے۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ کے سر پر سفید چھوٹی ٹوپی دیکھی جو منڈھی ہوئی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو دیکھا کہ سفید عمامہ باندھتے اور پس پشت شملہ (بروایت ابن ابی اُویس) ایک بالشت یا قدرے زائد لٹکا لیتے۔

۱۶۲ ابو جعفر سے مروی ہے کہ علیؓ بن الحسینؓ بیت الخلاء میں گئے، میں دروازے پر کھڑا ہوا تھا اور اُن کے وضو کا پانی رکھ دیا تھا، وہ نکلے اور کہا کہ اے میرے فرزند، میں نے کہا، لبیک (حاضر ہوں)، انھوں نے کہا کہ میں نے بیت الخلاء میں

ایک ایسی چیز دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈالدیا، میں نے کہا وہ کیا چیز ہے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے مکھیوں کو دیکھا کہ نجاست پر گرتی ہیں پھر اڑکر انسان کی کھال پر بیٹھتی ہیں، میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ایک کپڑا بناؤں کہ جب بیت الخلاء جاؤں تو اُسے پہن لوں، پھر کہا کہ مجھے ایسی چیز مناسب نہیں جس کی لوگوں کو گنجائش نہو۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اُن کے والد علی بن حسین رض نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کردیا (یعنی آدھی دولت اللہ کی راہ میں دے دی اور آدھی خود رکھی) اور کہا کہ اللہ اس گناہ گار مومن کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ علی بن حسین رض (زمانۂ حج میں) شام شب عرفہ وصبح مزدلفہ میں جب واپس ہوتے تو معمولی رفتار سے چلتے۔ اور کہتے کہ ابن الزبیر جب اپنی سواری کو اپنے ہاتھ پاؤں سے مارتے تھے تو وہ درستی پر نہ تھے علی بن حسین رض ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو سفر میں جمع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے۔ حالانکہ نہ آپ عجلت میں ہوتے اور نہ خوف میں،

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن حسین جمار کی طرف (جہاں منیٰ میں رمی کی جاتی ہے) پیادہ جاتے تھے، منیٰ میں اُن کا ایک مکان تھا جب اہل شام اُنھیں ایذا دینے لگے تو وہ (مقام) قُرین الثعالب یا قُرین الثعالب کے قریب منتقل ہوگئے، وہ سوار ہوتے اور جب اپنی منزل میں آجاتے تو جمار تک پیادہ چلتے۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ علی رض بن حسین رض اپنا ہاتھ کھجور میں ڈالتے اور بوڑھے اور بچے کو برابر دیتے۔

حسین بن علی رض سے مروی ہے کہ ہمارے پاس والد علی بن الحسین رض آئے، میں اور جعفر رض ایک احاطے میں کھیل رہے تھے، والد نے محمد بن علی رض سے کہا کہ جعفر پر کتنا (زمانہ) گزرا، اُنھوں نے کہا کہ سات سال، اُنھوں نے کہا کہ اُنھیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رض کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے، آپ نے کس حالت میں صبح کی، اُنھوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمھاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں

صبح کی، لیکن جب تم نہیں جانتے یا تمھیں نہیں معلوم تو میں تمھیں بتاؤں گا۔

ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں،
جو اُن کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے، ہمارے
بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس حالت میں صبح کی کہ منبروں پر اُن کی بدگوئی یا گالی سے 163
ہمارے دشمن کے پاس تقرب حاصل کیا جاتا ہے،

قریش نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ شمار کرتے ہیں کہ تمام عرب پر انھیں فضیلت
ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں سے ہیں، بغیر آپ کے اُن کی کوئی فضیلت
شمار نہیں کی جاسکتی، اور عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی اُن (قریش) کیلئے
اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انھیں عجم پر فضیلت
ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں (عرب) میں سے ہیں، بغیر آپ کے اُن کی
کوئی فضیلت شمار نہیں کی جاسکتی، عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی اُن (عرب)
کے لئے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر عرب سچ کہتے تھے کہ انھیں عجم پر فضیلت ہے اور قریش سچ کہتے تھے
کہ انھیں عرب پر فضیلت ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں سے ہیں۔
تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت ہے، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے
ہیں انھوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارا حق لیتے تھے اور ہمارا حق پہچانتے
نہ تھے، تم نہیں جانتے کہ ہماری کیوں کر گزری تو اب جان لو کہ اس طرح
گزر گئی،

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اُن لوگوں کو سنانا چاہتے تھے جو لوگ
بیت اللہ میں موجود تھے۔

سالم مولائے ابی جعفرؓ سے مروی ہے کہ ہشام بن اسماعیل علی بن حسینؓ اور اُن
کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا کہ منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا اور علی رحمۃ اللہ
کی بدگوئی کرتا، جب ولید بن عبد الملک والی بنایا گیا تو اس نے اُسے معزول کر دیا اور
حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے اُسے کھڑا کیا جائے،

راوی نے کہا کہ ہشام کہا کرتا تھا کہ خدا کی قسم، میرے نزدیک سب سے اہم علیؓ بن حسینؓ ہیں، میں کہا کرتا تھا کہ وہ مرد صالح ہیں، اُن کی بات سنی اور مانی جاتی ہے،

ہشام بن اسماعیل مواخذہ کے لئے لایا گیا تو علیؓ بن حسینؓ نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو جمع کر کے منع کر دیا کہ اس شخص سے تعرض نہ کریں،

علیؓ بن حسینؓ اپنی کسی ضرورت سے صبح کو اُدھر سے گزرے، سامنا ہوا تو ہشام بن اسمعیل نے اُن سے پکار کر کہا کہ "اللہ یعلم حیث یجعل رسالاتہ" (اللہ جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیمبری رکھتا ہے)۔

عبداللہ بن علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ جب ہشام بن اسماعیل معزول کر دیا گیا تو انھوں نے ہمیں اُس سے ان امور کا انتقام لینے سے منع کیا جنھیں ہم لوگ ناگوار سمجھتے تھے، جب والد نے ہمیں جمع کیا تو کہا کہ یہ شخص معزول کر دیا گیا اور اُسے لوگوں کے لئے کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی روک ٹوک نہ کرے۔

میں نے کہا کہ اے میرے والد یہ کیوں، واللہ اُس کا نقش ہمارے نزدیک بہت برا ہے، اور ہمیں بھی ایسے ہی دن کی تلاش تھی، انھوں نے کہا کہ اے میرے فرزند، ہم اُس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں، واللہ آل حسینؓ میں سے کسی نے اسے ایک حرف بھی نہ کہا یہاں تک کہ اُس کی حکومت پارہ پارہ ہو گئی۔

ابی جعفرؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے وصیت کی کہ اُن کی موت کی کسی کو اطلاع نہ کریں اور انھیں لے چلنے میں جلدی کی جائے انھیں سوتی کپڑے کا کفن دیا جائے اور عطر میت میں مشک نہ شامل کی جائے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن حسینؓ کی وفات ہوئی تو ابو جعفرؓ نے علیؓ بن حسین کی ایک ام ولد کو اُن کی شرمگاہ کو غسل دینے کا حکم دیا۔

۱۶۴ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسین کی وفات ۹۴ھ میں مدینے میں ہوئی اور انھیں بقیع میں دفن کیا گیا، اس سال کو فقہا کے کثرت انتقال کی وجہ سے "سنۃ الفقہا" کہا جاتا تھا۔

حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میرے والد علی بن حسین کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی، ہم نے اُن پر بقیع میں نماز پڑھی، فضل بن دُکین کہتے تھے کہ اُن کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی، اُن کے اہل بیت و اہل شہر نے ایسی کوئی چیز نہیں کی جس سے میں اُنھیں جانتا۔

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین کی وفات ہوئی تو وہ اٹھاون سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ تمھیں اس امر پر دلالت کرے گا کہ علی بن حسین تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں (واقعہ کربلا میں) اپنے والد کے ساتھ تھے، جن لوگوں نے یہ کہا وہ بچے تھے کہ سبزہ بھی آغاز نہ ہوا تھا اُن کا قول کوئی چیز نہیں، لیکن وہ اُس روز مریض تھے، اُنھوں نے جنگ نہیں کی، وہ اُس زمانے میں کس طرح اس حالت میں ہو سکتے ہیں کہ اُن کے سبزہ آغاز نہ ہوا ہو حالانکہ اُن کے یہاں ابوجعفر محمد بن علی پیدا ہو چکے تھے، ابوجعفر جابر بن عبداللہ سے ملے ہیں اور لوگوں نے اُن سے روایت کی ہے اور جابر کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی ہے۔

منقری سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین کو رکھا گیا کہ اُن پر نماز پڑھی جائے تو لوگ اور اہل مسجد (نبوی) اُن کی طرف ٹوٹ پڑے، سعید بن المسیب مسجد میں تنہا رہ گئے تو خشرم نے سعید بن المسیب سے کہا کہ اے ابو محمد آپ مکان صالح میں اس مرد صالح کے پاس نہیں حاضر ہوتے، سعید نے کہا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

ھثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُنھوں نے اُن پر نماز پڑھی اور اُن کے ساتھ گئے، وہ کہتے تھے کہ مجھے جنازے میں حاضر ہونا نفل نماز سے زیادہ پسند ہے۔

شیبہ بن نعامہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین کو بخیل کہا جاتا تھا، جب اُن کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اُن کی یہ حالت پائی کہ مدینے کے سو گھر والوں کو پوشیدہ طور پر خوراک دیتے تھے، لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین ثقہ و مامون و کثیر الحدیث اور عالی مرتبہ و بلند پایہ و پرہیزگار تھے۔

عبدالملک بن المغیرہ

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالملک کے یہاں خدیج و عبدالرحمن و نوفل و اسحاق و یزید و ضُریبہ و حَبّابہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک کی کنیت ابو محمد تھی، قلیل الحدیث تھے، اُن کی وفات عمر بن عبدالعزیز
165 کی خلافت میں ہوئی۔

ابوبکر بن سلیمان

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عوبج بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ امنۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان کے یہاں محمد وعبداللہ اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں اُن سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

حارث، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام کلثوم ان کی والدہ دختر شافع بن انس بن عبدہ بنی معیص بن عامر بن لوئی میں سے تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان نے سعد بن ابی وقاص سے سنا ہے اور اُن سے زہری

نے روایت کی ہے۔
اُن کے بھائی۔

عثمان بن سلیمان

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم، ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حرثمان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین قبیلۂ فہم سے تھیں۔

عثمان بن سلیمان کے یہاں عمر و محمد پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عثمان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالملک بن مروان

ابن الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

عبدالملک بن مروان کے یہاں ولید پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے۔ اور سلیمان کہ وہ بھی والی خلافت ہوئے، مروان اکبر جو لاولد مر گئے اور داؤد کہ وہ بھی لاولد مر گئے اور عائشہ اُن سب کی والدہ ام الولید بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

یزید بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے۔ اور مروان۔ اور معاویہ جو لاولد مر گئے ان سب کی والدہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے اُن کی والدہ ام ہشام بنت ہشام
ابن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں ۱۶۶
ابوبکر بن عبدالملک نام بکار تھا، اُن کی والدہ عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ
التیمی تھیں۔
حکم بن عبدالملک جو لاولد مر گئے۔ اُن کی والدہ ام ایوب بنت عمرو بن عثمان
ابن عفان تھیں، ام ایوب کی والدہ ام الحکم بنت ذُویب بن حَنظلہ بن عمرو بن کلیب الاعمی
ابن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حُبْشیہ بن سَلول تھیں۔
عبداللہ بن عبدالملک و مَسْلَمہ و مُنْذِر و عَنْبَسہ و محمد سعید الخیر و حجاج مختلف ام ولد
سے تھے۔
فاطمہ بنت عبدالملک جن سے عمر بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا اُن
کی والدہ ام المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔
عبدالملک کی کنیت ابوالولید تھی، عثمان بن عفان کی خلافت میں ۲۶ھ میں
ان کی ولادت ہوئی، یوم الدار میں اپنے والد کے ساتھ تھے، اُس وقت عمر دس سال
کی تھی، انھوں نے اُن لوگوں کا حال اور اُن کی بات یاد رکھی، مسلمان ۴۲ھ کے
سرما میں بغرض جہاد ملک روم گئے، وہ پہلا سرمائی جہاد تھا کہ وہ لوگ اس کے لئے
وہاں گئے، معاویہ نے اہل شہر پر عبدالملک بن مروان کو عامل بنایا جو اُس زمانے میں
سولہ سال کے تھے، عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو بحری سفر کرایا۔
محمد بن اسماعیل بن ابی فُدیک مدنی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیخ کو
کثیر بن الصلت کے مکان کے پاس بیان کرتے سنا کہ ایک روز معاویہ بن ابی سفیان
نے اجلاس کیا، اُن کے ہمراہ عمرو بن العاص بھی تھے، عبدالملک بن مروان اُن
دونوں کے پاس سے گزرے تو معاویہ نے کہا کہ یہ نوجوان کس قدر با ادب اور
مروت والا ہے،
عمرو بن العاص نے کہا کہ امیرالمومنین، اس نوجوان نے چار خصلتیں اختیار
کرلیں اور تین خصلتیں ترک کر دیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے۔
اور اُس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن سماعت بن جاتا ہے، جب ملاقات کرتا

ہے، تو خنداں پیشانی سے، اور اگر اُس کی مخالفت کی جائے تو بہت کم بار ڈالتا ہے جس گفتگو سے عذر کیا جاتا ہے اُسے ترک کر دیتا ہے، کمینہ لوگوں کی صحبت سے [illegible] کرتا ہے اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کرتا ہے جس کی عقل و مروت پر بھروسہ نہیں۔

مقبری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے والد کی زندگی اور اُن کی ولایت کے زمانے میں ایام حرّہ تک مدینے میں رہے، جب اہل مدینہ نے حملہ کیا اور یزید بن معاویہ کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینے سے نکال دیا اور بنی امیہ کو بھی نکالدیا تو عبدالملک اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوئے، راستے میں مسلم بن عقبہ ملا جسے یزید بن معاویہ نے ایک لشکر کے ہمراہ اہل مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

مروان و عبدالملک بن مروان جن کے چیچک نکلی ہوئی تھی اس کے ساتھ

۱۶۷ واپس ہوئے، عبدالملک ذی خشب میں رہ گئے، انھوں نے ایک قاصد کو حکم دیا کہ محیض میں قیام کرے جو مدینہ و ذی خشب کے درمیان مدینے سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور دوسرے قاصد کو حکم دیا کہ جنگ میں حاضر ہو کر اُن کے پاس اُس کی خبر لائے انھیں یہ اندیشہ تھا کہ حکومت اہل مدینہ کی ہو جائے گی،

عبدالملک ذی خشب میں مروان کے محل میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ قاصد اپنا کپڑا ہلاتا ہوا آگیا، عبدالملک نے کہا کہ بیشک یہ خوشخبری دینے والا ہے، اُن کے پاس وہ قاصد آیا جو محیض میں تھا اور خبر دی کہ اہل مدینہ قتل کر دیے گئے اور شامی فوج شہر میں داخل ہو گئی، عبدالملک نے سجدۂ شکر ادا کیا اور صحت پانے کے بعد مدینے میں داخل ہوئے۔

علاوہ محمد بن عمر کے اور مورخین نے کہا کہ اہل مدینہ نے جب اُن لوگوں کو نکالا تھا تو اُن سے۔ عہد و پیمان لے لیا تھا کہ وہ اُن کے مخفی پہاڑی راستوں کو نہ بتائیں گے اور نہ اُن کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے، پھر جب انھیں وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ ملا تو مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اُس کے پاس جاؤ شاید کہ میرے بدلے تم اُسے کفایت کرو،

عبدالملک اُس کے پاس گئے، مسلم نے اُن سے کہا کہ تمھارے پاس جو خبر ہے وہ لاؤ، مجھے لوگوں کی خبر بتاؤ اور کہو کہ تمھاری کیا رائے ہے، انھوں نے کہا کہ

اچھا، پھر اُسے اہل مدینہ کی خبر دی اُن کے مخفی پہاڑی راستے بتائے کہ کیونکر اُن کے پاس آسکتے ہیں اور کہاں سے اُن پر داخل ہوں اور کہاں اتریں۔

مروان اُس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو خبر تمھارے پاس ہے لاؤ، اُس نے کہا کہ کیا عبدالملک تمھارے پاس نہیں آئے؟ اس نے کہا کہ ہاں مروان نے کہا کہ جب تم عبدالملک سے مل لئے تو مجھ ہی سے مل لئے، اس نے کہا بیشک، مسلم نے کہا کہ عبدالملک بھی کیسے آدمی ہیں، میں نے بہت کم قریش کے لوگوں میں سے کسی شخص سے گفتگو کی ہے جو اُن کے مشابہ ہو۔

اہل اُردن میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ مسلم بن عقبہ کے مدینے آنے کے وقت ہم لوگ اُس کے ساتھ تھے، ذی المروہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو اتفاق سے ایک خوبصورت و خوش ادا نوجوان کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا، تھوڑی دیر تک ہم اس باغ میں گھومے، نماز سے فارغ ہوا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تم اسی لشکر میں ہو، میں نے کہا ہاں، اُس نے کہا کہ کیا تم لوگ ابن الزبیر سے جنگ کا قصد کرتے ہو، میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ میں نہیں پسند کرتا کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب میرے لئے ہو اور میں جنگ کیلئے اُن کی جانب روانہ ہوں، آج روئے زمین پر ابن الزبیر سے بہتر کوئی نہیں ہے، راوی نے کہا کہ وہ نوجوان عبدالملک بن مروان تھا، عبدالملک بعد کو ابن الزبیر کے ساتھ مبتلا ہوئے اور اُن کو مسجد حرام میں قتل کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالملک علماء و فقہا کی صحبت میں بیٹھے تھے، اُن سے علم حاصل کیا تھا اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۳ ذی القعدہ ۶۴ھ یوم چارشنبہ کو الجابیہ میں مروان بن الحکم سے بیعت خلافت کی گئی، پھر اُس نے ضحاک بن قیس الفہری کا مرج راہط میں مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا، اس کے بعد عبدالملک و عبدالعزیز فرزندان مروان نے اپنے والد کے لئے بیعت خلافت لی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ یکم رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کی وفات ہوئی، اُس روز عبدالملک خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن الزبیر نے عبدالملک کی جانب نکلنے کی طیاری کر لی اور روانہ ہو گئے باجمیرا میں آئے جو انبار سے تین فرسخ اسی طرف ساحل فرات پر ایک گاؤں ہے، وہاں اُترے، عبدالملک کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے لشکروں کو جمع کیا اور عراق کے ارادے سے مصعب کے قتال کے لئے روانہ ہوئے۔

اُنھوں نے روح بن زنباع سے اس حالت میں کہ وہ سامان سفر طیار کر رہے تھے کہا کہ واللہ اس دنیا کا معاملہ بھی عجب ہے، میں نے اپنے آپ کو اور مصعب بن الزبیر کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جس مقام پر ہم دونوں جمع ہوتے تھے وہاں اگر ایک رات کو بھی میں اُنھیں نہ پاتا تھا تو گویا میں بےچین ہو جاتا تھا اور وہ مجھے نہ پاتے تھے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے، میرے پاس تھوڑا سا کھانا بھی لایا جاتا تھا تو میں نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لئے اُس کا کھانا جائز ہے تاوقتیکہ میں وہ سب یا اُس کا کچھ حصہ مصعب کے پاس نہ بھیجدوں، لیکن اب ہم دونوں تلوار تک پہنچ گئے، یہ سلطنت بارآور نہیں ہوتی، باپ یا بیٹا جو کوئی اُس کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے تلوار ہی ہوتی ہے۔

عبدالملک یہ گفتگو محض اس لئے کر رہے تھے کہ خالد بن یزید بن معاویہ و عمرو ابن سعید بن العاص دونوں اُن کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، اس گفتگو کو اُنھوں نے ان دونوں کو سنانا چاہا تھا، وہ اُس زمانے میں دونوں سے ڈرتے تھے، اُنھیں معلوم تھا کہ اہل شام کے نزدیک عمرو بن سعید سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان نے ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی، مگر اس نے عبدالملک کو اور عبدالملک کے بعد عبدالعزیز کو ولی عہد بنا دیا خالد مایوس ہو گیا۔ اور بحالت امید و بیم عبدالملک کے ساتھ تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالملک دمشق سے بہ قصد عراق جنگ مصعب کے لئے روانہ ہوئے تو وہ بطنان حبیب بلیلہ کے اسی طرف تھے کہ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید یک جا بیٹھے، دونوں نے عبدالملک کے حال اور باوجود اُن کے فریب دینے اور لغو وعدے کرنے کے اُن کے

ہمراہ اپنی روانگی کا تذکرہ کیا، عمرو نے کہا کہ میں تو واپس ہوتا ہوں، خالد نے انھیں ہمت دلائی۔

عمرو دمشق واپس آئے اور شہر میں داخل ہو گئے، حالانکہ اُس زمانے میں اطراف ایک مضبوط شہر پناہ تھی، انھوں نے اہل شام کو بلایا تو لوگ فوراً اُن کے پاس آ گئے عبدالملک نے انھیں نہ پایا تو پوچھا کہ ابو امیہ کہاں ہیں، کہا گیا کہ وہ واپس گئے عبدالملک بھی لوگوں کو دمشق واپس لے گئے، شہر دمشق کے دروازے پر اُترے اور سولہ دن مقیم رہے، یہاں تک کہ عمرو نے اُسے اُن کے لئے کھول دیا اور ان سے بیعت کر لی۔

عبدالملک نے اُن سے چشم پوشی کی، پھر اُن کے قتل کا ارادہ کر لیا اور انھیں ایک روز بلا بھیجا، عمرو کے دل میں یہ آیا کہ یہ پیام شر ہے وہ مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہو کے اُن کے پاس گئے، انھوں نے ایک زرہ پہنی جس سے اپنے کو چھپائے ہوئے تھے، عبدالملک کے پاس گئے اُس نے تھوڑی دیر باتیں کیں تا آنکہ یحییٰ بن الحکم کو حکم دیا کہ جب میں نماز کو جاؤں تو اُن کی گردن مار دیں۔

عبدالملک اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو امیہ یہ کیسے کنویں ہیں جو ہمارے لئے کھودے جاتے ہیں، انھوں نے وہ سب یاد دلایا جو اُن سے سرزد ہوا تھا اور نماز کو چلے گئے، واپس آئے تو دیکھا کہ یحییٰ نے اُن کی طرف پیشقدمی نہیں کی عبدالملک نے انھیں گالی دی، وہ خود اور اُن کے ساتھی عمرو بن سعید پر بڑھے اور انھیں قتل کر دیا۔ ۱۶۹

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُس سال عبدالملک نے قیام کیا، مصعب سے جنگ نہیں کی، مصعب کوفہ واپس چلے گئے، جب سال آیندہ آیا تو مصعب کوفے سے روانہ ہوئے اور باجمیرا میں آ کے مقیم ہو گئے، عبدالملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اُن کی جانب روانگی کی تیاری کی۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کی جانب روانگی کرلی تو اس کے لئے تیاری کی اور اہل شام کے لشکر کثیر کے ہمراہ روانہ ہوئے عبدالملک بھی روانہ ہوئے اور مصعب بھی بڑھے یہاں تک کہ مسکن میں دونوں کا مقابلہ ہوا لوگ جنگ کیلئے

نکلے قوم میں سے بعض نے بعض کے مقابلے پر صف باندھ لی۔
ربیعہ وغیرہ نے مصعب سے دغا کی تو انھوں نے کہا کہ آدمی کو ہر حال میں مرنا ہے، لہذا واللہ اُس کا کریم و احسن ہو کے مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے گریہ وزاری کرے جنھوں نے اُسے تنہا چھوڑ دیا میں کبھی اُن لوگوں سے مدد نہ چاہوں گا اور نہ اور کسی سے۔
انھوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم آگے بڑھ کے جنگ کرو، اُن کے بیٹے نزدیک گئے اور قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھا، نہایت شدید جنگ کی، قوم نے اُس پر ہجوم کر لیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا۔
لوگ مصعب کی جانب روانہ ہوئے جو اپنے تخت پر تھے، انھوں نے تخت ہی پر سے اُن لوگوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، عبید اللہ ابن زیاد بن ظبیان آیا اور اُن کا سر کاٹ کے عبد الملک کے پاس لایا، عبد الملک نے اُسے ایک ہزار دینار دیے مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔
عبد الملک نے اہل عراق کو اپنی بیعت کی دعوت دی لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی اور وہ ملک شام واپس ہوئے۔
شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی کہ جب عبد الملک ابن مروان نے مصعب بن الزبیر کو قتل کر دیا تو حجاج بن یوسف کو دو ہزار لشکر اہل شام کے ہمراہ عبد اللہ بن الزبیر کی جانب مکہ روانہ کیا طارق بن عمرو کو لکھ کر حکم دیا کہ حجاج سے مل جائے، طارق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جو پانچ ہزار تھے روانہ ہوئے اور حجاج سے مل گئے۔
اُن لوگوں نے ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کی اُن پر آلات سنگ اندازی نصب کئے، ۷۲ھ میں جب ابن الزبیر محصور تھے تو حجاج نے لوگوں کو حج کرایا، حجاج و طارق واپس ہو کے بیر میمون میں اُترے، دونوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ابن الزبیر کے قتل ہونے تک عورتوں اور خوشبو کی قربت کی۔ قتل ابن الزبیر کے بعد دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔
ابن الزبیر یکم ذی القعدہ ۷۲ھ سے چھ ماہ سترہ یوم تک محصور رہے اور

۷ ا ر جمادی الاول ۷۳ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کئے گئے، اُن کا سر عبدالملک بن مروان
۱۷۰ کو ملک شام بھیجدیا گیا۔

شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۳ھ میں لوگوں نے عبدالملک بن مروان کی خلافت پر اتفاق کر لیا، ابن عمر نے بیعت نامہ لکھ دیا، ابو سعید الخدری وسلمہ بن الاکوع نے بھی لکھ دیا۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ میں دینار و درہم ڈھالے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اُن کا ڈھالنا اور اُن پر نقش کرنا ایجاد کیا۔

خالد بن ربیعہ بن ابی ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جاہلیت کے وہ مثقال جن پر عبدالملک بن مروان نے سکے کا نشان لگایا شامی مثقال سے ایک حبہ کم بائیس قیراط کے تھے اور وہ سات کے وزن میں دس تھے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ان اوزان پر عبدالملک سے اتفاق کر لیا گیا۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا، جب وہ مدینے میں گزرے تو اپنے والد کے مکان میں اُترے اور چند روز مقیم رہے، پھر روانہ ہو کے ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے، لوگ بھی اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، ابان بن عثمان نے اُن سے البیداء سے احرام باندھنے کو کہا، عبدالملک نے البیداء سے احرام باندھا۔

قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو البیداء سے احرام باندھنے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو حرم میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے تک تلبیہ کہتے دیکھا، بعد طواف تلبیہ سے رک گئے، پھر موقف کی روانگی تک برابر تلبیہ کہتے رہے راوی نے کہا کہ میں نے یہ ابن عمر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے مگر ہم لوگ تو بجائے تلبیہ کے صرف تکبیر کو اختیار کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ انہوں نے حج میں چار روز خطبہ سنایا، یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) سے پہلے، یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو، پھر یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کی صبح یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو اور یوم النفر الاول (۱۲ ذی الحجہ) کو۔

عبداللہ بن عمرو بن اویس العامری کہتے تھے کہ میں نے عبدالملک بن مروان
۱۷۱ کو قبیصہ بن ذؤیب سے کہتے سنا کہ کیا تم نے رخصتی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وقتی دعاء کو سنا ہے، انہوں نے کہا نہیں، تو عبدالملک نے کہا کہ نہ میں نے۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا، جب ساتواں شوط (پھیرا) ہوا تو وہ پناہ مانگنے کے لیے بیت اللہ کے قریب ہوئے، میں نے انہیں کھینچ لیا تو کہا کہ اے حارث تمہیں کیا ہو گیا ہے، میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس نے سب سے پہلے یہ فعل کیا وہ آپ کی قوم کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی، عبدالملک روانہ ہو گئے اور انہوں نے پناہ نہیں مانگی۔

موسیٰ بن میسرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے طواف قدوم کیا، جب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ صفا کی طرف نکلنے سے پہلے حجر اسود کی طرف چلیے، عبدالملک قبیصہ کی طرف متوجہ ہوئے، قبیصہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا، عبدالملک نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا مگر انہیں اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر عبدالملک نے کہا کہ اے حارث تم مجھ سے سیکھو جیسا کہ میں نے تم سے سیکھا کہ جب میں نے بیت اللہ سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو تم نے مجھے منع کیا، انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جو آپ کا پہلا علم ہے اس پر عمل کیجئے میں نے بھی آپ کے علم سے فائدہ اٹھایا۔

عوف بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ عبدالملک کے پاس آئے، عبدالملک نے مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بلایا، جابر نے کہا کہ اے امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مدینہ وہ طیبہ ہے جس کا نام نبی علیہ السلام نے (طیبہ) رکھا۔ اور اس کے باشندے (آج) محصور ہیں، اگر امیر المومنین کی رائے

ہو کہ اُن کے ساتھ نیکی کریں اور اُن کے حقوق پہچانیں تو کریں۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اسے ناپسند کیا اور اُن سے رخ پھیر لیا جابر اصرار کرنے لگے، یہاں تک کہ قبیصہ نے اپنے بیٹے کو، جو اُنھیں لائے تھے کیونکہ جابر کی بینائی جا چکی تھی، اشارہ کیا کہ اُنھیں خاموش کر دو۔

راوی نے کہا کہ اُن کے بیٹے اُنھیں خاموش کرنے لگے تو جابر نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو، اُنھوں نے کہا کہ خاموش رہو، جابر خاموش ہو گئے اور جب نکلے تو اُنھوں نے قبیصہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابو عبداللہ یہ لوگ بادشاہ ہو گئے ہیں، اللہ نے اچھا امتحان لیا ہے کیونکہ جب تمہارا ساتھی (عبدالملک) تم سے سنتا ہے تو تمھارے لئے (کہنے میں) کوئی عذر نہیں ہے۔

قبیصہ نے کہا کہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا، جو اُس کے موافق ہوتا ہے سنتا ہے، تمھارے لئے امیرالمومنین نے پانچ ہزار درہم کا حکم دیا ہے، لہٰذا تم اُن سے اپنے زمانے پر مدد حاصل کرو۔ (یعنی اُن درموں سے اپنی زندگی کا زمانہ بسر کرو) جابر نے وہ لے لئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے حج کیا، واپسی میں مدینے سے گزرے، منبر پر لوگوں کو خطبہ سنایا، پھر اپنے دوسرے خطیب کو کھڑا کیا حالانکہ وہ خود منبر پر بیٹھے ہوئے تھے،

خطیب نے تقریر میں اہل مدینہ سے شدید جنگ کا ذکر کیا، اس نے اُن
لوگوں کے خلاف اطاعت اور عبدالملک اور اُن کے اہل بیت کے بارے میں بدظنی ۱۷۲
کا اور اہل حرہ کے فعل کا ذکر کیا اور کہا کہ اے اہل مدینہ میں نے تمھارے لئے سوائے اس گاؤں کے کوئی مثل نہیں پائی جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔

"ضرب اللہ مثلا قریۃً کانت آمنۃً مطمئنۃ یأتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون"

(اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن چین سے تھا کہ اُس کی روزی بھی ہر جگہ سے بافراغت چلی آتی تھی پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے

ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اس بات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو اُن کا لباس بنا دیا)

ابن عبد اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطیب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو تم جھوٹے ہو ہم لوگ ایسے نہیں ہیں، تم اس کے بعد کی آیت پڑھو "ولقد جاءھم رسول منھم فکذبوہ فاخذھم العذاب وھم ظالمون" (اور البتہ ان کے پاس انھیں میں کا رسول بھی آیا مگر انھوں نے اس کو جھٹلا دیا تب تو ان کو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آپکڑا۔) ہم لوگ تو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (اور یہ آیت کفار کے بارے میں ہے)

جب ابن عبد نے یہ کہا تو دربان اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُنھیں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ لوگ اُنھیں قتل کر دیں گے، عبدالملک نے اُن لوگوں کو منع کیا جب خطیب فارغ ہو گیا اور عبدالملک مکان میں گئے تو ابن عبد کو بھی اُن کے پاس پہنچا دیا گیا۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے (اتنا انعام دیا کہ) اُن کے انعام سے زیادہ کسی کو انعام نہیں دیا اور اُنھیں ایسا لباس پہنایا کہ اُن کے لباس سے زیادہ کسی کو نہیں پہنایا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے وہ تقریر کی جو کی اور میرے والد نے اس کو رد کیا تو دربان میرے والد پر جھپٹ پڑے، وہ لوگ اُن کو عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے، انھوں نے اہل شام کے روبرو اُن پر کسی قدر غصے کا اظہار کیا۔

جب اہل شام چلے گئے تو اُن سے کہا کہ اے ابن عبد جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ لیکن میرے بعد کسی والی کے ساتھ ایسا کرنے سے بچنا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے اتنا تحمل نہ کرے گا جتنا میں نے کیا ہے۔ قریش کا یہ قبیلہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، ہمارا حلیف بھی ہم میں سے ہے اور تم بھی ہم میں سے ایک ہو، تمھارا قرض کتنا ہے، اُنھوں نے کہا کہ پانچ سو دینار۔

عبدالملک نے اُن کے لئے پانچ سو دینار کا حکم دیا۔ اور اس کے سوا اُنھیں سو دینار انعام دیئے، ایک جوڑا دیا جس میں سبز خز کی چادر تھی کہ اس کا ایک ٹکڑا ہمارے

پاس ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ انھوں نے شعب میں مغرب و عشا کی نماز پڑھی، میں انھیں جمع (مزدلفہ) سے ادھر ہی مل گیا، میں اُن کے ساتھ چلا تو انھوں نے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا جان کی قسم نہیں، انھوں نے کہا کہ تمھیں نماز سے کس نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں اب تک وقت کے اندر ہوں، انھوں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں، تم وقت کے اندر نہیں ہو۔

پھر کہا کہ شاید تم اُن لوگوں میں سے ہو جو امیرالمومنین عثمانؓ رحمۃ اللہ پر طعن کرتے ہیں۔ میرے والد نے مجھے شاہد بتایا کہ انھوں نے عثمان کو دیکھا کہ مغرب و عشا شعب میں پڑھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے (عبدالملک سے) کہا کہ امیرالمومنین، آپ جیسے لوگ اس قسم کا کلام کرتے ہیں حالانکہ آپ امام ہیں، مجھے اُن پر یا اوروں پر طعن کرنے کا کیا حق ہے، میں تو اُن کے ساتھ تھا، لیکن میں نے عمرؓ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ مزدلفہ نہ پہنچ جائیں مجھے عمرؓ کی سنت سے زیادہ کوئی سنت پسند نہیں۔

انھوں نے کہا کہ اللہ عمرؓ پر رحمت کرے، مگر عثمانؓ عمرؓ کو زیادہ جانتے تھے، ۱۷۳
اگر عمرؓ نے یہ کیا ہوتا تو عثمانؓ ضرور اُن کی پیروی کرتے، عثمانؓ سے زیادہ عمرؓ کی حالت کی پیروی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

سوائے نرمی کے عثمانؓ نے عمر کی سیرت میں کسی چیز سے اختلاف نہیں کیا، کیونکہ عثمانؓ نے لوگوں کے لئے یہاں تک نرمی کی کہ وہ خود مغلوب ہو گئے اور اگر اُن کی جانب سے بھی لوگوں پر ایسی ہی سختی کی جاتی جیسا کہ اُن پر ابن الخطاب نے سختی کی تو لوگوں کو اُن سے وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جو انھوں نے حاصل کرلی۔

وہ لوگ کہاں ہیں جن میں عمرؓ بن الخطاب کا طریقہ جاری تھا، یوں تو لوگ آج بھی ہیں، اے ثعلبہ میری رائے ہے کہ سلطان کی خصلت لوگوں کے ساتھ گشت کرتی ہے، اگر آج کوئی شخص اُس سیرت پر چلے (جو عثمانؓ کی تھی) تو لوگوں کو اُن کے

گھروں میں لوٹ لیا جائے، رہزنی کی جائے، لوگ باہم ظلم کریں، اور فتنے برپا ہوں، اس لئے والی کے لئے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں وہ ایسی سیرت رکھے جو اُس زمانے کیلئے مفید ہو۔

ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اے اہل مدینہ جو پہلا طریقہ تھا اُس کے اختیار کرنے کے سب سے زیادہ حقدار تم لوگ ہو، اس مشرق کی جانب سے ہمارے پاس ایسی احادیث کا سیلاب آیا ہے جنھیں ہم نہیں جانتے پہچانتے، اور ان میں سے ہم سوائے قراءت قرآن کے اور کچھ نہیں پہچانتے لہٰذا تم لوگ اُسی کو اختیار کرو جو تمہارے قرآن میں ہے، جس پر تم کو امام مظلوم (عثمان) نے جمع کیا ہے اور تم اُن فرائض کو اختیار کرو جن پر تمھیں امام مظلوم رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے، کیونکہ اُنھوں نے اس کے بارے میں زید بن ثابت سے مشورہ لیا ہے، اور وہ خدا اُن پر رحمت کرے اسلام کے کیسے اچھے مشیر تھے۔ اُن دونوں نے جس کو ثابت پایا اس کو ثابت رکھا اور جو اُن دونوں کی رائے کے خلاف تھا اسے اُنھوں نے ساقط کردیا۔

مورخین نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے یہ قصد کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہدی سے معزول کردیں۔ اور اپنے دونوں فرزند ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت کریں، قبیصہ بن ذؤیب نے منع کیا اور کہا کہ یہ نہ کیجئے کیونکہ اس سے آپ ایک فتنہ انگیز آواز کو اپنے اوپر برانگیختہ کرلیں گے، شاید اُنھیں موت آجائے جس سے آپ کو اُن سے راحت مل جائے۔

عبدالملک اس سے باز رہے مگر اُن کا دل اُن سے جھگڑتا تھا کہ اُنھیں معزول کردیں، ایک رات کو اُن کے پاس روح بن زنباع الجذامی آئے جو عبدالملک کے پاس اس طرح سوتے تھے کہ دونوں کا تکیہ ایک ہوتا تھا اور وہ عبدالملک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔

اُنھوں نے کہا کہ امیرالمومنین، اگر آپ اُنھیں معزول کردیں گے تو دو بھیڑیں بھی باہم نہ لڑیں گی۔ اُنھوں نے کہا کہ اے ابو زرعہ یہ تمھاری رائے ہے کہا کہ جی ہاں، واللہ، اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی یہ بات قبول کرے گا، تو اُنھوں نے کہا کہ انشاء اللہ ہم اعلان کریں گے، پھر وہ اسی حالت پر تھے،

عبد الملک نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو یہ ایک چھوٹی سی نصیحت کی بات ہوگی، اسی حالت میں تھے کہ عبد الملک بن مروان سو گئے، روح بن زنباع اُن کے پہلو میں تھے، یکایک ان دونوں کے پاس قبیصہ بن ذؤیب رات ہی کو آئے،

عبد الملک نے دربانوں کو حکم دے دیا تھا کہ قبیصہ بن ذؤیب کو رات یا دن میں جس وقت بھی آئیں میرے پاس آنے سے روکا نہ جائے بشرطیکہ میں تنہا ہوں یا کسی ایک شخص کے ساتھ ہوں، اور اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انھیں مجلس میں پہنچا دیا جائے اور مجھے اُن کی اطلاع کردی جائے۔

قبیصہ آئے، مہر اور ڈاک انھیں کے سپرد تھی، عبد الملک سے پہلے اُن کے پاس خبریں آتی تھیں، وہ اُن سے پہلے خطوط کو پڑھتے پھر انھیں کھلا ہوا عبد الملک ۱۷۴
کے پاس لاتے اور قبیصہ کی بزرگداشت کی بنا پر وہ انھیں پڑھتے تھے،

قبیصہ اُن کے پاس گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اللہ آپ کو بھائی کے عوض اجر دے، پوچھا کیا اُن کی وفات ہوگئی؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔

عبد الملک بن مروان نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر روح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو زرعہ جس پر ہم دونوں نے اتفاق کیا تھا اور جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا اُس میں اللہ ہمیں کافی ہوگیا، اے ابو اسحاق یہ امر تمہارے مخالف تھا۔

قبیصہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے، اِس پر جو بات تھی اس سے انھوں نے اُن کو آگاہ کیا، قبیصہ نے کہا کہ امیر المومنین پوری عقلمندی تو تاخیر ہی میں ہے، اور عجلت میں جو خرابی ہے وہ ہے، عبد الملک نے کہا بسا اوقات عجلت میں خیر کثیر ہوتی ہے، کیا تم نے عمرو بن سعید کو نہیں دیکھا کیا ان کے معاملے میں عجلت تاخیر سے بہتر نہ تھی۔

عبد الملک نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عبد الملک کو مصر پر امیر بنایا اور ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت بنایا، اور شہروں میں لکھ دیا، لوگوں نے اُن دونوں کے لئے بیعت کرلی، عبد العزیز کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

اہل مدینہ سے مروی ہے کہ عبدالملک نے عثمان سے (احادیث) یاد کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ابوہریرہ و ابی سعید الخدری و جابر ابن عبداللہ وغیرہم سے بھی (احادیث) سنی تھیں، اور قبل خلافت عابد و حاجی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا، مدینے میں کوئی نوجوان اُن سے زیادہ تیز رو، اُن سے زیادہ طالب علم اور اُن سے زیادہ محنتی نہ تھا۔

ابن قبیصہ بن ذُوَیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجروں کے پیچھے سے عبدالملک بن مروان کی آواز سنتے تھے کہ اے اہل نعمت، جب عافیت و نعمت دونوں تمھیں حاصل ہیں تو (اللہ کی نافرمانی کرکے) اس میں کچھ کمی نہ کرو۔

محمد بن شُعَیب سے مروی ہے کہ انھوں نے عبدالملک بن مروان کو منیٰ میں اونٹ خریدتے ہوئے دیکھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے سے دانت باندھنے کو ابن شہاب سے دریافت کرتے ہوئے سنا تو انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، عبدالملک بن مروان نے بھی اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے دانت سونے سے باندھتے تھے۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے۔

۱۷۵ ابو معشر نجیح سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان کی وفات دمشق میں ۱۵ شوال ۸۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی، عمر ساٹھ سال کی تھی، بیعت سے وفات تک اکیس سال اور ڈیڑھ مہینے خلافت کی، اس میں سے نو سال تک عبداللہ بن الزبیر سے جنگ کرتے رہے، اُن کی شام کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی، پھر قتل مصعب کے بعد عراق کی، عبداللہ بن الزبیر کے قتل اور سب لوگوں کے اُن (کی بیعت) پر اتفاق کر لینے کے بعد سات دن کم تیرہ سال اور چار مہینے زندہ رہے۔

ہم سے روایت کی گئی ہے کہ اُن کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی، پہلی روایت

زیادہ ثابت ہے اور اُن کی ولادت کے حساب سے درست ہے۔

عبدالعزیز بن مروان

ابن الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس اُن کی والدہ لیلیٰ بنت زبّان بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب قبیلۂ کلب سے تھیں، کنیت ابوالاصبغ تھی،

عبدالعزیز کے یہاں عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے، عاصم والوبکر پیدا ہوئے اور محمد، جو لاولد مر گئے، ان سب کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اصبغ بن عبدالعزیز جن کے نام سے اُن کی کنیت تھی اور ام عثمان وام محمد ایک ام ولد سے تھے۔

سُہیل وسہل وام الحکم، اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھیں۔

زبّان بن عبدالعزیز وجُریّا ایک ام ولد سے تھے۔

ام البنین، اُن کی والدہ لیلیٰ بنت سُہیل بن حنظلہ بن الطفیل بن مالک ابن جعفر بن کلاب تھیں۔

عبدالعزیز نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے،

مروان بن الحکم نے عبدالملک بن مروان کو اور اُن کے بعد عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہد بنایا، انھیں والیٔ مصر بھی بنایا عبدالملک نے اس عہد سے پر انھیں برقرار رکھا،

اُن کا وجود عبدالملک پر گراں تھا، اُنھوں نے اُن کے معزول کرنے کا ارادہ کیا کہ اُن کے بعد ولید وسلیمان کی بیعت خلافت کی جائے مگر قبیصہ بن ذؤیب

نے انھیں اس سے روکا، قبیصہ کے سپرد اُن کی مہر تھی اور وہ اُن کا اکرام و عظمت کرتے تھے، وہ اس سے رک گئے۔

عبدالعزیز کی وفات مصر میں ۸۵ھ میں ہوئی، عبدالملک بن مروان کو یہ خبر رات کو پہنچی، صبح ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو بلایا اور اپنے بعد ولید کی بیعت خلافت لی پھر ولید کے بعد سلیمان کی۔

محمد بن مروان ۱۷۶

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام زینب تھا۔

محمد بن مروان کے یہاں مروان پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ تھے، یہ وہی ہیں جن کو اولاد عباس نے اُس وقت قتل کر دیا جس وقت انھوں نے اپنی دعوت (بیعت) کا اظہار کیا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید، اُن کی والدہ رملہ بنت یزید بن عبید اللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

عبدالرحمن، اُن کی والدہ ام جمیل بنت عبدالرحمن بن زید بن الخطاب بن نفیل تھیں۔

منصور ایک ام ولد سے تھے۔

عبدالعزیز ایک ام ولد سے تھے۔

عبدہ و رملہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

زہری نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سعید

ابن العاص بن سعید ابی اُحیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام البنین

بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔
عمرو بن سعید کے یہاں اُمیّہ وسعید واسماعیل ومحمد وام کلثوم پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام حبیب بنت حُریث ابن سلیم بن عُمش بن لبید بن عداء بن امیہ بن عبداللہ ابن رزاح بن ربیعہ بن حرام بن ضِنّہ بن عبد بن کبیر بن عُذرہ وقضاعہ میں سے تھیں۔
عبدالعزیز وعبدالملک ورملہ، اُن کی والدہ سودہ بنت الزبیر بن العوام ابن خویلد تھیں،
موسیٰ وعمران، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت مطیع بن ذی اللحیہ بن عبد ابن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بنی عامر میں سے تھیں۔
عبداللہ وعبدالرحمٰن ایک ام ولد سے تھے
ام موسیٰ، اُن کی والدہ نائلہ بنت فُرَیص بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حِصن ابن کعب بن عُلیم قبیلۂ کلب کی تھیں۔
ام عمران بنت عمرو، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
مؤرخین نے کہا کہ عمرو بن سعید قریش کے لوگوں میں سے تھے، یزید بن معاویہ نے اُنھیں والی مدینہ بنایا تھا، حسینؓ کے قتل کے وقت وہ مدینے ہی کی ولایت پر تھے، یزید نے اُن کے پاس حسینؓ کا سر بھیجا تو اُنھوں نے اُس کو کفن دے کے بقیع میں اُن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا،
یزید نے اُنھیں لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر کی جانب ایک لشکر روانہ کریں، اُنھوں نے اُن کی جانب لشکر روانہ کیا اور اہل لشکر پر عمرو بن الزبیر بن العوام کو عامل بنایا، ایک سال عمرو بن سعید نے لوگوں کو حج کرایا۔
اہل شام کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھے اور وہ لوگ اُن کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے تھے۔
عبدالملک بن مروان والی خلافت ہوئے تو اُنھیں اُن سے خوف ہوا عمرو اُنھیں مغالطہ دیکر دمشق میں محفوظ ہو گئے، دمشق کو پھر اُن کے لئے کر لیا اور اُن سے بیعت خلافت کر لی، ۱۶۷
عبدالملک اُن سے بیخوف نہ ہونے کی وجہ سے برابر گھات میں رہنے

ایک روز انھیں تنہا بلا بھیجا اور اُن امور کی بدولت اُن پر عتاب کیا جن کو معاف کر چکے تھے، پھر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا، عمرو کی کنیت ابوامیہ تھی، عمرو نے عمر سے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن سعید

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ تھیں۔

یحییٰ بن سعید کے یہاں سعید و اسماعیل و رُبیحہ جو ام رَباح تھیں اور فاختہ و رُقیّہ" و ام عمر پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبید اللہ بن عمر بن الخطاب تھیں۔

عمرو و عثمان، ان دونوں کی والدہ زینب بنت عبد الرحمٰن بن الحکم ابن ابی العاص تھیں۔

عمر، اُن کی والدہ ام عمرو بنت عمر بن جریر بن عبد اللہ البجلی تھیں۔

اَبان و عَنبسہ و حُصَین و محمد و ہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

آمنہ، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت الحُلَیس بن حبیب بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

رملہ و علیہ و فاختۃ الصغریٰ، ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام عثمان، اُن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

یحییٰ بن سعید قلیل الحدیث تھے۔

عنبسہ بن سعید

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عنبسہ بن سعید کے یہاں ایک ام ولد سے عبداللہ اور ایک ام ولد سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

خالد، اُن کی والدہ ام النعمان بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب ابن معاویہ بن جَبلہ الکندی تھیں۔

عبدالملک، اُن کی والدہ اروی بنت عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن کُریز ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عثمان ایک ام ولد سے تھے،

سعید و ام عنبسہ و ام کلثوم، ان سب کی والدہ ام عمر بنت عمر بن سعد بن ابی وقاص تھیں۔

حجاج و محمد و سلیمان و زیاد و مروان و آمنہ و ام عثمان و ام ابان و ام خالد مختلف ماؤں سے تھے۔

ام الولید اُن کی والدہ رَداح بنت عُمیر بن السَلیل بن قیس بن مسعود بن قیس ابن خالد ذی الجَدّین تھیں۔

عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

۱۷۸

عبداللہ بن قیس

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ دُرّہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل اَوس میں سے تھیں۔

عبداللہ بن قیس کے یہاں محمد و موسیٰ و رقیہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام سعید بنت کباثہ بن عرابہ بن اوس بن قیظی بن عمرو انصار کی شاخ بنی حارثہ میں سے تھیں۔

مطلب و حکیم، ان دونوں کی والدہ ام ایاس بنت یزید بن عبداللہ بن ذی جفن حِمیَر میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن وحکیم وعبداللہ وام الفضل، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن ابی صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبدالملک وام سلمہ ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

اُن کے بھائی:۔

محمد بن قیس

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں۔

محمد بن قیس کے یہاں یحییٰ اکبر وعمر اکبر وام القاسم وجمال وصعبہ الکبریٰ وام عبداللہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام جمیل بنت المسیب بن ابی السائب بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حسن وحسین وحُکیم وصعبہ الصغریٰ وقیس اکبر وقیس اصغر ومحمد اصغر وجمال صغریٰ وحفصہ وام الحسن وفاطمہ، ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الحکیم بن الصلت بن مخرمہ تھیں۔

عمر واصغر ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ اصغر ایک ام ولد سے تھے۔

مغیرہ بن ابی بردہ

بنی عبدالدار بن قُصَیّ میں سے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن ازہر بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زُہرہ، اُن کی والدہ
ام سلمہ بنت خفاجہ بن ہرثمہ بن سعو وبنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھیں ۱۷۹
عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں جعفر و عبدالرحمٰن وام عمر اور حفصہ پیدا ہوئیں،
اُن سب کی والدہ ام جمیل بنت عبداللہ بن مُکمّل بن عوف بن عبد بن الحارث ابن
زہرہ تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ

ابن مکمل بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ اُنکی والدہ قبیلہ حمیر کی شاخ
یَحْصُب کی تھیں، اُن پر گرفتاری کی مصیبت آئی۔

عبدالرحمٰن کے یہاں حسن وام حبیب پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ خدیجہ
بنت ازہر بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

سعد ومروان و بُریہہ وام عمرو وہند، ان سب کی والدہ ام النعمان بنت
عبدالرحمٰن بن قیس بن خلدہ تھیں

عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے زہری نے روایت کی ہے۔

معاذ بن عبدالرحمٰن

ابن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
معاذ بن عبدالرحمٰن کے یہاں عبدالرحمٰن ہوئے اُنکی والدہ زینبہ تھیں جو ام عمرو بنت عتیبہ تھیں اور بنی سعد بن بکر میں سے تھیں۔
اُدیس، اُن کی والدہ مریم بنت عقبہ بن ایاس بن عنمہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔
اسماء، اُن کی والدہ منقریہ تھیں۔
اُن کے بھائی ہ۔

عثمان بن عبدالرحمٰن

ابن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مُرّہ۔

نوفل بن مساحق

ابن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک

ابن حسل بن عامر بن لوی، اُن کی والدہ مریم بنت مطیع بن الاسود بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نوفل بن مساحق کے یہاں سعد بن نوفل پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت ابی سبرہ بن ابی رُہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک تھیں۔ ۱۸۰

مُعقل بن نوفل، اُن کی والدہ ضُبَیبہ بنت سبرہ بن عبداللہ بن الاعلم بنی عُقیل ابن کعب میں سے تھیں۔

عبدالملک و مروان و سلیمان مختلف ام ولد سے تھے۔

نوفل کی بہت تھوڑی حدیثیں ہیں۔

عیاض بن عبداللہ

ابن سعد بن ابی سرح بن الحارث بن حُبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عیاض کے یہاں وہب و عبداللہ و سالم پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام حسن بنت عمرو بن اویس تھیں۔

اور سعد بن عیاض۔

عثمان بن اسحاق

ابن عبداللہ بن ابی خرشہ بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حُبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، اُن کی والدہ اُمیمہ بنت عبداللہ بن مسعود بن الحارث

ابن صبح بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں۔
عثمان بن اسحاق کے یہاں عبدالرحمٰن اور ایک اور شخص پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت مُرّ بنی عقیل میں سے تھیں۔
زہری نے عثمان بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

ابن ماعز، زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

شُعیب بن محمد

ابن عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
شعیب کے یہاں عمرو و عمر پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت مُرہ ابن عمرو بن عبداللہ بن اعمر الجمحی تھیں۔
عبداللہ و شعیب اور عائذہ، جن سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ ابن العباس نے نکاح کیا، ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبید اللہ بن العباس ابن عبد المطلب تھیں۔
شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور اُن سے اُن کے بیٹے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے، اُن کی حدیث اپنے والد سے ہے اور

اُن کے والد کی حدیث اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو سے ہے۔

عثمان بن عبداللہ

۱۸۱ ابن عبداللہ بن سُراقہ بن المُعتمر بن انس بن اداۃ بن رباح بن عبداللہ ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ زینب بنت عمر بن الخطاب تھیں جو اولاد عمر رحمتہ اللہ میں سب سے چھوٹی تھیں،

عثمان کے یہاں عمر پیدا ہوئے، انھیں کے نام سے اُن کی کنیت تھی اور عبداللہ و عمر و ابوبکر و زبیر و عبدالرحمن، ان سب کی والدہ عبدہ بنت الزبیر بن السیب ابن ابی السائب صیفی بن عابد بنی مخزوم میں سے تھیں۔

حفصہ ایک ام ولد سے تھیں اور فاطمہ ایک ام ولد سے۔

عثمان بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن اسماعیل

ابن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ امنہ بنت المطلب بن ابی البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

ہشام بن اسماعیل کے یہاں ولید اور ام ہشام پیدا ہوئیں جو ہشام ابن عبدالملک بن مروان کی والدہ تھیں، ان دونوں کی والدہ مریم بنت لحیا ابن عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھیں۔

ابراہیم و محمد ایک ام ولد سے تھے اور خالد و حبیب ایک ام ولد سے۔
ہشام بن اسماعیل اہل علم و روایت میں سے تھے، عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ ہوئے۔
پھر عبدالملک کی وفات ہوگئی، یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے سعید بن المسیب کو مارا تھا جب انھیں ولید بن عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی، جس وقت انھیں اُن کے والد نے ولی عہد خلافت بنایا تو سعید نے انکار کیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں تو انھوں نے انھیں مارا اور انھیں گھمایا اور قید کر دیا عبدالملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس کو ناپسند کیا، اُن کے فعل سے ناراض ہوئے اور کہا کہ انھیں اور سعید کو کیا ہوا، سعید کے پاس مخالفت نہیں ہے۔

محمد بن عمار

ابن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس مذحج میں سے تھیں جو قریش کے ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے حلفا میں سے تھے، محمد بن عمار سے روایت کی گئی ہے۔

حمزہ بن صہیب ۱۸۲

ابن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن النمر بن قاسط بن ربیعہ جو قریش کے عبداللہ بن جدعان التیمی کے حلیف تھے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

صیفی بن صُہَیب

ابن سنان بن مالک۔

عُمارۃ بن صُہَیب

ابن سنان بن مالک، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن خَبّاب

ابن الارتّ بن جندلہ بن سعد بن خُزیمہ بن کعب بن سعد، بنی سعد بن زید ابن مناۃ بن تمیم میں سے تھے، زمانۂ جاہلیت میں خبّاب پر قید کی مصیبت آئی، ام انمار بنت سباع الخزاعیہ کو ملے جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء میں سے تھیں ام انمار نے انھیں آزاد کردیا۔

عبدالقیس کے ایک شخص سے، جو خوارج کے ساتھ تھے اور بعد کو اُن سے جُدا ہوگئے، مروی ہے کہ خوارج ایک گاؤں میں داخل ہوئے، عبداللہ بن خبّاب گھبرا کر اُن کے پاس آئے، اُن لوگوں نے کہا کہ آپ نہ ڈریئے، انھوں نے کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرادیا، اُن لوگوں نے کہا کہ آپ ہرگز نہ ڈریئے، انھوں نے

کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا ہے، اُن لوگوں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خباب کے بیٹے عبداللہ ہیں، اُنھوں نے کہا کہ ہاں،

اُن لوگوں نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے جو اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو۔ اگر سنی ہے تو ہم سے بیان کیجئے، اُنھوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فتنے کا ذکر کرتے سنا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تم اس فتنے کو پانا تو اللہ کے مقتول بندے بننا۔ ایوب (راوی) نے کہا کہ میں اس کو سوائے اس کے نہیں جانتا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے نہ بننا جو قاتل ہو،

اُن لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے اُنھوں نے کہا کہ ہاں، وہ لوگ اُنھیں نہر کے کنارے پر لے گئے اور گردن ماردی اُن کا خون اس طرح بہا کہ گویا جوتے کا تسمہ ہے جو پانی سے نہیں ملا، ان لوگوں نے اُن کی ام ولد کا بھی پیٹ چاک کر ڈالا، اسی سبب سے علیؓ نے اُن لوگوں کے قتال کو حلال سمجھا۔

محمد بن اسامہ

ابن زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر ابن النعمان بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رُفیدہ بن ثور ابن کلب کہ زید بن حارثہ کے خاندان کو اُس باندی کی وجہ سے اولاد مدینہ کہا جاتا تھا جس نے عبدالعزیٰ بن امرئ القیس کو پالا تھا، اسی وجہ سے وہ لوگ اس کی طرف

منسوب ہو گئے،
محمد بن اُسامہ کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی، اُن سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔
اُن کے بھائی:

حسن بن اُسامہ

ابن زید بن حارثہ، اُن سے اُن کے بیٹے محمد بن الحسن وغیرہ نے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عمرو

ابن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد ناشرہ بن کعب بن جُدَیّ ابن ضَمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔
عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ جعفر بن عمرو بن امیہ عبدالملک ابن مروان کے رضاعی بھائی تھے، عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں اُن کے پاس آئے اور مسجد دمشق میں بیٹھ گئے، اہل شام اپنے دفتر کی ترتیب سے عبدالملک کے روبرو پیش کئے جا رہے تھے، یمن کے لوگ اُن کے گرد تھے جو کہہ رہے تھے کہ اطاعت کرو، اطاعت کرو، جعفر نے کہا کہ سوائے اللہ کے کسی کی اطاعت نہیں ہے، لوگوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور کہا کہ کیا تم امیر المومنین کی اطاعت کو کمزور کرتے ہو یہاں تک کہ ستون سے اُن پر حملہ کیا، جعفر بڑی مشقت سے بچے،

یہ خبر عبدالملک کو معلوم ہوئی۔ تو انھوں نے اُن کو بلا بھیجا، انھیں اُن کے پاس پہنچا دیا گیا، عبدالملک نے کہا کہ کیا تم نے اپنے اس عمل پر غور کیا، واللہ اگر یہ لوگ تمھیں قتل کر دیتے تو میرے نزدیک تمھارے بارے میں کچھ نہ تھا۔ تمھیں ایسے امر میں جانے کی کیا ضرورت تھی جو مفید نہیں، تم ایسی قوم کو دیکھتے ہو جو میری سلطنت و اطاعت میں شدت کرتے ہیں پھر تم آتے ہو اور اُسے کمزور کرتے ہو، اس سے احتیاط کرو۔
محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر بن عمرو کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے، ثقہ تھے اور اُن کی حدیثیں ہیں۔
اُن کے بھائی:۔

زبرقان بن عمرو ۱۸۴

ابن امیہ بن خویلد، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ایاس بن سلمہ

ابن الاکوع، اُن کا نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان ابن اسلم بن افصیٰ تھا، خزاعہ میں سے تھے۔
ایاس کی کنیت ابوسلمہ تھی وفات ۱۱۹ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ ستتر سال کے تھے۔
ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اُن کی کنیت ابوبکر تھی، ثقہ تھے، اُن کی بہت سی احادیث ہیں۔

محمد بن حمزہ

ابن عمرو الاسلمی، اُن سے اُسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے، اور خود انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبد الرحمٰن بن جَرْہَد

ابن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ، اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اُن کے ایک بیٹے زُرعہ بن عبد الرحمٰن تھے جن سے ابو الزناد نے روایت کی ہے۔

طارق بن ابی مُخَاشِن الاسلمی

مدینے میں رہتے تھے، اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

ابو عثمان بن سَنّہ الخزاعی

اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء بن یزید اللیثی

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے، کنیت ابو محمد تھی، سنہ ۱۰۷ھ میں وفات ہوئی اور اس وقت بیاسی سال کے تھے، انھوں نے ابوایوبؓ اور تمیم الداری اور ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ الخدری اور عبید اللہ بن عدی بن النجار سے روایت کی ہے، اُن سے زہری نے روایت کی ہے، کثیر الحدیث تھے۔

عُمارہ بن اُکیمہ اللیثی

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے، کنیت ابوالولید تھی، اُناسی سال کی عمر میں سنہ ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی، اُنھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور اُن سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے، بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کر ان سے سند نہیں لیتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں

حُمید بن مالک

ابن الخُثَم الدُؤلی، کنانہ میں سے تھے اور قدیم تھے، انھوں نے سعد و ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے، اُن سے بُکیر بن عبد اللہ بن الاشج اور زہری نے روایت کی ہے

قلیل الحدیث تھے۔

سِنان بن ابی سنان الدُئلی

قبیلہ دئل بن ... سے تھے، بیاسی سال کی عمر میں سنہ ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی، اُن سے زہری نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ

ابن عتبہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن ہذیل بن مُدرکہ میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلفاء تھے، اُن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ شعر کہتے تھے، اس کے بارے میں اُن سے کہا جاتا تو جواب دیتے کہ کیا تم لوگوں نے مریض سینہ کو نہیں دیکھا کہ اگر بلغم نہ تھوکے تو مر جائے گا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبید اللہ عالم تھے بینائی جاتی رہی تھی، اُنھوں نے ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و ابی طلحہؓ و سہل بن حنیف و زید بن خالد و ابی سعید الخدری سے روایت کی ہے، ثقہ و فقیہ و کثیر العلم و کثیر الحدیث و شاعر تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے، اُنھیں سے اچھی طرح چُن لیتے تھے، اُن کی وفات ۱۸۶
سنہ ۹۸ھ میں مدینے میں ہوئی، اوروں نے کہا کہ سنہ ۹۹ھ میں ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ ابوسلمہ ابن عباسؓ سے سوال کر کے اُن سے

مسائل جمع کرتے تھے، عبید اللہ بن عبد اللہ اُن سے عمدہ طریقہ سے سوال کر کے کلام میں اُن پر غالب آجاتے تھے۔

یحییٰ بن عبد الرحمٰن

ابن حاطب بن ابی بلتعہ جو قبیلۂ لخم میں سے تھے کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کا حلیف تھا، عثمان بن عفان کی خلافت میں پیدا ہوئے، کنیت ابو محمد تھی، انھوں نے ابن عمر و ابی سعید الخدری سے حدیث سنی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے، وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

اُن کے بھائی:۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن

ابن حاطب بن ابی بلتعہ، یزید بن معاویہ کی خلافت میں جنگ حرہ کے دن ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

حنظلہ

یعنی ابن علی بن الاسقع الاسلمی جو اسلمیوں میں سے تھے، انھوں نے ابو ہریرہ

سے اور زہری نے اُن سے روایت کی ہے۔

عیاض بن خلیفہ الخزاعی

اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

عوف بن الطفیل

ابن الحارث بن سَخْبَرہ بن جُرثُومہ بن عادیہ بن مُرّہ بن جُشَم بن الاوس بن عامر ابن جُفَین بن النَّمِر بن عثمان بن نصر بن زَہران بن کعب، قبیلۂ ازد سے تھے، طفیل بن الحارث عائشہ وعبدالرحمن فرزندان ابوبکر صدیقؓ کے ان دونوں کی (سوتیلی) ماں ام رومان کے رشتے سے بھائی تھے، حارث بن سخبرہ نے السراۃ سے آکر ابوبکر سے معاہدۂ حِلف کیا تھا، اُن کے ہمراہؓ اُن کی بیوی تھیں ام رومان بھی تھیں، جب وہ مر گئے تو اُن کی بیوی سے ابوبکر صدیق نے نکاح کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن مالک

ابن جُعْشُم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مُدلج بن مُرّہ بن عبد مناۃ بن کنانہ

اُن سے زہری نے روایت کی اور اُن کی احادیث ہیں۔

ربیع بن سبرہ

الجُہنی، اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی جو صحابی تھے، زہری نے ربیع ابن سبرہ سے روایت کی ہے۔

عبید بن السبّاق الثقفی

اُنھوں نے مذی کے بارے میں سہل بن حنیف سے روایت کی ہے اور ابن عباس سے بھی روایت کی ہے۔

عبیدہ بن سفیان الحضرمی

اُنھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث شیخ تھے۔

سائب بن مالک الکنانی

اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

صفوان بن عیاض

ابن برادر اُسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی جو اُسامہ کی دختر کے شوہر تھے، انھوں نے اُسامہ سے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

مَلیح بن عبداللہ السعدی

اُنھوں نے ابوہریرہؓ سے اور اُن سے محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی نے روایت کی ہے۔

عراک بن مالک الغفاری

بنی کنانہ میں سے تھے اور مدینے میں بنی غفار میں رہتے تھے، مدینے میں یزید ابن عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ اُنھوں نے ابوہریرہؓ سے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔ اور اُن کے فرزند خثیم بن عراک پارسا اور اسلام میں سخت مزاج تھے، زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی جانب سے مدینے کے افسر شحنہ تھے زیاد ابوالعباس اور ابوجعفر کی ابتدائے خلافت میں مکے اور مدینے کے والی تھے۔

ابوالغُصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ شل منوڈنے ۱۸۸

کے وہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے، بلکہ اُن سے اچھی طرح چن لیتے تھے۔

ابو العصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ سوائے ایام ممنوعہ کے وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے

محرر بن ابی ہریرہ

ابن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سُلیم بن فہم بن غنم بن دوس، جو ازد میں سے تھے، وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن ابی سفیان

ابن اسید بن جاریہ بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قسی، ثقفی تھے، بنی زہرہ کے حلیف اور ابوہریرہؓ کے شاگردوں (ساتھیوں) میں سے تھے اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

نہار بن عبداللہ القیسی

اُنھوں نے ابوسعید الخدری سے حدیث سنی ہے۔

انصار کا یمنی طبقہ

عَبّاد بن ابی نائلہ

سلکان بن سلامہ بن وقش بن زُغبہ بن زَعُوراء بن عبد الاشہل، ان کی والدہ ام سہل بنت رومی بن وقش ابن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل تھیں۔

عباد کے یہاں یونس وام سلمہ وام عمرو وام موسیٰ وسلمہ وقریبہ پیدا ہوئیں اُن سب کی والدہ ام الحارث بنت الحُباب بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خُفاف جوراتج کے رہنے والے قبیلۂ اُوس کے جعاورہ میں سے تھیں۔

ام العلاء وام عمرو، ان دونوں کی والدہ صفیہ بنت معبد بن البشر بن خالد بن ظالم قیس عیلان کے بنی ہاربہ بن دینار میں سے تھیں۔

عباد بن ابی نائلہ اور اُن کے بیٹے سلمہ بن عباد ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

زید بن محمد ۱۸۹

ابن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مُجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو جو نبیت بن مالک ابن الاوس تھے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن محمد کے یہاں قیس وام زید پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ بنی محارب ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھیں۔

زید بن محمد یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینے کے مکانات میں جو مکان سب سے پہلے لوٹا گیا، اور جنگ ہنوز منقطع ہوئی تھی، وہ بنی عبدالاشہل کا مکان تھا، ان لوگوں نے نہ تو مکانوں میں کوئی اثاثہ چھوڑا اور نہ عورتوں کے بدن پر کوئی زیور اور کپڑا، کوئی فرش ایسا نہ تھا جس کا اون نہ نوچ ڈالا گیا ہو۔ اعد کوئی مرغی اور کبوتر نہ تھا جو ذبح نہ کر دیا گیا ہو، وہ مرغیوں اور کبوتروں کو اپنے میں سے کسی کے پیچھے ننگا ربند میں لٹکا لیتے۔

ہم لوگ نکل کر اس گھر سے اس گھر تک جاتے، تین روز اسی طرح سے گزرے مسرف عقیق میں تھا اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے۔ ہم لوگوں نے محرم کا چاند اس حالت میں دیکھا کہ محمد بن سلمہ کے مکان میں شامی گھسے تھے اور عورتیں پراگندہ ہو گئی تھیں۔

زید بن محمد بن سلمہ اور ان کے ہمراہ ایک جماعت آواز کی طرف بڑھی انھوں نے دس آدمیوں کو لوٹتے ہوئے پایا، دروازے پر، احاطے میں اور گھر میں ان لوگوں نے جنگ کی، شامی سب کے سب قتل کر دیے گئے جو کچھ لوٹا گیا تھا سب انھوں نے حاصل کر لیا، اپنے قیمتی سامان کو انھوں نے اندھیرے کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی پاٹ دی۔

ایک دوسری جماعت سامنے آئی، انھوں نے بھی اسی مقام پر جنگ کی زید بن محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن عباد بن سلامہ بن وقش اور جعفر بن یزید بن سلکان قتل کر دیے گئے۔ اور وہ سب لوگ بچھڑے ہوئے پائے گئے، یزید بن محمد پر تلوار کے چودہ زخم تھے جن میں سے چار ان کے چہرے پر تھے۔

عبداللہ بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

کہ وہی نبیت بن مالک بن الاوس تھے اُن کی والدہ لُبنیٰ بنت قُرّہ بن علقمہ بن عُلاثہ بنی جعفر بن کلاب میں سے تھیں۔

......اور ناعصہ و عائشہ، ان دونوں کی والدہ ام الاشعب بنت عبداللہ ابن قرہ بن علقمہ بن علاثہ تھیں۔

ام جعفر، اُن کی والدہ ام الاشعث بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع قبیلۂ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

۱۹۰ عبیداللہ بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، اُن کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ بن مصاد بن الحارث بن مالک بن النمر بن قاسط بن ربیعہ تھیں۔

عبیداللہ کے یہاں فضل پیدا ہوئے جن کے نام سے اُن کی کنیت تھی، اور عونہ و ام الفضل و بُریہہ و ام رافع، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے پچاسی سال کے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جُشَم بن حارثہ، اُن کی والدہ اسماء بنت زیاد ابن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

عبدالرحمن کے یہاں ہریرہ و سکینہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام الحسن بنت اُسید بن ظُہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جُشم بن حارثہ تھیں۔

سہل بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، اُن کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طَرَفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

سہل بن رافع کے یہاں منذر پیدا ہوئے اور عمران جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، اور سلیمان و محمد و عائشہ و ام عیلی و ام حُمیدہ، ان سب کی والدہ ام المنذر بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

رفاعہ بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ انکی والدہ اسماء بنت زیاد بن طَرَفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

رفاعہ کے یہاں ایک ام ولد سے عبایہ و امرأ القیس پیدا ہوئے، ایک ام ولد سے زمیل اور ایک ام ولد سے شفع پیدا ہوئے۔

سہل و عائشہ و میمونہ، ان سب کی والدہ ہند بنت ثعلبہ بن الزبرقان بن بدر التمیمی تھیں۔

عبدہ اسماء و بکرہ ایک ام ولد سے تھیں۔

رفاعہ بن رافع کی کنیت ابو خدیج تھی، ان کی وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز

کی خلافت میں ہوئی۔

عبید بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید کے یہاں رافع وعیاش ورفاعہ پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ حمیدہ بنت ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

حرام بن سعد

ابن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن سے زہری نے روایت کی ہے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے، حرام کی کنیت ابوسعید تھی، وفات ستر سال کی عمر میں ۱۱۳ھ میں مدینے میں ہوئی۔

نملہ بن ابی نملہ

نام عمرو بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن الحارث بن عمرو بن ظفر تھا، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ کبشہ بنت حاطب بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ ابن معاویہ قبیلۂ اوس کے بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں، اُن کی اولاد تھی مگر سب ختم ہو گئے، ظفر کی بھی سب اولاد تمام ہو گئی، اُن میں سے کوئی نہ رہا، نملہ نے اپنے والد

سے اور زہری نے نملہ سے روایت کی ہے۔

عمرو و محمد و یزید ابنائے ثابت

ابن قیس بن الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر، وہ کعب بن الخزرج بن عمرو تھے اور وہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے، ان تینوں کی والدہ ام حبیب بنت قیس ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں، تینوں یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیے گئے، اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی

صالح بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف جو اوس کے تھے، اُن کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

صالح بن خوات کے یہاں خوات و ابو حنہ و برہ و ام ہوئی پیدا ہوئیں، اُن سب کی والدہ ام حسن بنت ابی حنہ بن عزیہ بنی مازن بن النجار سے تھیں۔

حفصہ بنت صالح، اُن کی والدہ بلی قضاعہ کے بنی انیف سے تھیں۔

صالح بن خوات نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وہ قلیل الحدیث تھے۔

حبیب بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس، اُن کی والدہ بنی فقیم کے

۱۹۲ بنی ثعلبہ سے تھیں۔
حبیب کے یہاں داؤد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
حبیب بن خوات ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

عمرو بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان، اُن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

یحییٰ بن مُجَمّع

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضُبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت ثابت بن الدحداح ابن نعیم بن غنم بن ایاس بلّی قضاعہ سے تھیں۔
یحییٰ بن مجمع کے یہاں مُجَمّع پیدا ہوئے جن کی بقیہ اولاد کوئی نہ تھی۔
یحییٰ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔
اُن کے بھائی:۔

عبید اللہ بن مُجَمّع

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف، ان کی والدہ سلمیٰ بنت ثابت

ابن الدحداحہ بن نُعیم بَلی قضاعہ سے تھیں، عبید اللہ بن مُجمع کے یہاں عمر اُن دحداحہ و مریم پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ کُبیشی بنت عبد اللہ بن نبتل بن الحارث بن قیس بن زید بن ضُبَیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں،
عبید اللہ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کئے گئے، اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن ثابت

ابن ودیعہ بن خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ بلی قضاعہ حلفاء سے بنی عمرو بن عوف کے بنی اُنیف سے تھیں، یزید کے یہاں عبد اللہ و اسماعیل پیدا ہوئے، زہری نے یزید بن ثابت بن ودیعہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن جَبر 193

ابن عتیک بن قیس بن ہَیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے، بقیہ اولاد نہ تھی، اُن کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔

عبد الملک بن جبر

ابن عتیک، اُنھوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔

ابوالبدّاح بن عاصم

ابن عدی بن الجدّ بن العجلان بنی قضاعہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کے حلفاء تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالبداح لقب ہے کہ اُن کے نام پر غالب آگیا، کنیت ابو عمرو تھی وفات ۱۱۷ھ میں بعہد خلافت ہشام بن عبد الملک چوراسی سال کی عمر میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

اُن کے بھائی:۔

عبّاد بن عاصم

ابن عدی، یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

خارجہ بن زید

ابن ثابت بن ضحّاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجارؒ ان کی والدہ ام سعد جمیلہ بنت سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئی القیس ابن مالک بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

خارجہ بن زید کے یہاں زید و عمرو و عبداللہ و محمد و حبیبہ و حمیدہ و ام یحییٰ و ام سلیمان پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید سے مروی ہے کہ خارجہ بن زید کی کنیت ابوزید تھی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

۱۹۴ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا۔ نہ اُن کی ناک پر اس کا کوئی اثر تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کو دیکھا کہ جن اوقات میں برہنہ ہوتے تو اپنی چادر لٹکائے رہتے اور جب اُن کے بدن پر کرتہ ہوتا تو میں نے اُنھیں چادر لٹکاتے نہیں دیکھا، اُن کا جسم خوبصورت تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن خارجہ کو خز کی چادر استعمال کرتے ہوئے دیکھا اور زرد رومال اوڑھے ہوئے دیکھا، اور سفید عمامہ باندھتے دیکھا، خارجہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ستر سیڑھیاں بنائی ہیں، جب میں اُس سے فارغ ہوا تو منہدم کر دیا، یہ میرا سترواں سال ہے جس کو میں نے پورا کر لیا ہے، اُسی سال اُن کی وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ خارجہ بن زید کی وفات سنہ ۱۰۰ھ میں بزمانہ خلافت عمر بن عبدالعزیز مدینے میں ہوئی، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اُن پر نماز پڑھی، وہ اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینے کے والی تھے، اور میں نے اُن کے جنازے پر ایک چادر دیکھی جو لٹکتی ہوئی تھی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں خارجہ بن زید کے جنازے پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ اُن کی قبر پر پانی چھڑکا جا رہا تھا۔

سعد بن زید

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار

ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔
سعد بن زید کے یہاں قیس وسعید جو سعدان تھے اور عبدالرحمن پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں، داؤد وجلیبہ ایک ام ولد سے تھیں اور سلیمان وسعد دوسری ام ولد سے۔
سعد بن زید سے روایت کی گئی ہے، ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

سلیمان بن زید

۱۹۵ ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔
سلیمان بن زید کے یہاں سعید وحُمید ومحمد وعبداللہ پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام حُمید بنت عبداللہ بن قیس بن صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار سے تھیں، سلیمان بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

یحییٰ بن زید

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔
یحییٰ بن زید کے یہاں زکریا، وابراہیم پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ لبتا مہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک بنی مالک بن النجار سے تھیں، یحییٰ بن

زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

اسماعیل بن زید

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں، کنیت ابومصعب تھی۔

اسماعیل بن زید کے یہاں مصعب پیدا ہوئے، اُن کی والدہ اُمامہ بنت جُلَیحہ بن عُبادہ بن عبداللہ بن اُبَی ابن سلول بنی الحُبلی میں سے تھیں۔

سعد بن اسماعیل، اُن کی والدہ میمونہ بنت بلال بنی ہلال سے تھیں۔

اسماعیل بن زید، زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اُنھوں نے اپنے والد سے کچھ روایت نہیں کی۔ اور نہ انھوں نے اُن کو پایا، البتہ دوسروں سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

سلیط بن زید

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

سلیط بن زید کے یہاں یسار پیدا ہوئے، اُن کی والدہ زینب تھیں۔

حبیبہ و خُلَیدہ، ان دونوں کی والدہ نائلہ بنت عمرو بن حزم تھیں۔

سلیط بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زید

۱۹۶ ابن ثابت بن الضحاک، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
عبدالرحمٰن کے یہاں سعید و ام کلثوم و ام ابان پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبدالعلاء بن عمرو بن الربیع بن الحارث بنی مالک بن النجار سے تھیں۔
عبدالرحمٰن بن زید یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُن کی اولاد باقی نہ رہی۔

عبداللہ بن زید

ابن ثابت بن الضحاک، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی۔

زید بن زید

ابن ثابت بن الضحاک، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔
یوم الحرہ میں زید بن ثابت کے سات بیٹے مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حسّان

ابن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی ابن عمرو بن مالک بن النجار
اُن کی والدہ سیرین قبطیہ تھیں جو ماریہ قبطیہ والدۂ ابراہیم بن رسول اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں،
اُن کو آنحضرتؐ نے حسان بن ثابت کو ہبہ کر دیا تھا اُن سے عبدالرحمٰن بن حسان
پیدا ہوئے، وہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی تھے عبدالرحمٰن
شاعر تھے اُنھوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن کے یہاں ولید واسمٰعیل وام فراس پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ
ام شیبہ بنت السائب بن یزید بن عبداللہ تھیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن، شاعر تھے، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، اُن کی والدہ
ام ولد تھیں۔

حسان بن عبدالرحمٰن وفریعہ۔

عبدالرحمٰن بن حسان کی کنیت ابوسعید تھی، شاعر وقلیل الحدیث تھے۔

عمارہ بن عقبہ

ابن کُدیم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک
ابن النجار، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، البقیہ اولاد نہ تھی۔